ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

میری یہ خواہش ہے کہ

جرمنی

وہ پہلا یورپین ملک ہو

جہاں جماعت احمدیہ کو

سو مساجد

تعمیر کرنے کی توفیق ملے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مغربی جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مغربی جرمنی میں تشریف آوری

اظہارِ خوشنودی اور نصائح

گذشتہ سال جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مغربی جرمنی تشریف لائے تو حضور اقدس نے جماعت جرمنی کو اپنی زرّیں نصائح سے نوازا۔ ایک نصیحت یہ بھی فرمائی کہ احباب اپنی نمازوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دیں۔ چنانچہ امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور اقدس نے نہایت خوشنودی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا :

"گذشتہ سال میں نے نصیحت کی تھی کہ نمازوں کے وقت آپ کی حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ جو احمدیوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ میں نے جو نظری اندازہ لگایا ہے، میں نہیں جانتا کتنے لوگ نمازوں میں شمولیت سے محروم رہے، لیکن جو حاضر تھے ان سے خدا تعالیٰ کے فضل سے پنڈال بھر جاتا رہا تو اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تسکینِ قلب کے سامان فرمائے اور میں بڑی خوشی کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بہت سے پہلوؤں سے میری توقعات کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے"

خلیفۂ وقت کی خوشنودی تو دراصل خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہوا کرتی ہے اور اس لحاظ سے جرمنی کی جماعت وہ خوش نصیب جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے اور خلیفۂ وقت کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی جماعت ہے۔ اب جب کہ احمدیت کی دوسری صدی "غلبۂ اسلام کی صدی" کا آغاز ہوا ہے، اس وقت جہاں خدا تعالیٰ کی تائید کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہو رہے ہیں وہاں اس ملک میں اسلام کی فتحِ عظیم کے لئے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح وارشادات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں جن پر عمل کئے بغیر فتح کی باتیں بے معنی ہوں گی۔ کیونکہ وہ لوگ جو اسلام کا خوبصورت، حسین و دلکش چہرہ دکھانے کے دعویدار ہوتے ہیں انہیں اخلاق کی ایسی اعلیٰ قدریں قائم کرنی ہوتی ہیں جن سے اسلام کا حُسن ظاہر ہو۔

اس لئے خلیفۂ وقت نے بار بار جو نصائح فرمائی ہیں، اپنے حالیہ دورہ کے دوران جو خطابات ارشاد فرمائے ہیں، یہ فرمودات تقاضا کرتے ہیں کہ ان کو بار بار پڑھا اور سُنا جائے اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی رضا اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی کا وارث بنا جائے۔

حضور اقدس کی چند نصائح بغرض یاد دہانی تحریر ہیں :

(۱) "ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ روزانہ قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور تلاوت کرے گا۔ اور ترجمہ کے ساتھ تلاوت کریگا (۲) وہ آیات خصوصیت کے ساتھ جن کی میں نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں ان کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیئے (۳) اسلام کی محبت کا تقاضا احمدیت کی محبت کا تقاضا، صد سالہ جشن تشکر کا تقاضا یہ ہے کہ آپ پہلے سے بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں (۴) جب تک آپ اپنے کردار کو بلند نہیں کرتے اس وقت تک آپ ان قوموں کو پیغام نہیں پہنچا سکتے۔ جو بعض قدروں میں آپ سے بہت اونچی ہیں۔"

یہ نصائح ہمیں دعوتِ فکر و عمل دے رہی ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

احسان - وفا ۱۳۶۸ ھ

جون - جولائی ۱۹۸۹ ء

نگران : عطاء اللہ کلیم
ایڈیٹر : مغفور احمد
کتابت : وسیم احمد

فہرستِ مضامین

★ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پرعظمت رؤیا
★ اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
★ ۱۴ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد
★ رپورٹ ، آٹھویں مجلس شوریٰ مغربی جرمنی
★ پیران کلیسا بھی مڑے جانبِ توحید
★ ایک احمدی ڈاکٹر کی شہادت
★ ننکانہ میں حملہ آور ......
★ پاکستانی پنجاب کے وزیرِ قانون کے نام ایک خط
★ نظمیں
★ سیرت المہدی کا ایک ورق
★ رپورٹ تقریبات صد سالہ جشن تشکر
★ جرمن اخبارات کے تراشے
★ اعلانات
★ خدام الاحمدیہ کا صفحہ
★ لجنہ اماء اللہ کا صفحہ
★ تصاویر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پُرعظمت رؤیا

حالاتِ حاضرہ کے متعلق

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وضاحتی نوٹ کے ساتھ

مکرم و محترم مبلغ انچارج صاحب ! مغربی جرمنی - السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ'۔ حضور انور کے ارشاد پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک رؤیا آپ کو بھجوائی جارہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ہے کہ آپ اپنے ملک کے جماعتی رسالوں میں اس نوٹ کے ساتھ شائع کریں۔

"کسی نے پاکستان میں ایسی رؤیا دیکھی ہے جس سے یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ رؤیا ان حالات پر صادق آتی ہے جن حالات میں میں نے پاکستان چھوڑا اور پھر خدا کے فضل سے اس سفر کو بہت برکت ملی ہے اور بعد میں جو حالات پیدا ہوئے ان کا نقشہ بھی تفصیل سے اس میں کھینچا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دعاؤں سے محض خدا کے اعجازی نشان سے دشمن ناکام و نامراد ہوگا۔ ہماری دنیاوی کوششوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا - اس پہلو سے تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان پیشں خبری کے متعلق دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا نیک انجام جلد جماعت کو دکھائے اور اس کا ہر مبارک پہلو ہم پر پوری طرح صادق آئے"۔

حضور انور کا ارشاد بغرضِ تعمیل ارسال ہے - کان اللہ معکم - والسلام خاکسار نصیر احمد قمرؔ پرائیوٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ - ۲۴/۸۹

(ترجمہ) "اور ایک مرتبہ، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لیئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے اور یہ بات میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کیلئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ ہاں میں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی خاص بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں' اور میں نے کچھ ہتھیار لگالیئے اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے چُستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے، جو مسلح ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور میں تن تنہا ہوں' اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دیے گئے تھے - کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا۔ اور میدانِ مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا - اس لیئے میں اپنے اس اہم مقصد کیلئے جو میرے پیش نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا - اسی اثنا میں اچانک مجھے ہزار شاہسوار نظر آئے جو گھوڑوں پر آئے تھے اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آرہے تھے - میں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے - اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی اور میں اس طرح پر ان کا پیچھا کرنے لگا جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس کی حقیقت حال دریافت کرنے کے لیئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا - اور مجھے یقین تھا کہ میں کامیاب ہوں گا پھر میں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں' ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور ان کی ہیئت مشرکوں کی سی اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کی غرض سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور میں پورے غور اور توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں - اور میں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جارہا ہوں - اور میرا گھوڑا ایسا تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اسی طرح پر چلا رہا ہے جیسا کہ حدی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں - میں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا اس پر انہوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہوتے، میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخ کنی کرنے اور ان کو تباہ و برباد

کرنے کے لیئے ان پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رخ کیا۔ ان کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے میں گھبرایا اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی اور میری فراست نے بتایا کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں، اس لئے میں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا اور میں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنالیا ہے اور میں کمزور اور خوفزدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا۔ سو اس بنا پر میں حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا۔ اور جب میں اپنے باغ میں داخل ہوا اور غور سے اس میں نگاہ ڈالی اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو میں نے دور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیانی حصہ میں گرے پڑے اور مُردوں کی طرح بچھڑے پڑے ہیں، اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی۔ اور مجھے اطمینان خاطر حاصل ہو گیا۔ اور میں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور جب میں ان کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب کے سب یکدم ذلت کی حالت میں اور مورد غضب الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے اور ان کے چمڑے اتارے گئے اور ان کے سروں کو کچل دیا گیا اور ان کے گلوں کو کاٹ دیا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیے گئے اور یکدم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اسے نابود کر دیتی ہے، اور وہ بھسم ہو گئے۔ اس کے بعد میں ان کی ہلاکت کی جگہ جہاں وہ مقابلہ کے لیئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے اور میں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا کہ اے میرے رب میری جان تیری راہ پر فدا ہو تو نے مجھ ناچیز پر خاص فضل فرمایا ہے اور اپنے بندۂ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی۔ اے میرے رب تو نے پیشتر اس کے کہ دو فریق باہم جنگ کرتے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے اور دو مرد میدان کارزار میں کارفرما ہوتے اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور تیرے جیسا کوئی مدد دینے والا نہیں ہے۔ تو نے ہی مجھے بچایا اور مجھے نجات بخشی۔ اے ارحم الراحمین اگر تو رحم نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ میں ان بلاؤں اور آفات سے نجات پاتا۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا اور اس کی طرف میری روح جھکی ہوئی تھی، پس اللہ تعالیٰ کے لیئے تعریف ہے جو تمام مخلوق کا رب ہے۔

اور میں نے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی کہ اس میں ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے دخل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت ہے۔ اور یہ کہ وہ مجھ پر اپنے انعام کو کامل کرنا اور مجھے اپنے فضلوں میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ اب میں تمہاری بصیرت افزائی کیلئے اس رؤیا کی تعبیر کھول کر بتاتا ہوں اس میں سر کو کچلنے اور گلا کاٹنے سے مراد دشمن کے تکبر کو اور ان کے فخر وغرور کو توڑنا اور ان میں انکسار پیدا کرنا ہے۔ اور ان کے ہاتھوں کو کاٹنے سے مراد ان کے مقابلہ کی قوت کو مٹانا انہیں عاجز کر دینا اور چیرہ دستی سے اور مقابلہ کرنے سے روکنا اور ان سے لڑائی کے ہتھیار چھین لینا اور انہیں بستگی اور بے چارگی کی حالت میں کر دینا ہے، اور پاؤں کاٹنے کے معنے ان پر اتمام حجت کرنا اور بھاگ سکنے کی تمام راہیں اور فرار کے تمام دروازے بند کرنا اور انہیں پورے طور پر ملزم کرنا، اور قیدیوں کی طرح کر دینا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہر ایک بات پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے شکست دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

(آئینہ کمالات اسلام)

احباب جماعت کے لیئے ایک عظیم خوشخبری

ایک دن میں ایک ملک میں تیرہ ہزار آٹھ سو افراد کا قبول احمدیت

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو ایک عظیم خوشخبری سے نوازا ہے حضور نے ۹ جون ۱۹۸۹ء کے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بے انتہا ترقی دی اور ایسے ایسے دن بھی آئے جن کی کوئی مثال جماعت کی تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ مثلاً چند دن پہلے ایک ملک سے جہاں صرف ۵۰۰ احمدی تھے یہ اطلاع ملی کہ آج تیرہ ہزار آٹھ سو کے لگ بھگ احباب جماعت باقاعدہ بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر حالات تبدیل کر رہی ہے

خدا نے اس صدی کے آغاز میں آپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ آگے بڑھو اور تیز رفتاری کے

ساتھ آگے بڑھو میری آسمان سے چلائی ہوئی ہوائیں تمہاری تائید میں ہیں

اسلام کیلئے جرمن قوم عظیم الشّان کردار ادا کر سکتی ہے

آج دُنیا کے سات برّاعظم گواہ ہیں کہ جہاں بھی جماعت احمدیہ کو کمزور کرنیکی کوشش

کی گئی ہے جماعت احمدیہ پہلے سے بڑھ کر طاقتور ہو کر اُبھری ہے

اسلام کی محبّت کا تقاضا، احمدیت کی محبّت کا تقاضا

سو سالہ جشنِ تشکّر منانے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ پہلے سے بہت

زیادہ سنجیدگی کے ساتھ تبلیغ کی طرف متوجّہ ہو جائیں

جرمنی کا جلسہ سالانہ تعداد کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے

انگلستان کے مرکزی جلسے سے بھی بڑھ چکا ہے

اختتامی خطاب از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقعہ جلسہ سالانہ مغربی جرمنی، مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے اور اس کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے اور شکر کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا کہ مسلسل جماعت احمدیہ پہ اپنی رحمتوں اور افضال کی بارشیں نازل فرماتا چلا جا رہا ہے۔ بسا اوقات آپ نے یہ منظر دیکھا ہوگا کہ بادلوں سے بجلی کے کڑکے اس طرح سنائی دیتے ہیں جیسے وہ آپ پر برسیں گے بجلیاں برسائیں گے لیکن بجلیوں کی بجائے رحمت کی بارش کے قطرے برسنے لگتے ہیں اور پھر وہ موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ الٰہی جماعتوں کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا سلوک ہوتا ہے، دشمن گرجتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے غضب کی بجلی آپ پر گرے گی اور آپ کو بھسم کر دے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر انہی غیظ و غضب کے کڑکوں میں سے اپنی رحمت کی بارشیں برسا دیتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دشمن نے جماعت احمدیہ کو مٹا دینے کے بلند و بانگ دعاوی کیئے ہوں اور ان کے بعد جماعت احمدیہ کسی پہلو سے بھی ایک ادنیٰ سا نقصان بھی ایسا اٹھا سکی ہو کہ دشمن کہہ سکے کہ آج ہم نے احمدیت کی ترقی کی راہیں روک دی ہیں۔ صدمے ضرور پہنچتے ہیں، دل پر زخم ضرور لگتے ہیں اور وہ صدمے اور زخم مزید دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں ہمیشہ ہر حال میں جماعت احمدیہ کا قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہ واقعہ کسی ایک ملک میں نہیں، دو ملکوں میں نہیں، تین ملکوں میں نہیں، بار ہا بیسیوں ممالک میں ہو چکا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔

آج دنیا کے سات براعظم گواہ ہیں

کہ ہر ملک میں، ہر خطۂ زمین میں جہاں بھی جماعت کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جماعت احمدیہ پہلے سے بڑھ کر زیادہ طاقتور ہو کر ان سے ابھری ہے۔ آپ کی جرمنی کی جماعت بھی آج اسی حقیقت کی گواہ بن کر میرے سامنے بیٹھی ہے۔ کوئی ایک سال بھی ایسا نہیں آیا جب میں جرمنی میں آپکی کسی تقریب میں شمولیت کیلئے حاضر ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر پہلو سے آپ کو پہلے سے بڑھ کر ترقی یافتہ حالت میں نہ دیکھا ہو۔ آج جو اجتماع ہے تعداد کے لحاظ سے یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یو۔کے یعنی انگلستان کے مرکزی جلسے سے بھی بڑھ چکا ہے۔ گذشتہ سال وہ مرکزی جلسہ جو UNITED KINGDOM یعنی انگلستان میں منعقد ہوا تھا چونکہ میں بھی اس میں شرکت کر رہا تھا اس لیئے دنیا بھر سے بڑی تعداد میں احمدی وہاں تشریف لائے تھے اور پاکستان سے بھی کم و بیش ایک ہزار یا اس سے زائد احمدی تشریف لائے تھے۔ کلیتاً جو ہم نے اندازہ لگایا وہ خیال یہ تھا کہ دو ہزار کے لگ بھگ زائرین ہونگے جو دوسرے ملکوں سے تشریف لائے اس کے باوجود وہاں جلسے کی حاضری جہاں تک مجھے یاد ہے چھ ہزار آٹھ سو کے لگ بھگ تھی اور آپ کی حاضری کل شام تک ہی سات ہزار دو سو تک پہنچ چکی تھی اور آج نظری فیصلہ بتا رہا ہے کہ آپ کی حاضری کل سے بھی زیادہ ہے۔ جہاں تک حسن انتظام کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے بھی جرمنی کی جماعت نے مسلسل ترقی کی ہے۔ مالی قربانی کا ذکر میں کل پرسوں کر چکا ہوں

لیکن عمومی حسن انتظام کے لحاظ سے تمام زائرین، تمام مہمان رطب اللسان ہیں کہ جرمنی کی جماعت نے مہمان نوازی کا اور حسن انتظام کا حق ادا کر دیا۔ اس کے علاوہ جہاں تک عبادات میں جد و جہد اور کوشش کرنے کا تعلق ہے گذشتہ سال میں نے نصیحت کی تھی کہ نمازوں کے وقت آپ کی حاضری کم ہوتی ہے جو احمدیوں کی شایان شان نہیں ہے میں نے جو نظری اندازہ لگایا میں نہیں جانتا کہ کتنے لوگ نمازوں میں شرکت سے محروم رہے لیکن جو حاضر تھے ان سے خدا تعالیٰ کے فضل سے پنڈال بھر جاتا رہا تو اس پہلو سے بھی خدا تعالیٰ نے

میرے لیئے تسکین قلب کے سامان فرمائے

اور میں بڑی خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بہت سے پہلوؤں سے میری توقعات کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ جن دوستوں نے وقار عمل میں غیر معمولی طور پر حصہ لیا ہے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے وہ چڑھ کر یعنی نام بنام ان کا ذکر تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بالعموم میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وقار عمل کے پہلو سے بھی جرمنی کی جماعت نے غیر معمولی ہمت اور مستعدی سے کام لیا ہے اور غیر معمولی وقت کی قربانی کی ہے۔ ایک خاندان تو ایسا ہے جسے آپ لوگ اب نامر باغ کا خاندان کہنے لگ گئے ہیں۔ اچھی خاصی تعداد ہے اس خاندان کی ماشاء اللہ اور وہ کم و بیش یہیں کا ہو رہا ہے۔ گذشتہ ایک دو ماہ سے مسلسل جماعت کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور نامر باغ کے حسن انتظام میں جس طرح اور بہت سے خدام انصار اطفال کی کوشش کا تعلق ہے اس خاندان کا بھی بہت بھاری دخل ہے مجھے ملاقات کے دوران مختلف خاندان ملنے آتے ہیں اور اگرچہ کمرہ چھوٹا ہے بعض دفعہ تعداد زیادہ ہو جائے تو تب بھی کسی نہ کسی طرح اسی کمرے میں گذارا ہو جاتا ہے۔ مگر جب یہ نامر باغ خاندان آیا تو اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ اور دونوں دفعہ کمرہ پورا بھر گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ مخلص اور خدمت کرنے والا خاندان ہے بلکہ اتنی تعداد میں ہے کہ جگہوں کو بھر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اور بھی اس خاندان میں برکت ڈالے اور بالعموم جرمنی کے خاندانوں کے افراد کے لحاظ سے تعداد دوسرے ملکوں کے خاندانوں کی نسبت زیادہ ہے اور شاذ کے طور پر ہی کوئی ایسا خاندان ملنے آیا ہے کہ جس کے افراد چند ایک ہوں۔ بالعموم سات، آٹھ، نو، دس، پندرہ بیس، پچیس تک پہنچ جاتے رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اور بھی اس لحاظ سے برکت ڈالے لیکن اس مضمون کے متعلق میں ایک اور پہلو سے

آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں

اس لیئے میں نے یہ ذکر چھیڑا ہے۔ یہ درست ہے کہ خاندانی افزائش نسل کے ذریعہ ایک اچھی اور بابرکت چیز ہے لیکن اس میں مومن اور غیر مومن کا امتیاز نہیں ہوا کرتا۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں اس سے بھی زیادہ بچے پیدا کیئے جاتے

ہیں جتنے ہمارے علاقوں میں معروف ہیں۔ افریقہ کے دورے کے وقت مجھے ایک ایسے ہی خاندان سے ملنے کا موقع ملا جس کا پہلے تعارف میری اہلیہ کے ذریعہ ہو چکا تھا ایک خاتون ان کے پاس تشریف لائیں اور خاص طور پر ان سے کہا کہ میرے لئے خلیفۃ المسیح کو دعا کی درخواست کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور بچے عطا فرمائے وہ سمجھیں کہ اس بیچاری کے بچہ نہیں ہوتا جس طرح بسا اوقات لوگ یہ درخواستیں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے پوچھا آپ کے بچہ کوئی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بچے تو ہیں مگر اور چاہئیں، انہوں نے کہا کتنے بچے ہیں۔ انہوں نے کہا اب تک صرف اٹھارہ ہیں۔ تو افریقہ کا معیار یہ ہے۔ ماشاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مجھے خوشی ہوئی۔ غیر معمولی ہمت والے لوگ ہیں باوجود اس غربت کے وہ قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ تعداد زیادہ ہونے سے ان کے رزق پر کیا اثر پڑے گا اور خدا تعالیٰ کے بھی فرمان کے تابع کہ رزاق میں ہوں، میں ذمہ دار ہوں۔ تمہارے لئے بھی میں ہی کفیل ہوا تھا اور بعد میں آنے والوں کیلئے میں ہی کفیل ہوا ہوں اور ہوسکتا ہوں اور ہوتا رہوں گا۔ اس مضمون کی عملی تصویر آپ کو وہاں دکھائی دیتی ہے اور اس پہلو سے میں یہ بھی آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بچوں کے معاملہ میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیئے یہ وہ ایک رجحان ہے جو اکثر یورپ اور مغربی ممالک میں پایا جاتا ہے جس کا ان کو شدید نقصان پہنچا ہے بعض ممالک میں فیملی پلاننگ کے ذریعے یعنی خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ رفتہ رفتہ ایسے عوارض لاحق ہوگئے ایسی بیماریاں لگ گئیں جن کی وجہ سے اب وہ چاہیں بھی تو بچے پیدا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ناروے میں اب ہر سال آبادی کم ہو رہی ہے بڑھنے کی بجائے اور ناروے کی حکومت کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو وہ غیر ملکی جو یہاں آباد ہوئے ہیں ہوسکتا ہے وہ اس ملک پر قابض ہو جائیں۔ تو اس پہلو سے اللہ پر توکل کرنا بیوقوفی نہیں ہے بلکہ امر واقعہ ہے۔

یہ حقیقت ہے

کہ خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ پیدائش کی رفتار کو رزق کے مہیا کرنے کی رفتار سے آگے بڑھا دے۔ فاقے جتنے بھی پڑتے ہیں یا قحط آتے ہیں وہ رزق کی کمی کی وجہ سے نہیں آیا کرتے بلکہ انسانی روابط میں نقائص کی وجہ سے۔ انسانی تعلقات میں نقائص کی وجہ سے آیا کرتے ہیں ورنہ بیک وقت ایک جگہ رزق کی کمی ہو تو دوسری جگہ رزق کی فراوانی موجود ہوتی ہے۔ پہلے بھی میں نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ افریقہ میں مثلاً بعض علاقوں میں جب لکھوکھہا آدمی بھوک سے مر رہے تھے یورپ میں مسئلہ یہ تھا کہ مکھن کے پہاڑ بن چکے ہیں انڈوں کے پہاڑ بن چکے ہیں ان کو کیا کریں۔ نہ ان کو سنبھالا جائے نہ ان کو پھینکا جائے آخر ایسے منصوبے بنائے گئے کہ ان کی PRODUCTION ان کی پیداوار کو آئندہ بعض قوانین کے ذریعہ کم کر دیا جائے۔ یہ جو پہاڑ تھے

اگر سچی انسانی ہمدردی کے نتیجہ میں

ان کو افریقہ میں منتقل کیا جاتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہاں ایک شخص بھی بھوکا مرتا امیر ملکوں میں جہاں تک رزق کا تعلق ہے رزق کے زیاں کا تعلق ہے امریکہ کے ہوٹلوں میں اور ان کے جو ریسٹورنٹ ہیں ان میں ہی روزانہ اتنا کھانا ضائع کیا جاتا ہے کہ اس سے بعض بڑے بڑے ممالک کے غریب پیٹ بھر سکتے ہیں۔ تو

رزق کی کمی مسئلہ نہیں ہے، انسانیت کی کمی مسئلہ ہے

جب انسانی قدریں گر چکی ہوں، جب انسانی برادری کا بحیثیت انسانی برادری کے احساس نہ رہے اور قومیت کا احساس انسانی رشتوں پر غالب آجائے اس وقت لازماً بعض جگہ قحط پڑتے ہیں اور وہ قحط دراصل انسانی اخلاق کے قحط ہیں انسانی قدروں کے قحط ہیں۔ اس لیئے آپ لوگوں پر اللہ تعالیٰ اگر یہ فضل فرماتا ہے کہ آپ کو زیادہ بڑھائے تو بڑھتے چلے جائیں۔ اس بات کی فکر نہ کریں آپ کون سا رزق اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ ہر بچہ خالی ہاتھ دنیا میں آتا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کے رزق کا انتظام فرماتا ہے لیکن دراصل

مذہبی اور روحانی جماعتوں کے پھیلاؤ کا ذریعہ تبلیغ ہوا کرتی ہے

اور یہی وہ مضمون ہے جس کیلئے میں نے اس بنیاد کو اٹھایا ہے۔ نہایت ضروری ہے کہ مذہبی جماعتیں افزائش نسل کی بجائے روحانی افزائش کے ذریعہ پھیلیں کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا تھا نسلی افزائش میں تو مذہب کی کوئی تفریق نہیں ہوا کرتی بعض قومی رجحانات ہیں۔ بنگلہ دیش میں زیادہ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں، ہندو ہیں تو ان کے بھی پیدا ہو رہے ہیں مسلمان ہیں تو ان کے بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ افریقہ میں بھی افزائش نسل کوئی مذہبی تفریق نہیں کرتی۔ عیسائیوں کے بھی اسی طرح بچے پیدا ہوتے ہیں جسطرح PAGANS کے پیدا ہوتے ہیں۔ جسطرح مسلمانوں کے پیدا ہوتے ہیں تو

آپ میں اور غیروں میں وہ کون سا فرق ہے جو نمایاں ہو کر نظر آنا چاہئے۔

وہ فرق یہ ہے کہ روحانی جماعتیں روحانی ذرائع سے زیادہ تیزی سے پھیلا کرتی ہیں۔ اور افزائش نسل اس پہلو سے ان کا مقابلہ نہیں کیا کرتی اس پہلو سے پیچھے رہ جاتی ہیں اور یہی وہ راز ہے آپ کی زندگی اور بقا کا جسے آج آپ کو سمجھنا ہوگا ورنہ کل تاخیر ہو چکی ہوگی۔ اگر آج آپنے اس راز کو نہ سمجھا تو کل آپ کی پیدا کی ہوئی نسلیں آپکے ہاتھوں سے جاتی رہیں گی۔

وہ قومیں جو روحانی طریقوں سے پھیلنا نہیں جانتیں

اور اخلاق کی قوت کے ساتھ دلوں کو فتح کرنا نہیں جانتیں رفتہ رفتہ ان کی آئندہ نسلوں پر غیر قومیں فتح یاب ہو جایا کرتی ہیں اور ان کے پیدا کیئے ہوئے بچے

دوسروں کی ملکیت بن جاتے ہیں۔ پس یہ وہ مضمون ہے جسے میں آج کچھ خاص طور پر آپکے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ بار ہا میں نے زور دیا ہے کہ

تبلیغ کو فوقیت دیں، تبلیغ کو اہمیت دیں

بار ہا میں نے جماعت کو نصیحت کی ہے کہ اپنی مجالس عاملہ میں تبلیغ کے مضمون کو سب سے زیادہ سنجیدگی سے زیر بحث لایا کریں۔ اور کوئی مہینہ ایسا نہ گزرے جب مجلس عاملہ خالصتاً اس غرض سے نہ بیٹھے کہ ہم نے تبلیغ کے سابقہ ذرائع پر نظر ڈالنی ہے کہ کس حد تک وہ مفید اور نتیجہ خیز تھے اور ان تجارب کی روشنی میں آئندہ کے راہ عمل ڈھالنی ہے نئی راہیں تلاش کرنی ہیں۔ افسوس ہے کہ

بار بار کی نصیحت کے باوجود

مجالس عاملہ اگر ایسا کرتی بھی ہیں تو مجھے اس کی اطلاع نہیں دیتیں اور مجھے ہمیشہ یہ فکر اور بے چینی رہتی ہے کہ شائد یہ میری بات کو بھول چکے ہیں۔ مجلس عاملہ کا سب سے اہم فریضہ وہی ہوا کرتا ہے جو خلیفۂ وقت تجویز کرے اگر خلیفۂ وقت کی ہدایت کو استخفاف کی نظر سے دیکھا جائے، ہلکا سمجھ کر دیکھا جائے یا یہ سمجھ کر دیکھا جائے کہ اسے تو اس بات کا جنون ہو گیا ہے تو اس کے نیک نتائج نہیں نکل سکتے۔ بعض دفعہ لوگ ادب بھی کرتے ہیں محبت بھی رکھتے ہیں لیکن بعض باتوں کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس کو تو جنون ہو گیا ہے چنانچہ دیکھیں حضرت یعقوبؑ کو جب حضرت یوسفؑ کی محبت ایک مرض کی طرح لگ گئی اور آپکے دل کو کھانے لگی تو بات بات پر وہ یوسفؑ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ آپکے بچوں کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ خدا کے نبی کے طور پر ان کو تسلیم کیا۔ ان پر ایمان لائے تھے۔ اور بہر حال بچوں سے باپ کو محبت ہوتی ہے اور گذشتہ زمانوں میں زیادہ ہوا کرتی تھی۔ اس کے باوجود قرآن کریم گواہی دیتا ہے کہ آئے دن کے یوسفؑ کے تذکروں سے تنگ آکر انہوں نے آخر پر کہا کہ تجھے تو یہ جنون لگ گیا ہے تجھے تو مرض لگ گیا ہے آئے دن اے ہمارے باپ تو یوسفؑ کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ بالکل یہی مضمون ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار کے کلام میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ غلبۂ اسلام کی باتیں کرتے کرتے یوں لگتا ہے کہ آپ کو اس بات کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

وہ کون سے یوسف کی خوشبو تھی، اس کا اسی یورپ سے تعلق تھا۔ چنانچہ اس سے پہلے شعر میں فرمایا کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

آج سے تقریباً سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احرار یورپ کے مزاج کی نبض شناسی فرمائی اور اس وقت یہ اعلان کیا کہ وقت آنے والا ہے اور دور نہیں کہ احرار یورپ، یورپ کے آزاد منش لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ آپ اس دور کے امام تھے اور دَور کے امام کے لحاظ سے آپ سب سے بڑے نباض تھے۔ سب سے زیادہ نبضوں کے پیغام کو سمجھنے والے۔ آپنے جو کچھ فرمایا درست فرمایا اور اس کے بعد ہم نے بہت سی تبدیلیاں یورپ کے مزاج میں دیکھیں اور بہت سی ایسی تبدیلیاں دیکھیں جو مزاج کے لحاظ سے ان کو اسلام کے قریب تر لاتی ہیں، آج آپ سو سالہ جشن منانے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس خواہش کو آپنے نظر انداز کر دیا۔ اگر اس یوسفؑ کو اپنا یوسفؑ نہ بنایا جو مسیح موعود کا یوسف تھا جو آپکے دل میں محبت بن کر ہمیشہ کے لئے جاگزین ہو چکا تھا تو یاد رکھیں! پھر آپ کو سو سالہ جشن تشکر منانے کا کوئی حق نہیں۔ یہ جشن منانا ہے تو بالغ نظروں کی طرح جشن منائیں، یہ جشن منانا ہے تو اپنی محبت اپنے آقا سے سچی ثابت کر دکھائیں اور دنیا کو بتا دیں کہ آپ اپنے دعاوی میں جھوٹے نہیں ہیں۔ آپ محض زور اور شور کے ساتھ نعرے لگانے کے قائل نہیں بلکہ آپکے دل کی دھڑکنیں ہیں جو نعروں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔

اور یہ تبھی سچا ثابت ہوگا، یہ بات تبھی سچی ثابت ہوگی اگر آپکے اعمال اس کی تائید کریں۔ پس تبلیغ کو اس نقطۂ نگاہ سے سمجھیں اور اس پر زور دیں، اور امر واقعہ یہ ہے کہ تبلیغ میں اپنے غلبہ کی خواہش ہرگز کارفرما نہیں ہوا کرتی۔ وہ تبلیغ بے معنی بے حقیقت اور ردّی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے لائق ہے جس میں عددی غلبے کا تصور غالب ہو۔ اور اپنی قومی بڑھائی کی خاطر آپ اپنی نفری بڑھانے کی کوشش کریں۔

تبلیغ میں بنیادی چیز

بنی نوع انسان پر رحم کھانا ہے۔ تبلیغ میں سب سے بنیادی چیز اس بات کا دن بہ دن بڑھتا ہوا احساس ہے کہ ہم نے تو خدا کو پا لیا ہے مگر ہمارے ساتھ رہنے والے ہمارے ساتھ لینے والے بہت سے بندگان خدا ایسے ہیں جو خدا سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کو خدا کی ہستی کا احساس نہیں۔ وہ محروم ہیں وہ غافل ہیں وہ نقصان اٹھاتے چلے جا رہے ہیں اور ایسے بحران کی طرف بڑھ رہے ہیں جس بحران سے ان کی نجات پھر ممکن نہیں رہے گی۔ ان خطرات کو محسوس کرتے ہوتے اس دل کے ساتھ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تھا، جو رحمت اللعالمین تھا اس دل کے ساتھ اگر آپ تبلیغ کی باتیں سوچیں تو آپ کو حق ہے کہ دنیا کی تقدیر تبدیل کریں۔ اگر عددی غلبے کی خاطر آپ تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو ایک لغو اور بے معنی کوشش ہے اور اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں سوائے فساد کے۔ اس کے

نتیجے میں کچھ ظاہر نہیں ہوگا۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغ کی بات کرتے تھے تو غلبہٴ توحید کی بات کرتے تھے، عرب کے غلبہ کی بات نہیں کیا کرتے تھے، مسلمان کے عددی غلبہ کی بات نہیں کرتے تھے، بلکہ انسان میں انسانوں کے اخلاق کو درست کرنے اور خلق عظیم عطا کرنے کی بات کیا کرتے تھے، اس راز کو سمجھنے کے بعد آپ کے لیئے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہوگا کہ

کیوں آپ کی زبانی تبلیغ

اگر آپ کرتے ہیں بسا اوقات فائدہ نہیں دیتی اکثر دوستوں کے مجھے خط آتے ہیں بعض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہماری تھوڑی کو بھی خدا نے بہت کر دیا۔ ہماری لاعلمی پر بھی خدا نے ستاری کا پردہ ڈھانک دیا اور خدا کے فضل سے ہماری کوششوں کو بہت اچھے پھل لگائے۔

ایک جرمنی کے نوجوان ہیں

جنہوں نے دس بیعتوں کا وعدہ کیا تھا اور وہ سارا سال مجھے دعاؤں کیلئے یاد کراتے رہے۔ آج ملاقات کے وقت انہوں نے بڑے درد سے اظہار کیا کہ دس پورے نہیں ہوسکے لیکن واقعتہً پورے ہو چکے تھے اس سے زیادہ ہو چکے تھے کیونکہ وہ بچوں کو ساتھ شامل نہیں کر رہے تھے۔ جب ان سے میں نے مزید بات کی تو پتہ چلا کہ اگر بچوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو اٹھارہ دوستوں کو وہ اسلام میں اور احمدیت میں داخل کرنیکی توفیق پا چکے تھے۔ پس اسلام کی محبت کا تقاضا، احمدیت کی محبت کا تقاضا، سوسالہ جشن منانے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ پہلے سے بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔

چنانچہ جو سبق آپ کو اس مضمون سے ملنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اگر واقعتہً آپ

خدا کی محبت کو دنیا میں نافذ کرنا چاہتے ہیں

خدا کے پیار کو دنیا میں غالب کرنا چاہتے ہیں۔ اخلاق حسنہ کو پھیلانا چاہتے ہیں، تو وہ زبانی تبلیغ جس کے متعلق بعض خط آتے ہیں کہ وہ سارا سال کی کوششوں کے باوجود کوئی پھل نہ لاسکی اس زبانی تبلیغ کی ناکامی کا راز بھی آپ سمجھ جائیں گے۔ اس کی ناکامی کا راز اس بات میں ہے کہ جس نے بھی ایسی تبلیغ کی ہے اس کے دل میں یہ جذبہ نہیں تھا اس نے نفاظی کے ذریعے، ایک مصنوعی پیغام رسانی کے ذریعے کوشش کی ہے۔ اگر خدا کی محبت کو پھیلانا چاہتا ہے تو خدا کی محبت اپنے دل میں جاگزیں کئے بغیر کیسے وہ خدا کی محبت کو پھیلا سکتا ہے۔ اگر اخلاق حسنہ کو وہ دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے تو اخلاق حسنہ سے خود سج دھج کے باہر نکلنے کی بجائے بداخلاق کا زیور پہن کر بداخلاق کے داغ اپنے جسم پر لگا کر کیسے وہ دنیا میں تبلیغ میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ پس جرمنی کی جماعت کیلئے ان دو بنیادی چیزوں کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ دنیا کی باقی جماعتوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ مگر جرمنی کی باتیں میں کیوں خاص طور پر کر رہا ہوں اس کے متعلق میں پھر یعنی اسی تقریر میں آگے جا کر ذکر کروں گا جرمنی میں جو احمدی تشریف لائے ہیں اکثر ان علاقوں سے ان پاکستان کے علاقوں سے آئے ہیں جہاں غربت بھی زیادہ ہے اور غربت کے نتیجہ میں ذلالت بھی زیادہ ہے اور واقعتاً سب سے زیادہ خطرات اس دور میں انہی لوگوں کو درپیش تھے کیونکہ انکے ہمسائے اکثر جاہل علماء کی باتیں سن کر طیش میں آنے والے بات بات پر گھر جلانے کے منصوبے بنانے والے لوگوں کے رزق کی راہیں بند کرنے والے، دن رات شدید گندی گالیاں دینے والے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویروں کے پیکٹ بنا کر کبھی ان کو جلانے والے کبھی ان میں بدبختی اور بدنیتی کی وجہ سے ایسے نقوش تبدیل کرنے والے کہ دیکھنے والا ان سے گھن کھانے لگے۔ یہ وہ صدمے تھے جن صدموں سے گھبرا کر جن کی پریشانی کو برداشت نہ کرتے ہوئے آپ لوگ اپنا وطن چھوڑ کر یہاں تشریف لے آئے لیکن اس ماحول سے جس ماحول سے آپ نکل کر آئے ہیں اس ماحول میں رائج بعض خرابیاں بھی ساتھ لیکر آئے ہیں

ان خرابیوں کو پیچھے چھوڑنا چاہیئے تھا

کاش کوئی کسٹم کے ایسے قوانین بھی ہوتے کہ جس طرح بعض اشیاء کے متعلق یہ قانون ہوتا ہے کہ ان کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ایسے قوانین بھی ہوتے کہ جھوٹ کو ملک میں داخل ہونیکی اجازت نہیں ہوگی، بدنیتی کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی، گالی گلوچ کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی اور اسی قسم کی بداخلاقیوں کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اگر آپ میں سے کچھ لوگ اسی وجہ سے کہ کسی نے آپ سے اس بارہ میں باز پرس نہیں کی ان خرابیوں اور بداخلاقیوں کو ساتھ لے آئے ہیں تو ان کو لازماً چھوڑنا ہوگا ورنہ اسلام کی محبت کے دعوے اس پہلو سے بیکار جائیں گے کہ آپ اسلام کا پیغام دوسری قوموں تک پہنچانے میں ناکام رہیں گے۔ جرمن قوم میں دوسرے یورپینز کی طرح جہاں بعض خرابیاں ہیں وہاں بہت سی خوبیاں بھی ہیں اور میں بارہا آپ کو اس طرف متوجہ کر چکا ہوں کہ محض یہ نہ سمجھیں کہ آپ ایک فائق تہذیب لیکر آئے ہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پیغام لیکر آئے ہیں اور اس پہلو سے آپ ان پر برتری رکھتے ہیں۔ پیغام کی برتری کوئی حقیقت نہیں رکھتی اگر وہ پیغام انسان کے اخلاق میں سرایت نہ کر چکا ہو۔ خوابوں کا مقابلہ حقیقت سے نہیں ہوسکتا آئیڈیالوجی (نظریات) حقائق اور اعلیٰ تعلیمات اس وقت تک خوابوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب تک آپ کے اعمال میں سرایت کر کے خوابوں کی تعبیر نہ بن چکے ہوں اس لیئے خوابوں سے تو آپ دنیا کی کایا نہیں پلٹا کرتے ہاں خوابوں کی تعبیریں جب ظاہر ہوتی ہیں پھر واقعتاً دنیا میں تبدیلیاں رونما ہوا کرتی ہیں پس اسلام کی اعلیٰ تعلیم جو آپ اس قوم کو پیش کرنے والے ہیں اگر اس کی بنیادی خوبیوں میں آپ خود محروم ہیں اور یہ آپ سے بہتر ہوں تو بتائیے آپ کس طرح اسکا

کی تعلیم کو ان کے دلوں میں جاگزیں کر سکیں گے اور اسلام کی تعلیم سے ان کے دلوں کو جذب کر سکیں گے اپنی طرف مائل کر سکیں گے ۔ جیساکہ آپ نے بارہا سنا ہے انگریزی کا محاورہ ہے PHYSICIAN HEAL THY SELF اے معالج' اے علاج کا دعویٰ کرنے والے ! اپنا علاج تو کرلے کہتے ہیں ایک گنجا حکیم تھا اور دوائی بیچا کرتے تھا بال اگانے کی ویسے تو بیچارہ ٹوپی سر پر سنبھال کے پہنا کرتا تھا لیکن کئی دفعہ ٹوپی اڑبھی جاتی تھی اور وہ ننگا ہو جایا کرتا تھا ۔ لیکن وہ لوگ جو جھوٹ بولتے کے عادی ہیں وہ لوگ جو بددیانتی کے عادی ہیں' وہ لوگ جو چھوٹے خیالات رکھتے ہیں اور گندی زبان رکھتے ہیں ان کی ٹوپیاں تو ہر روز اڑتی رہتی ہیں اور ہر روز وہ خود اپنے اخلاق کو دنیا پر ظاہر کرتے چلے جاتے ہیں لیکن یاد رکھیں ! جب آپ اپنے گنجے سر سے اگر وہ سر گنجا ہے یہ ٹوپی اڑنے دیتے ہیں تو یاد رکھیں لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ آپ کا سر گنجا ہے لوگ سمجھیں گے کہ اسلام کا سر گنجا ہے اور آپ کی بدنامی اسلام کی طرف منتقل ہو گی اس لیئے آپ دوہری سرزنش کے لائق ٹھہریں گے ۔

اخلاق حسنہ کی طرف متوجہ ہوں

اپنے اندر بنیادی کردار کو بلند کرنے کی طرف متوجہ ہوں ۔ جب تک آپ اپنے کردار کو بلند نہیں کرتے اس وقت تک آپ ان قوموں کو پیغام نہیں پہنچا سکتے جو بعض سے اخلاقی قدروں میں آپ سے بہت اونچی ہیں سچائی کا معیار میں نے بار بار تجربہ کیا ہے کہ یورپ کے ممالک میں مشرقی ممالک کی نسبت بہت زیادہ بلند ہے ۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اِلا ماشاءاللہ بعض جرائم میں آگے بڑھ جانے والے مزید جھوٹ بولتے ہیں ۔ لیکن اِلا ماشاءاللہ سب اپنی کمزوریوں کو تسلیم کرتے ہیں ۔ ایک دفعہ امریکہ کے سفر کے دوران ایک پولیس کانسٹیبل نے کسی میری ٹریفک کی غلطی سے مجھے روکا اور جب میں نے اسے سمجھایا کہ یہ غلطی کیوں ہوئی تھی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اس سے گفتگو کے دوران میں نے اس سے پوچھا کہ آپ لوگ جو چالان کر دیتے ہیں تو عدالت میں فریق مخالف اس کو چیلنج نہیں کرتا ، یہ نہیں کہتا کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اس نے مجھے بتایا کہ اکثر تو یہ کرتے ہی نہیں کیونکہ ہماری ٹریننگ یہ ہے کہ

ہم سچ بولتے ہیں

اور یہ بات اتنی تسلیم شدہ حقیقت بن چکی ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو جرم کرنے والا ہے وہ بھی جھوٹ بولنے کی کوشش ہی نہیں کرتا اور اگر کرے بھی تو بسا اوقات اکثر صورتوں میں پولیس والے کی گواہی سچی تسلیم کی جاتی ہے ۔ اور عدالت ہمیشہ اس کی گواہی پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ دیتی ہے ۔ اب یہ بات دیکھئے ہمارے ملک سے کتنی برعکس ہے وہاں پولیس کا لفظ اور جھوٹ کا لفظ لازم و ملزوم ہو چکے ہیں ۔ سوچ ہی نہیں سکتے آپ کہ کوئی تھانیدار ہو اور وہ سچا ہو اگر تھانیدار سچا ہو تو ولی ہوگا ۔ وہ بہت ہی خدا کا بزرگ ہوگا میں نے

بعض احمدی تھانیدار ایسے دیکھے ہیں

جو ولی تھے ۔ واقعتاً ولی تھے ان کی جوتیاں پھٹی ہوئیں ، ان کے کپڑے بوسیدہ اور ان میں پیوند لگے ہوئے دیکھنے میں وہ کسی تحصیلدار کے دفتر کے چپڑاسی سے بھی بدتر حال میں تھے لیکن باوقار تھے ۔ صاحب عزت تھے ان کا احترام کیا جاتا تھا کیونکہ وہ سچائی پر قائم تھے اور ایسے لوگ وہاں ان ملکوں میں جو آج ایک اعلیٰ اسلامی تعلیم کے پیغامبر بن کر دنیا میں نکل رہے ہیں بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں اور یہاں گناہگار ، عام لوگ سچائی پر ہیں روزمرہ کی زندگی میں وہ سچی باتیں کرتے ہیں اور یہ

سچائی ہی کا پھل ہے

کہ سائنس میں ترقیاں کر رہے ہیں اور ساری دنیا سے آگے بڑھ چکے ہیں کیونکہ قانونِ قدرت جھوٹ کے ذریعہ مغلوب نہیں ہو سکتا ۔ قانون قدرت اپنی جستجو کی راہیں ان کے لیئے دراز کرتا ہے ان کے لیئے کھولتا ہے جو سچائی کے ساتھ ان راہوں پر قدم مارنا چاہتے ہیں باقی سب ڈھکوسلے ہیں' توہمات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں جھوٹ کی لعنت سے آپ پرہیز کریں اور تمام دوسرے اخلاق سے بڑھکر میں سچائی پر زور دیتا ہوں اگر آپ سب سچائی کا دامن پکڑ کر بیٹھ جائیں اور اس قوت سے سچائی پر ہاتھ ڈالیں کہ آپ کا ہاتھ تو کاٹا جا سکتا ہو مگر سچائی کے کڑے کو وہ ہاتھ چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو ۔ تو آپ وہ لوگ ہیں جن سے دنیا میں نئے انقلاب کی لہریں پھوٹیں گی آپ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی تقدیر بدلانے والے بن جائیں گے اس لیئے سب سے زیادہ اہمیت آج کی دنیا کو سچائی کی ہے ۔ سچائی کی زبان میں طاقت ہوا کرتی ہے ۔ بہت دلیلوں کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ۔ ایک سچا آدمی اپنی زبان کی قوت کے ساتھ دلوں کو فتح کر لیا کرتا ہے کیونکہ سچائی کی علامتیں الفاظ میں ڈھل جایا کرتی ہیں' حضرت اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو دیکھیں وہ احادیث جو پوری دیانتداری کے ساتھ پوری سچائی کے ساتھ آج ہم تک پہنچائی گئی ہیں ان کے لفظوں میں اتنی قوت بھری ہوئی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے ان کے اثر سے ۔ چھوٹے چھوٹے سادہ سادہ فقرے ہیں بظاہر عام وہی لفظ ہیں جو دیگر عرب بھی استعمال کیا کرتے تھے اور بڑے بڑے فقہاء اور بلیغ کلام والے عربوں کا کلام میں نے پڑھا ہے ان کے قصیدوں میں وہ طاقت اور وہ جان نہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ کے عام کلام میں ہے ۔ ہر لفظ میں قوت کی بیٹریاں بھری ہوئی ہوتی ہیں ۔ پس سچائی ہے جو دلوں کو فتح کریگی اور

سچائی کے نتیجے میں

آپ کے سارے اخلاق سدھر جائیں گے جیسا کہ یہاں میں نے کہا ہے کہ یہ قومیں بالعموم سچی ہیں اور اس وجہ سے یہ سچائی کو قبول کرنے کے بھی قریب ہیں ۔ لیکن سچائی کے ذریعے

آپ اپنے اخلاق کی طرف متوجہ ہوں اپنے اخلاق کو سچائی کے قالب میں ڈھالیں۔ اور حسن اخلاق بیدا کریں حسنِ اخلاق اگر سچائی کی بنیاد پر قائم ہو تو بہت ہی جاذب نظر چیز ہے اور بہت ہی دلربا چیز ہے کہ لوگ ایسی قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ کل بھی یہاں کچھ دوستوں نے بیعتیں کیں اس سے پہلے بھی کرتے تھے اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اکثر بیعت کرنے والوں سے جو گفتگو ہوئی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم فلاں شخص کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ آج تک مجھے کسی نے یہ نہیں بتایا کہ ہم اسلام کے اعلیٰ نظریات کی وجہ سے اسلام کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ بعض ایسے بھی ضرور ہوتے ہوں گے جنہوں نے مطالعہ کیا اور بغیر کسی ذاتی رابطے کے اسلام کو قبول کیا کیونکہ

اسلام میں ایک غالب طاقت موجود ہے

لیکن بھاری اکثریت ان لوگوں کی جو اپنا مذہب چھوڑ کر، اپنا معاشرہ چھوڑ کر اسلام کو اسلام کے معاشرے کو قبول کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں انہی لوگوں کی ہے جن کو کسی کے حسن اخلاق نے کسی کے حسن خلق کے جادو نے قائل کر لیا ہو۔ اور اس کے نتیجے میں پہلے انسان کی محبت ان کے دل میں جنم لیتی ہے پھر وہ محبت بڑھتے بڑھتے پیغام کی محبت میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور پھر وہ پیغام کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو اس پیغام کی قوت اور اس کی عظمت کے قائل ہوتے چلے جاتے ہیں ان کیلئے اور کوئی راہ نہیں رہتی سوائے اس کے کہ اس خوبصورت کلام کو قبول کرلیں یہ جو دور ہے نئی صدی کا دور اس میں میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا کی تقدیر حالات تبدیل کر رہی ہے اور اس کے آثار گزشتہ صدی کے آخر سے ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ بعض ایسے ممالک تھے جہاں سالہا سال تک بیعت کرنے والے اسلام میں داخل ہونے والے سینکڑوں سے آگے نہیں بڑھتے تھے گزشتہ چند سالوں میں ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی پھر سارے افریقہ میں ہمیشہ سے ہی احمدیت سے ایک محبت ہے اور کوئی سال نہیں آیا کہ احمدیت خدا تعالیٰ کے فضل سے افریقن ممالک میں نشوونما پا رہی ہو۔ لیکن وہ دلچسپی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سینکڑوں تک رہی ہے مجموعی طور پر ہزاروں تک پہنچی لیکن گزشتہ سالوں میں اللہ تعالیٰ نے اس بدلتے ہوئے رجحان کے آثار ظاہر فرما دیئے۔ اور صاف نظر آ رہا تھا کہ اگلی صدی کا استقبال ہو رہا ہے چنانچہ بعض ممالک میں ایک ایک ہفتے میں سات سات آٹھ آٹھ ہزار بیعتیں ہوئیں۔ جو اس سے پہلے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس نئی صدی کا کیا پیغام ہے نئی صدی میں خدا نے وہ کیا پہلا تحفہ کیا پہلی عطا ہم پر نازل فرمائی بیعت کے سلسلہ میں آج آپ کو وہ بتانا چاہتا ہوں۔ یہ نئی صدی ابھی چند دن ہی گذری تھی کہ مجھے افریقہ کے ایک ملک سے ایک مبلغ نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیرہ ہزار آٹھ سو کچھ افراد نے بیعت کی ہے (نعرہ ہائے تکبیر و تحسین) چنانچہ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ہمارے پاس بیعت فارم اتنے تھے ہی نہیں ہم تو چند بیعت فارم رکھا کرتے تھے، ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ خدا تعالیٰ کا فضل اس طرح بارش بن کر نازل ہوگا۔ چنانچہ آپ ہمیں بیعت فارم بھجوائیں۔ پتہ لگا کہ ان کا سارا بجٹ ہی اتنا نہیں کہ وہ تیرہ ہزار آٹھ سو کچھ بیعت فارم چھپوا سکیں۔ جب ساتھ کے ملک سے ہم نے بات کی کہ آپ چھپوا کر دیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بجٹ بھی اس کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ یعنی چھوٹے چھوٹے ملکوں پر خدا تعالیٰ اس طرح رحمتوں کی بارش نازل فرما رہا ہے

یہ مجھے پہلی صدی کا پیغام ملا

مجھے معلوم ہوا کہ اب ہمارے پیمانے کیا ہوں گے اور بیعتوں کی گنتی کس طرح ہوا کرے گی‘ اب گلاسوں میں ماپنے کا وقت نہیں جگوں میں ماپنے کا وقت نہیں اب بالٹیوں میں ماپنے کا وقت نہیں‘ اب تو تالابوں میں گنا جائے گا خدا کے فضل کا نظارا اور یہ دیکھا جائے گا کہ کتنے تالاب خدا نے نازل فرمائے ہیں۔ (نعرے)۔ پس کیا کہ جب دوسرے دنیا کے ملکوں میں خدا کے فضل کے پیمانے تالابوں میں ماپے جائیں گے

کیا جرمنی کی جماعت

وہی گلاسوں اور لوٹوں کی بات کرے گے۔ یہ تو مزاج کے مطابق بات نہیں۔ خدا کی تقدیر کا مزاج آپ سے اور مطالبے کر رہا ہے۔ نئی صدی کی فضا آپ سے کچھ اور مطالبے کر رہی ہے۔ آپ پہلی صدی میں زندگی گزارتے ہوئے نئی صدی کا کیسے جشن منائیں گے وہ لطیفہ جو میں نے بارہا تو نہیں مگر دو تین دفعہ ضرور سنایا وہ آپکے اوپر اطلاق پا رہا ہے میں ایک بار پھر سنا دیتا ہوں۔ ایک میراثی تھا جو کھودا تھا۔ کھودا اس کو کہتے ہیں جس کے داڑھی کے بال نہ ہوں اور ایک دو صرف نمونے کے طور پر لٹکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس بیچارے کے گنتی کے دو بال تھے ساتھ ایک اسی گاؤں کا زمیندار بھی تھا لیکن بالوں سے تو باتوں کی چالاکی نہیں جاتی۔ اسکی داڑھی گھنی تھی مگر جب بھی لطیفہ بازی ہوتی وہ میراثی اس کو شکست دے دیا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اس کو مجلس میں شرمندگی اٹھانی پڑتی تھی۔ چنانچہ وہ موقعہ کے انتظار میں رہتا تھا کہ کبھی میرا داؤ لگے تو میں اس میراثی کو نیچا دکھاؤں۔ کہتے ہیں ایک دفعہ وہ ایک دریا پار کر رہے تھے کشتی میں بیٹھ کر اور بالعموم وہ جو بیڑیاں سفر کیا کرتی تھیں ہمارے ملک میں ان میں رواج یہ تھا کہ جہاں دریا میں طغیانی آئے وہاں ملاح یہ اعلان کیا کرتا تھا کہ خواجہ خضر کی خیرات دے دو۔ خواجہ خضر اس خیالی بزرگ کا نام ہے جن کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دریاؤں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں میں شرک شروع ہوا تو اس شرک نے مختلف شکلیں ڈھالیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ بعض بزرگوں پیروں فقیروں کو جطرح عیسائی دنیا میں SAINTS کی راج دھانیاں ہوتی ہیں ان کو بھی بعض راج دھانیوں کا مالک اور صاحب اقتدار بنا دیا گیا۔ تو دریاؤں کا صاحب اقتدار بزرگ خواجہ خضر کہلاتا ہے ایسے موقع پر ملاح اعلان کیا کرتا ہے کہ خواجہ خضر کی خیرات دے دو تاکہ ہم اس کے غضب سے بچ سکیں چنانچہ ملاح نے یہ اعلان کیا۔ اس وقت اس زمیندار کو موقع مل گیا اس نے کہا کہ بجائے اس کے کہ کچھ روپیہ پیسہ دریا میں پھینکیں اپنی اپنی داڑھیوں کے دو دو بال اکھیڑ کر دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ اب وہ میراثی سمجھ گیا بیچارہ کہ اس کی تو ساری داڑھی جائے گی، اسکے

مڑ کر چوہدری سے کہا کہ "چوہدری جی اے دو والاں دا ویلا اے، کہڑا کھوتے دا پتر اے جہڑا ساری داڑھی نہ پٹ کے سٹ دیوے" اب پنجابی کی گالیوں میں یہ بڑی شریفانہ سی گالی ہے کھوتے دا پتر۔ آپ نہ سمجھیں کہ وہ بدتہذیبی کا کلام ہے وہ بڑی گندی گالیاں دیتے ہیں یہ شریفانہ گالی ہے۔ آخر چوہدری تھا اس کی عزت افزائی کی خاطر اس نے بڑی شریفانہ گالی سوچی۔ اور کہا کہ "کہڑا کھوتے دا پتر اے جو ساری داڑھی پٹ کے نہ سٹ دیوے" اس کے دو بال جانے تھے اس کی ساری داڑھی جانی تھی۔ آج اسلام پر یہ وقت آچکا ہے کہ ایک یا دو یا تین اور چار بالوں کی باتیں نہیں ہوں گی۔

آج آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا

کہ آج آپ نے اپنے چہروں کا ~~کی زیبائش~~ خیال رکھنا ہے یا اسلام کے چہرے کے حسن کی زیبائش کا خیال رکھنا ہے۔ آج اگر ہمیں اپنی ساری زینتیں بھی اسلام کی خاطر دریا بُرد کرنی پڑیں تو اس کے لیے تیار ہونا پڑے گا اور جب آپ اس بات کیلئے تیار ہو جائیں گے کہ آپ کے چہرے پر خواہ داغ لگ جائیں ہر قسم کے آپ اسلام کے چہرے پر داغ نہیں لگنے دیں گے اور اس کے حسن کیلئے اپنی ہر چیز قربان کرتے چلے جائیں گے۔ اگر آپ اس کے لیے تیار ہو جائیں تو

میں آپ کو خدا کے آسمان کی گواہی دیکر یقین دلاتا ہوں

آپ کی قوت کو دنیا کی کوئی قوت دبا نہیں سکے گی (نعرہ)۔ یاد رکھیں! حسن وہی ہے جو خدا عطا کیا کرتا ہے جو خدا کی خاطر اپنے حسن قربان کرتے ہیں، اپنی دنیا کی زیبائشوں سے منہ موڑ لیا کرتے ہیں حسن ان کے پیچھے پھرا کرتے ہیں باندیوں اور لونڈیوں کی طرح۔ زیبائشیں ان کی غلام بنا دی جاتی ہیں۔ وہ دنیا کے سربراہ مقرر کیئے جاتے ہیں وہ دنیا کے دل جیتنے والے بن جایا کرتے ہیں۔ پس یہ حسن جو حسن خلق ہے یہ بھی آپ کو خدا ہی سے ملے گا۔ اگر خدا کی خاطر آپ ہر قربانی کیلئے ہر عزت کی قربانی کے لیئے ہر نفس کی قربانی کیلئے تیار ہو جائیں

یہ قومیں بڑی دیر سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہیں

مسیحؑ نے ایک تمثیل کے ذریعہ ان کو بتایا تھا کہ میری آمد ثانی کی کنواریاں منتظر ہیں اور مدت سے وہ کنواریاں میری راہ دیکھ رہی ہیں۔ یہ قومیں وہ کنواریاں بن چکی ہیں جو مسیحؑ پر ایمان لاتے ہوئے بھی اس کی حقیقت سے غافل ہو گئیں۔ ان کو یہ بھی نہیں پتہ کہ مسیح کب اور کس بھیس میں آئے گا۔ ان میں بھاری اکثریت ایسی ہے جو مسیح کا انتظار کرتے کرتے مایوس ہو چکی ہے وہ آسمان کی طرف دیکھتے رہے نسلاً بعد نسل، صدی بعد صدی، وہ پادریوں سے یہ اعلان سنتے رہے کہ مسیح آنے والا ہے اور مسیح آنے والا ہے اور مسیح آنے والا ہے یہاں تک کہ راتیں صبحوں میں تبدیل ہوئیں اور صبحیں راتوں میں بدل گئیں انقلابات پر انقلاب برپا ہوئے اور صدیوں کے بعد صدیاں آئیں لیکن وہ مسیح جس مسیح کی آمد کا یہ انتظار کر رہے تھے

وہ کبھی آسمان سے نہیں اترا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بھیس میں آئے جو مسیحؑ کا پہلا بھیس تھا۔ ایک عاجزانہ حیثیت میں عام بنی نوع انسان میں پیدا ہو کر آپ نے ایک عاجزانہ پیغام دنیا کو دیا لیکن وہ دنیا جو شان و شوکت کی راہیں دیکھ رہی تھی جو دنیاوی ترقیات میں آسمان سے باتیں کر رہی تھی اس دنیا کو وہ مسیح قبول تھا جو ان کی اصطلاحوں کے مطابق نازل ہو، جو ان کی توقعات کے مطابق نازل ہو جو دنیا کی بادشاہتوں پر مزید دنیا کی بادشاہتیں ان کو عطا کرے۔ جو بڑی شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے ایسے جلوے اور دبدبے کے ساتھ نازل ہو کہ تمام دنیا اس کو دیکھے اور اس کو تسلیم کر لے اور اس پر ایمان لے آئے مگر انہوں نے نہیں سوچا کہ مسیح کا پہلا جلوہ کیا اس جلوے سے کم تر تھا جو دوسرا جلوہ کہا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں وہ عظیم تر جلوہ تھا۔ وہی ایک جلوہ تھا جس جلوے کے ساتھ مسیح کو دوبارہ نازل ہونا تھا اور

اسی جلوے کے ساتھ قادیان کا مسیح نازل ہوا

اور اس کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا جو پہلے مسیح کے ماننے والوں سے کیا گیا تھا۔ اور پھر دیکھیں کہ کیا خدا نے اس کے ساتھ اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو پہلے مسیحیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آج آپ گواہ ہیں کہ وہ ایک تھا

آج وہ ایک کروڑ ہو چکا ہے

آج آپ گواہ ہیں کہ وہ ایک ملک میں چھوٹے سے قصبے میں آواز بلند کرنے والا تھا۔ سارا ہندوستان اسکی آواز کو دبانے کے درپے ہو گیا۔ ایک شور قیامت برپا ہو گیا کہ اس آواز کا گلا گھونٹ دیا جائے لیکن وہ آواز بڑھی اور بلند تر ہوتی چلی گئی اور پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ خدا کی یہ تقدیر ظاہر ہوئی کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا

آج دنیا کا کوئی کنارہ ایسا نہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے نعرے نہ بلند ہو رہے ہوں۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہاں کے ذرائع ابلاغ نے بڑی کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر شائع کی ہوں اور احمدیت کا پیغام خود اپنے اہل ملک کو نہ پہنچایا ہو۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں رہا جہاں کے ٹیلی وژن اور ریڈیو سے بڑی کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے تذکرے نہ کیئے ہوں۔ کیا یہ ایک عاجز انسان کا کام تھا۔

سو سال پہلے

جس کی آواز کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ قادیان کے کناروں سے باہر نہیں جائے گی

جس کے متعلق اس کے دشمنوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ چند سال کے اندر اندر قادیان سے بھی اس نام کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

کیا یہ اس شخص کی ذاتی آواز تھی

جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

ایک لیکھرام اس وقت پیدا ہوا تھا جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں قادیان میں ایسی کوشش کروں گا اس آواز کو مٹانے کی اور اس نے یہ اعلان کیا تھا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تو اس کوشش میں کامیاب ہوگا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی آواز حد سے حد تین سال تک آگے بڑھے گی اور قادیان کی بستی سے یہ نام مٹ جائے گا اور آج اس زمانے میں ایک اور ایسا لیکھرام پیدا ہوا ہے جس نے یہ اعلان کیا کہ

میں سربراہِ حکومتِ پاکستان

جماعت احمدیہ کو ایک سرطان ایک کینسر سمجھتا ہوں اور میں اور میری حکومت اس بات کا عہد کر چکے ہیں کہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں جہاں جہاں احمدیت جا رہی ہے وہاں وہاں احمدیت کی بیخ کنی کریں اس کو جڑوں سے اکھاڑ کے پھینک دیں۔ ایک وہ آواز تھی، اور ایک ۱۹۸۳ء میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے ایک دعائیہ کلام کہا تھا اور اس کلام میں ایک شعر تھا جو الہامی نہیں تھا ایک غریب عاجز بندے کی دعا تھی ایک تمنا تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس غریب اور عاجز بندے کی بے نوائی کے باوجود اسے قبول فرمایا۔ اور وہ شعر یہ تھا ؎

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بد نوا، دو قدم دور دو تین پل جائے گی

آج وہ آواز جو دشمن کی آواز احمدیت کو مٹانے کی آواز تھی دنیا سے نیست و نابود ہو چکی ہے۔ اور اس فقیر کی درویشانہ صدا کو خدا نے قبول فرمایا اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر دنیا میں شائع ہوئیں اور کثرت کے ساتھ مختلف زبانوں میں ترجمے ہو کر احمدیت پر مقالے لکھنے شروع ہوئے اسی طرح

احمدیت کے سربراہ کا

یعنی اس عاجز کا پیغام بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو کر دنیا کے مختلف ٹیلی وژن اور ریڈیوز پر تصاویر کے ساتھ بار بار سنایا گیا چھوٹے ملکوں میں بھی اور بڑے ملکوں میں بھی۔ افریقہ کے ممالک میں بھی اور یورپ کے ممالک میں بھی اور ایشیا کے ممالک میں بھی اور ایسے ممالک میں بھی جہاں ہم وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے تھے اچانک دنیا کی توجہ اس طرف مبذول ہوگئی اور وہ ممالک جو ہماری طرف سے اخبار میں اعلان کرنے کے بھی روادار نہیں تھے ان کے بڑے بڑے قومی اخباروں نے ان پیغامات کو پورے صفحوں پر مشتہر کیا اور ان کے

ٹیلی وژن اور ریڈیوز نے

بار بار ان اعلانات کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ بندے عاجز بندے کا کام نہیں، یہ خدا تعالیٰ کی تائید کے مظاہر ہیں جو آج آپ اس دنیا میں مشاہدہ کر رہے ہیں پس خدا تعالیٰ کی تائید کے مظاہر آپ کے سامنے ہیں۔ آپ آندھیوں کے مخالف چلنے والے نہیں ہیں۔ دنیا کی آندھیوں کی کوئی حیثیت نہیں جن کے مخالف آپ چل رہے ہیں۔ ہاں اگر خدا کی چلائی ہوئی ہوا کے مخالف اگر آپ نہیں چلیں گے اور اس کے رخ پر سفر کریں گے تو یقیناً آپ کامیاب ہوں گے اور دنیا کی کوئی مخالفانہ ہوا آپ کے قدم نہیں روک سکے گی۔

خدا نے اس صدی کے آغاز میں آپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ آگے بڑھو اور تیز رفتار کے ساتھ آگے بڑھو اور تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ میری آسمان سے چلائی ہوئی ہوائیں تمہاری تائید میں ہیں وہ تمہاری پشت پناہی کر رہی ہیں۔ پس

آپ کو کس بات کا خوف ہے

کس بات کے آپ منتظر بیٹھے ہیں۔ معمولی سی کوشش اور جد و جہد کریں اور وہ اعلانات جو افریقہ کے ممالک سے سنائی دیتے ہیں اور جن کی آوازوں پر آپ یہاں آج نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ دن ایسا آئے کہ

وہ اعلانات جرمنی سے اٹھ رہے ہوں

اور دنیا کے ممالک ان کو سن کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یقیناً نفس کی پاکیزگی عطا فرمائے گا اور آپ سے بڑے بڑے کام لے گا۔ کیونکہ آپ کے اندر اخلاص کا بیج ہے۔ قربانی کی روح ہے اور باوجود کمزور ہونے کے آپ خالصتاً اللہ کی محبت میں ہر قربانی میں آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ

آج رات خدا نے رؤیا کے ذریعے

مجھے خوشخبری اس طرح دی اور اس کا ایک کل دوپہر ہونے والے واقعہ سے بھی تعلق ہے کل دوپہر کو مجھے امیر صاحب جرمنی عبداللہ صاحب نے دعوت پہ بلایا ہوا تھا۔ وہاں انہوں نے بڑی بے بسی سے یہ ذکر کیا کہ میں کمزور انسان ہوں میری طاقت سے معاملہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پاکستانی احمدیوں کو سنبھالنا جو مختلف مزاج اور مختلف عادات لے کر آئے ہیں اور پھر نظم و ضبط کے تقاضے پورے کرنا، پھر جماعت کے عظیم منصوبوں کی پیروی کرنا میرے جیسے عاجز بندے کا کام نہیں لیکن میں استعفیٰ سے ڈرتا ہوں میں نہایت عجز کے ساتھ آپ کے سامنے یہ حالات رکھ رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ایک موقعہ پر میں نے اپنے بچے سے یہ درخواست کی کہ تم میرے لیئے دعا کرو کہ اگلے انتخاب میں میرا نام نہ آئے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی راہ میں نہیں پاتا کہ کسی طرح ان ذمہ داریوں سے الگ ہو جاؤں، تو میرے بچے نے کہا کہ ابا میں آپ کے لیئے ہر دعا کروں گا لیکن یہ دعا نہیں کروں گا۔ اب سنیئے اللہ تعالیٰ نے

مجھے اسی رات رؤیا میں دکھایا کہ میں عبداللہ صاحب سے نہایت محبت اور پیار کا سلوک کر رہا ہوں اور وہ ایسی پاکیزہ محبت ہے کہ میں خود کہنے لگ جاتا ہوں کہ یہ ہوتی ہے پاکیزہ محبت یہ ہوتی ہے الٰہی محبت۔ پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو اعلیٰ کاموں کی توفیق نہ دے، اور خلیفۂ وقت کے دل میں روحانی طور پر ایسی محبت ڈال دے اور رؤیا کے ذریعے اس کو پیغام دے کہ یہ شخص محبت کے لائق ہے۔ پس

آپ بھی ان سے محبت کریں

اور ہر لحاظ سے ان کا ادب کریں اور ہر معاملہ میں ان سے تعاون کریں۔ کسی معاملے میں ان کیلئے سر دردی اور مشکلات کا موجب نہ بنیں۔ ہر آواز پر اس طرح لبیک کہیں کہ جس طرح یہ خلیفۂ وقت کی آواز ہے کیونکہ وہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ کو آواز دیتا ہے اس کے اپنے نفس کی کوئی آواز نہیں، پس میں امید رکھتا ہوں کہ اگر آپ اسی طرح کریں گے تو (حضور اقدس کے اس فقرہ پر پہنچتے ہی ایک دم لبیک یا سیدی لبیک یا امیر لبیک یا امیر کی صدائیں بلند ہوئیں جس پر حضور نے فرمایا جزاکم اللہ

مساجد کا قیام

اس کے بعد میں ایک اور مضمون سے متعلق مختصر بات کرنی چاہتا ہوں وہ ہے مساجد کا قیام۔ میں نے کل یہ اعلان کیا تھا کہ صد سالہ جشن تشکر کو منانے کے لیئے جرمنی سو مساجد بنانے کا منصوبہ بنائے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ جس حد تک مالی قربانی کر رہے ہیں اور جو آپ کی غربت کے حالات ہیں یعنی اکثر آپ میں سے ایسے ہیں جن کے لیئے بمشکل گذارا ممکن ہے ان پر اتنا بڑا بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا کہ جرمنی جیسے ملک میں جو بہت ہی مہنگا ہے خصوصاً جائیدادوں کے لحاظ سے اور زمینوں کی قیمتوں کے لحاظ سے کہ ایک سال کے اندر اندر ایک سو نئی مساجد بنا دیں لیکن ہمارے کام تو ہمیشہ خدا کیا کرتا ہے، ہم سے انگلیاں لگواتا ہے، ہم سے ہاتھ لگواتا ہے۔ جس طرح باپ بچے کو کوئی بوجھل چیز اٹھانے کیلئے کہتا ہے اگر بچہ آگے سے گستاخانہ طور پر یہ نہ بکے کہ یہ کیا پاگلوں والی بات ہے میں نہیں اٹھا سکتا بلکہ وہ ہاتھ لگا کر اٹھانے کی کوشش کرے تو باپ بڑے پیار اور ہوشیاری کے ساتھ اس طرح وہ چیز اٹھاتا ہے کہ بچہ یہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس نے اٹھائی ہے۔ پس آپ خدا کی خاطر اگر بعض بوجھ برداشت کرنے کا عزم کریں گے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنی سی طاقت پیش کر دیں گے تو خدا باپوں سے بہت زیادہ پیار اور محبت کرنے والا خدا ہے۔ وہ اس رنگ میں آپ کی مدد فرمائے گا کہ آپ سمجھیں گے کہ آپ نے ہی یہ بوجھ اٹھایا ہے اور حقیقت میں وہ بوجھ خدا کی تقدیر اٹھا رہی ہوگی۔ پس اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

افریقہ سے سبق سیکھیں

اور جب میں نے غور کیا تو مجھے خیال آیا کہ دبی افریقہ کا پیغام آپ کو پہنچادوں افریقہ میں مساجد سے بہت محبت ہے اور جماعتیں بغیر مرکز سے مدد مانگے مساجد پہ مساجد بناتی چلی جارہی ہیں حالانکہ بہت غریب ہیں۔ غانا میں میں نے بہت سی ایسی مساجد دیکھیں، اور اسی طرح نائیجیریا کے بعض علاقوں میں بہت سی ایسی مساجد دیکھیں جن کی تعمیر کا کام دس دس بارہ بارہ سال سے شروع ہوا ہوا تھا جتنی توفیق ملتی تھی وہ اسی حد تک مسجد بنا دیتے تھے۔ پہلے سال بنیادیں ہی رکھی گئی ہیں۔ دوسرے سال جتنا اس کو اونچا کر سکتے تھے اونچا کر دیا اور پھر آہستہ آہستہ توفیق بھی بڑھتی چلی گئی اور پھر چھتیں بھی پڑیں اور ہمیشہ ایسا ہوا کہ جب چھتیں پڑیں تو اس وقت تک وہ مسجد چھوٹی ہو چکی تھی۔ پھر وہ اگلی مسجد کے منصوبے بنا رہے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی تائید دونوں طرح سے ان کے شامل حال میں نے دیکھی۔ ان کے مساجد کے منصوبے بھی کامیاب ہوتے رہے اور جماعت میں بھی برکت پڑتی رہی۔ اضافے ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ مساجد جو بہت وسیع دکھائی دیتی تھیں وہ چھوٹی دکھائی دینے لگیں۔ اس طرح یہاں تو غالباً ممکن نہیں ہوگا۔ یہاں کے حالات مختلف ہیں مگر ایک کام ممکن ہے کہ وہ تمام جماعتیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اپنے ہاں ضرور مسجد بنانی ہے وہ اگر دو سالہ، تین سالہ، چار سالہ نہیں تو بے شک دس سالہ منصوبہ بنائیں اور جماعت کیلئے ایک فنڈ قائم کرنا شروع کر دیں۔ جماعت کے فنڈ جو تھوڑے تھوڑے اکٹھے ہو رہے ہوں گے ان کو الگ الگ سرمائے میں لگانا تو ممکن نہیں ہے مگر جس طرح کمیٹی ڈالی جاتی ہے اسی طرح ان سب کے سالانہ جمع شدہ مساجد کے چندے کو اکٹھا کر کے کسی جگہ جائیداد خرید کر یا کسی اور مناسب سرمائے میں لگاتے چلے جائیں گے تاکہ جب بھی مسجد بنانے کی توفیق ملے اس وقت روپے کی قیمت کم ہو کر کہیں اتنی کم نہ ہو جائے کہ وہ کبھی بھی مسجد کے منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں۔ اس طریق پر انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی توفیق بھی بڑھے گی اور جیسا کہ میرا تجربہ ہے خدا تعالیٰ اپنی خاطر اپنی محبت کے نتیجے میں بلند ارادے کرنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں چھوڑا کرتا اور غیب سے ان کی توفیق بڑھاتا ہے ان کی قدرت بڑھا دیا کرتا ہے

میری یہ خواہش ہے

کہ جرمنی وہ پہلا یوروپین ملک ہو جہاں جماعت احمدیہ کو سو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملے۔ اور یہ دراصل صد سالہ جشن تشکر کا ایک بہترین رنگ ہوگا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ اس طرح کوشش شروع کر دیں گے اور اس کے علاوہ عورتیں اور دوسرے لوگ بعض کام محض اس غرض سے کر سکتے ہیں بعض میلے لگا سکتے ہیں، بعض دوکانیں لگا سکتے ہیں بعض صنعت کاری کی چیزیں بنا کر بیچ سکتے ہیں یہ مساجد فنڈ کیلئے ہوں گی یہ ادا بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری لگتی ہے کہ اس کی خاطر انسان کے پاس روپیہ نہ ہو تو روپیہ کما کر دینے کی ترکیبیں سوچے۔ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رنگ میں اپنے غلاموں کی تربیت کی تھی اس کے نتیجے میں ایسے ہی نظارے دیکھنے میں آتے تھے۔ چنانچہ جب آپ تحریک کیا کرتے تھے تو امراء بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرتے تھے، بعض تو ایسے تھے جنہوں نے سارا مال پیش کر دیا۔ بعضوں نے نصف پیش کر دیا۔ پھر خدا نے اس مال کو بڑھا دیا لیکن اصحاب الصفّہ کچھ ایسے غریب تھے جن کو کسی قسم کی توفیق نہیں ملتی تھی اور ان کے دل میں شدید خواہش تھی کہ ہم بھی حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہیں لیکن ان کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے مسجد کے ہو کر رہ گئے تھے،

آخر ان کو بھی یہ ترکیب سوجھی اور انہوں نے کلہاڑیاں بنائیں اور وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے جایا کرتے تھے کہ لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر جو کچھ حاصل ہو وہ خدا کی راہ میں چندہ دے دیں۔ انہی اصحاب الصفہ میں سے پھر بڑے بڑے عظیم الشان صاحب دولت پیدا ہوتے، خدا تعالیٰ نے ان کو بڑی عزتیں دیں۔ بہت ہی ان کو مراتب نصیب ہوئے دنیا کے لحاظ سے بھی۔ تو آپ کی حیثیت تو اصحاب الصفہ سے دنیاوی لحاظ سے زیادہ ہے۔ اگر مرتبے کے لحاظ سے نہیں لیکن اگر کام وہ کریں گے تو آپ بھی خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ ٹھہریں گے۔ کیونکہ اصحاب صفہ کاموں سے بنے تھے، اپنے اخلاق سے بنے تھے اپنے کردار سے بنے تھے، جو غریب ہیں وہ وہی کردار اپنالیں

قرآن کریم کی محبت احمدیت کی روح ہے

اور خدا کی خاطر بعض قربانیوں کے فیصلے کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح ان کی قربانیوں کو قبول فرماتا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں ان کو جزا عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم کی محبت احمدیت کی روح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہر شخص ہر احمدی قرآن کریم کو سمجھ کر نہیں پڑھتا اس وقت تک وہ صحیح معنوں میں اسلام کا عرفان حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ بھی آپ کے سامنے پیش کیا وہ قرآن سے لیا اور قرآن سے بھر بھر کے پہلے جام پیئے اور پھر وہی معرفت کے جام آپ کیلئے انڈیلے۔

آپ میں سے ہر ایک خدا کی نظر میں یہ استطاعت رکھتا ہے کہ براہ راست قرآن کریم کا فیض پائے اور میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی خود قرآن کریم سے محبت کرنے والا بنے اور قرآن کریم سے براہ راست فیض یاب ہونے کی استطاعت حاصل کرے۔

اور یہ مشکل کام نہیں۔ اس کیلئے خدا تعالیٰ نے علم کی کوئی شرط نہیں رکھی کیونکہ جس پہ قرآن کریم نازل ہوا اس کے متعلق فرمایا کہ وہ اُمیین میں سے ایک اُمّی تھا اور اس کے متعلق قرآن نے فرمایا کہ یہ ایسا اُمّی ہے جس کو پیشگوئیوں میں بھی تم اُمّی کے طور پر لکھا ہوا دیکھتے ہو۔ یعنی پرانے صحیفوں میں پرانے انبیاء نے بھی اس کی باتیں بحیثیت اُمّی کے تم سے کی تھیں۔ پس دنیا کے لحاظ سے ایسا اُمّی اور کائنات کا سب سے بڑا علموں کا خزانہ اسی کو عطا کیا گیا۔ اس خدا کو پانے کی ایک ہی شرط ہے جو قرآن کریم نے رکھی ہے وہ تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ علم کی شرط یہ ہے کہ خوف خدا ہو، اللہ کی خشیت ہو تو علم ہے اگر اللہ کی خشیت نہیں ہے تو کوئی علم نہیں۔ پس آپ اگر تقویٰ اختیار کریں اور اپنے دلوں کو پاک اور صاف کریں تو خدا کا یہ وعدہ آپ کے حق میں پورا ہوگا کہ لا یمسّہ الّا المطہّرون آپ مطہرون کیے جائیں گے خدا کی طرف سے آپ کو پاک کیا جائے گا اور آپ پر قرآن کریم کے مضامین نازل فرمائے جائیں گے۔ بہت سے ایسے احمدیوں کو میں جانتا ہوں جن کا ظاہری علم کچھ بھی نہیں لیکن قرآن کریم سے محبت رکھتے ہیں اور غور سے شوق سے ترجمے کے ساتھ اس کو پڑھتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ وہ بعض نکات ایسے مجھے لکھ کر بھیجتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ظاہری علم کچھ بھی نہیں لیکن نہایت شاندار معارف کے نکات اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتا ہے اور وہ قرآن کریم کی صداقت کا زندہ ثبوت بن جاتے ہیں کہ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔ بڑے بڑے علماء بھی اس کو پڑھیں گے لیکن اس کو مَس بھی نہیں کر سکیں گے اس لئے کہ ان کے دل تقویٰ سے خالی ہوں گے اور بعض بلا علم اُمّی آپ کو ایسے دکھائی دیں گے جن کو دنیا کی تعلیم سے کوئی حصہ نہیں ملا لیکن اللہ تعالیٰ نے براہ راست ان کو تقویٰ کا زیور عطا فرمایا اور اس کی برکت سے ان کو قرآن کے معارف عطا فرمائے۔ اس پہلو سے جس وسعت کے ساتھ، جس سنجیدگی کے ساتھ، جس مسلسل محنت کے ساتھ کوشش ہونی چاہیئے اس کا میں سردست فقدان دیکھتا ہوں آپ میں سے جو میرے سامنے بیٹھے ہیں بھاری اکثریت ایسی ہے جو قرآن کو سمجھ کر پڑھتی نہیں اور سمجھ کر پڑھنا جانتی نہیں اور قرآن کے بغیر ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں کہ "لقمے جو خطبوں کے ذریعے یا جماعتی لٹریچر کے ذریعے آپ کو بنے بنائے ملتے ہیں اپنے بنائے نوالے آپ کے منہ میں ڈالے جاتے ہیں آپ اسی پر راضی ہو کر بیٹھ رہے ہیں حالانکہ یہ کافی نہیں ہے۔ ذاتی محنت سے کمایا ہوا لقمہ بہت ہی عجیب مزہ دیا کرتا ہے، جو لطف اس میں ہے ویسا کسی اور چیز میں نہیں۔ میں نے بچوں کو دیکھا ہے انگلستان میں بعض دفعہ بچے میرے لیے اپنی تصویر خود بنا کر لاتے ہیں اور وہ جب اس تصویر کو نہایت بھونڈی اور بدصورت بلکہ بعض دفعہ ایسی بے ہنگم ہوتی ہے کہ جس چیز کی تصویر بنائی ہے بتانا پڑتا ہے کہ کس چیز کی تصویر ہے ورنہ پتہ نہیں لگ سکتا اور پھر وہ ایسی محبت سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ کمال ہو گیا ہے دیکھو کیسا PIECE OF ART ہے۔ کیسی پیاری تصویر ہم نے بنائی ہے تو اسی نکتہ نگاہ سے پیار و محبت کا سلوک بھی ان سے کرنا پڑتا ہے۔ تو آپ کو بہت اعلیٰ سے اعلیٰ مطالب نہ بھی ملیں جو مزہ آپ کو اپنے حاصل کردہ مطالب کا آئے گا وہ دوسروں کے مطالب سے آپکو نہیں مل سکتا۔ لیکن قرآن سے متعلق شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ انکسار ضروری ہے۔ بعض لوگ اسی مضمون میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں تھوڑا سا غور کیا چند ایک لقمے ان کو مل گئے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہ صرف امیر و کبیر ہو گئے بلکہ رزاق بن گئے ہیں وہ لوگوں کو یہ لقمے دینے کے قابل بن گئے ہیں۔ حالانکہ ان میں نقص ہوتا ہے۔ بچے کا پکا کھانا بچے کو کتنا ہی پیارا لگے مگر کوئی بڑا کھائے گا تو اس کے پیٹ میں درد ہو گی تو یہ میرا مطلب نہیں ہے کہ آپ قرآن سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں اور فوراً صاحب عرفان ہونے کے دعاوی شروع کر دیں کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمیں سارا قرآن کا علم مل چکا ہے اور وہ نکات جو بیان کرتے ہیں صاف نظر آ رہا ہوتا ہے کہ بے چارے نے کوشش تو کی ہے مگر یہاں بھی ٹھوکر کھا گیا وہاں بھی ٹھوکر کھا گیا۔ تو آپ اپنی خاطر اپنے نفس کی تسکین کی خاطر قرآن کریم سے محبت کے اظہار کے طور پر، قرآن کریم سے عشق کے اظہار کے طور پر آپ قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنا سیکھنا شروع کریں اور یہ تبھی ممکن ہوگا جب آپ میں سے ہر ایک یہ فیصلہ کرے کہ ایسی زبان میں

قرآن کریم کا ترجمہ اسے مہیا ہے جس زبان کو وہ سمجھ سکتا ہے اور پھر یہ عہد کرے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ قرآن کریم کا حصہ وہ ضرور تلاوت کرے گا اور ترجمے کے ساتھ تلاوت کرے گا اور بار بار اس ترجمے کو پڑھے گا تاکہ وہ اس کے ذہن نشین ہو جائے۔

اس ضمن میں اس منصوبے کا پہلا حصہ تو یہ ہے کہ وہ آیات خصوصیت کے ساتھ جن کی میں عموماً نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں ان کا ترجمہ ہر احمدی کو آجانا چاہیئے کیونکہ ان کا انتخاب بعض صورتوں میں تو میں نے عمداً بعض موجودہ زمانے کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر کیا اور بعض انتخابات خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے عطا کیئے گئے اور بعد کے حالات نے بتایا کہ ان کی تلاوت بہت ضروری تھی حالانکہ اس سے پہلے

خلفاء ان آیات کی تلاوت نہیں کیا کرتے تھے۔ ان کا اس زمانے کے حالات سے اور جماعت احمدیہ کے حالات سے گہرا تعلق ہے اور بالعموم میں صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کی تلاوتیں بدلتا رہتا ہوں اور دنوں کی تلاوتیں بھی تبدیل کرتا رہتا ہوں۔ تو یہ ایک حصہ ہے تلاوت کا جس پر اگر آپ کو فہم کے لحاظ سے عبور نہ سہی اتنا سلیقہ حاصل ہو جائے کہ آپ تلاوت ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ سادا ترجمہ سمجھ سکتے ہوں۔ تو اس سے آپ کو بہت سے فوائد حاصل ہوں گے اور جب تلاوت سنتے ہوئے آپ ترجمہ سمجھ رہے ہوں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے نئے نکات بھی انسان کو ملنے شروع ہو جاتے ہیں اس کا آپ کو ایک چسکا پڑ جائے گا۔ شروع میں عادت پڑ جائے گی اور قرآن سے ایک ذاتی حلی محبت کا تعلق پیدا ہو جائیگا جو آئندہ قرآن کے سفر کی راہیں آسان کر دے گا۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا ہے روزانہ بلا ناغہ تلاوت کریں اور چونکہ آپ میں سے اکثریت اردو دانوں کی ہے ہم نے پہلے سے انتظام کر رکھا ہے۔ ابھی میں لندن سے آنے سے پہلے یہ ہدایت دے چکا تھا کہ کثرت کے ساتھ تفسیر صغیر کو شائع کر کے تمام اردو دان احمدیوں کو یورپ امریکہ وغیرہ یعنی بحر و بر کے ملکوں کو مہیا کیا جائے اور جہاں تک جرمن ترجمے کا تعلق ہے وہ تو پہلے بھی شائع ہو چکا ہے اور یہاں اب بھی شائع ہو رہا ہے اس کے علاوہ دیگر تراجم بھی بڑی کثرت کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

آج شاید ہی کوئی دنیا کا ایسا خطّہ ہو

جہاں کوئی انسان یہ کہہ سکے کہ جماعت احمدیہ نے گذشتہ ایک سو سال میں باقی دنیا کی سیرابی کا تو انتظام کیا میرے لیئے کچھ نہیں کیا۔

مشرقی یورپ کی تمام زبانوں میں تراجم یا ہو چکے ہیں یا اب ہو رہے ہیں اور صرف چند زبانیں باقی ہیں تراجم ہونے والی۔ اسی طرح اقتباسات کا احادیث کا ترجمہ بھی مسلسل ہو رہا ہے اور اس سال کے اختتام سے پہلے پہلے انشاءاللہ قرآن کریم کی طرح احادیث کے اقتباسات کا بھی ایک سو بیس دنیا کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔ پس

قرآن کی محبت کو اپنا شعار بنائیں

اور صرف یہ نہ بتائیں دنیا کو کہ ہم نے تمہاری زبانوں میں ترجمہ کر کے تم پر احسان کیا ہے کہ خدا کے پیغام کو تم بھی سمجھ سکو۔ بلکہ یہ بھی بتاؤ کہ ہاں ہم بھی سمجھ رہے ہیں اور یہ فرضی محبت نہیں ہے ہم تمہیں یہ کلام الٰہی دینے سے پہلے خود ان تراجم کو ازبر کر چکے ہیں۔ اب بتایئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو کس منہ سے یہ تراجم دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ کتنی عجیب بات لگے گی اگر کوئی البانین بولنے والا آپ سے ترجمہ لیتے ہوئے آپ سے کہے گا کہ

کیا آپ نے وہ ترجمہ خود سیکھ لیا ہے

جو مجھے دے رہے ہیں۔ تو آپ کہیں گے کہ نہیں بھائی میں نے نہیں سیکھا تو تمہارے لیئے ہیں۔ یہ کیسی قرآن کی محبت ہوگی۔ یہ تو قرآن آپ کے خلاف گواہی دے گا کہ جھوٹی محبت کا اظہار کر رہے ہو دنیا کو اس لیئے دے رہے ہو کہ یہ معرفت کا کلام ہے جس سے دنیا سیراب ہوگی۔ دنیا کی ہزاروں سال کی پیاس بجھے گی۔ دنیا کو روحانی نکات نصیب ہوں گے نئی زندگی عطا ہوگی۔ اور خود اپنی پیاس نہیں بجھا رہے۔ خود

ہزاروں سال کی محرومی

کو دور کرنے کیلئے تیار نہیں۔ جو زندگی کے چند سال تمہیں خدا نے عطا کیئے ہیں تم دوسروں کے لیئے تو خدمت کے کام کر رہے ہو لیکن اپنی خدمت سے محروم ہو۔ ایسی صورت میں آپ کی مثال اس سوئی کی طرح ہوگی جو سب دنیا کیلئے کپڑے بُنتی ہے لیکن خود ننگی رہتی ہے پس وہ سوئی نہ بنیں بلکہ وہ لباس خود اپنے لیئے پہلے اوڑھیں۔ اپنے بدن پر وہ لباس اوڑھیں جو زینت کا لباس ہے جو تقویٰ کا لباس ہے جو قرآن کریم سے آپ کو ملتا ہے اور پھر دنیا کو پہنائیں۔ ورنہ ننگے بدن ہو کر آپ کس طرح دنیا کو قرآن کی زینت کا لباس دیں گے، پس اگرچہ پہلے بھی ضروری تھا لیکن آج پہلے سے بہت زیادہ ضروری ہے کیونکہ تمام دنیا کی زبانوں میں ہم یہ تراجم کر چکے ہیں۔ اور ہمیں ان کو دنیا میں پیش کرنا ہے۔

پس وہ تراجم جو اس زبان میں ہیں جسے آپ سمجھتے ہیں فوراً ان سے استفادہ شروع کر دیں اور

کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے

مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا بچہ جو اس کام کو اولیت نہ دے کہ میں قرآن سے محبت کروں گا اور حدیث سے محبت کروں گا اور اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کا جو ترجمہ کیا گیا ہے ان کو بھی سمجھ کر پڑھوں گا یہ عہد کیئے بغیر آپ کی اگلی صدی کا سفر شروع ہی نہیں ہوتا۔ قدم تو رکھ رہے ہیں بڑے بڑے شاندار دعاوی کے ساتھ بڑی سجاوٹوں کے ساتھ مینار بنائے گئے ہیں جھنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ یہ عظیم ہال آج کھچا کھچ بھرا ہوا ہے، لیکن ان باتوں کے بغیر کیسے آپ کو سچائی نصیب ہوگی۔ جن کے بغیر سچائی کے پہلے قدم نہیں اٹھا کرتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

کہ "میں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں" یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہوں۔ فرمایا ہے میں اپنی سچائی کے قدموں کے نیچے دیکھتا ہوں۔ اگر آپ کو سچائی

کے قدم نصیب نہیں ہوںگے تو ہرگز آپ اس لائق نہیں کہ آپکے قدم دنیا کی چھاتی پر پڑیں اور اس پر فتح حاصل کریں۔ یہ نحوست کے قدم ہوں گے۔ جو بغیر سچائی کے دنیا کو فتح کرنے کے لیئے آگے بڑھ رہے ہوں گے اور ایسے قدم بار ہا اٹھے ہیں اور بار ہا کاٹے گئے ہیں اور بار ہا ناکام کیئے گئے ہیں۔ مگر سچائی کی فتح کا قدم ہمیشہ کامیاب ہوا کرتا ہے اور اس لائق ہوا کرتا ہے کہ اسے عزت دی جائے اس کی راہ میں آنکھیں بچھائی جائیں۔

پس آپ سچائی کے قدم پر قائم ہوں اور

سچائی کو اختیار کریں

جو چیز دوسروں کے لیئے پسند کر رہے ہیں اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہاں تمہارے لیئے اچھی ہے تمہیں پڑھنی ہوگی خواہ خرید کر پڑھو، خواہ تحفتہً لے کر پڑھو ہم تمہاری خاطر یہ تحفہ پیش کر رہے ہیں آپ اس سے محروم رہیں ! کیسے آپ سچے انسان ہونگے ! اس لیئے غور کیا کریں کہ بعض دفعہ انسان اپنے دعاوی میں جھوٹ کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ خالم خولی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ مغز کوئی نہیں ہوا کرتا۔ اور بغیر مغز کے دنیا میں پاک تبدیلیاں نہیں پیدا ہوا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے جو پیغام آپ سچا سمجھتے ہیں جس سے آپ محبت کرتے ہیں اس سے محبت کا عملی ثبوت دیں۔ اسے غور سے فکر کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں اور پھر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ پھر دیکھیں دنیا کس طرح آپکے لیئے اپنے دلوں کے دروازے کھولتی ہے۔ اس ضمن میں تبلیغ کے سلسلہ میں ایک اور بات میں آپکے سامنے رکھنی چاہتا ہوں

میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ ہم نے ایک سو بیس[۱۲۰] زبانوں میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے اقتباسات شائع کیئے ہیں تاکہ دنیا اس کو پڑھے لیکن ! دنیا کو پیش کرنے کے لائق آپ نہیں بن سکتے جب تک آپ خود ان چیزوں کو نہ پڑھیں اور ان سے محبت نہ کریں اور ان کو اپنا نہ لیں۔

یہ اقتباسات بڑی محنت کیساتھ چنے گئے ہیں۔ بڑے غور اور تدبر کے بعد اختیار کیئے گئے ہیں چونکہ میں نے براہ راست یہ کام کرنا تھا اپنے ساتھ بعض علماء کو بھی لگایا انہوں نے ابتدائی چھان بین کی۔ تحریکِ جدید نے بہت سا کام کروایا۔ صد سالہ جوبلی کمیٹی جو بنی ہوئی ہے میں بھی اس کا ممبر تھا تو پندرہ سال سے یہ کام ہو رہا ہے لیکن مجھے تسلی نہیں ہوتی تھی میں یہ چاہتا تھا کہ آخری چناؤ میں خود کروں اور اس کے پیچھے بڑے غور اور فکر کے بعد بعض حکمتیں کارفرما ہیں کہ دنیا کے تقاضے کسی حد تک ان اقتباسات سے پورے ہو سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی حد تک ہمیں یہ کامیابی ہو چکی ہے اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصوں کو چھوڑ کر آپ سمجھیں کہ سارے تقاضے پورے ہو گئے کامل کتاب ہی پورے تقاضے پورے کر سکتی ہے۔ لیکن قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ بعض چیزیں بار بار اثر کی خاطر دوہراتا ہے اگرچہ انداز کچھ بدل جاتا ہے اور کچھ نیا پیغام بھی ہوتا ہے ہر بار۔ لیکن بنیادی طور پر جو قرآن کریم کے پیغامات ہیں ان کو ہم نے ان اقتباسات میں پیش کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی یہی مقصد پیش نظر رہا کہ وہ اقتباسات چنے جائیں جو آج کے زمانے کے انسان کی پیاس بجھا سکیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات میں بھی یہی کوشش کی گئی، تو ان کو جو شائع کیا گیا ہے آخر پیش بھی تو کرنا ہے۔ آپکے لیئے یہ تو ممکن نہیں کہ آپ فجی جا سکیں یا چین جا سکیں یا نائیجیریا جا سکیں یا غانا جا سکیں یا ٹوگو جا سکیں یا دیگر دنیا کے ممالک میں جا سکیں۔ یا مشرقی یورپ کے ممالک میں جا سکیں لیکن

جرمنی ایک ایسا ملک ہے

جہاں ان سارے ملکوں کے جگر گوشے آپکے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ شاید ہی دنیا کا کوئی ملک ہو جس کو جرمنی نے کسی نہ کسی رنگ میں پناہ نہ دے رکھی ہو۔ اور جرمنی کے دل کی وسعت نے آپکے سامنے ایک وسیع میدان کھول رکھا ہے ان سب ممالک کے باشندوں کے لیئے آپ کو بعض سپیشلسٹ بنانے ہوں گے اور بہتر یہ ہوگا کہ جو احمدی مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے آپ کو مہیا ہیں

اُن کو اِن کمیٹیوں میں ضرور شامل کریں

مثلاً عربی زبان میں ہمارا بہت اچھا لٹریچر تیار ہو رہا ہے اور مزید ہوگا، اور التقویٰ رسالہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے عرب ممالک میں بڑا مقبول ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض ممالک کے بڑے بڑے مفتیوں کی اولاد بھی کھلم کھلا محبت کے اظہار کر رہی ہے اور خط لکھ رہی ہے کہ یہ رسالہ پڑھ کر اب ہمیں صحیح معنوں میں اسلام کی تصویر نظر آ رہی ہے۔ اور اسلام کی حقیقت سمجھنے لگے ہیں۔ حالانکہ مفتیوں کی اولادیں۔ تو یہ کوششیں خدا تعالیٰ کے فضل سے جاری ہیں۔ اور ایک حد تک قدم ہم آگے بڑھا چکے ہیں۔ لیکن عرب دنیا کی اکثریت اس پانی سے محروم بیٹھی ہے۔ یہاں اس ملک میں لاکھوں عرب بس رہے ہیں اور

ان تک پیغام پہنچانے کے لیئے

کوئی موثر ذریعہ آپنے ابھی تک اختیار نہیں کیا۔ اسی لیئے بھی نہیں کیا کہ آپنے کمیٹیاں تو بنائی ہونگی بعض سیکرٹری تبلیغ بھی ہیں لیکن جو عرب خدا کے فضل سے بڑے اخلاص سے احمدیت کو قبول کر چکے ہیں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا ان پر ذمہ داریاں نہیں ڈالیں۔ وہ عرب مزاج بہتر سمجھتے ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں کہ عربوں کو کس طریق پر کس نہج پر پیغام پہنچایا جائے کہ ان کا دل جیت سکیں۔ وہ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کر کے بتا سکتے ہیں کہ اس وقت اس میں یہ کمی ہے "یہ چیز زائد ہونی چاہیئے اور پھر نیا عربی لٹریچر پیدا کرنے میں وہ بے انتہا مفید کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تو میرا مقصد یہ ہے کہ آپ یہاں تبلیغی لحاظ سے ایک انقلابی پروگرام بنائیں۔ زیادہ سے زیادہ انسانی گروہوں کو پیغام دینے کے لیئے

زیادہ سے زیادہ ایسے ڈیسک بنانے پڑیں گے یا ایسے مرکز بنانے پڑیں گے جو اسی کے لیے وقف ہوں۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک مبلغ ایک سیکرٹری تبلیغ یا چند سیکرٹری تبلیغ ان تمام بے شمار پھیلے ہوئے کاموں کو سرانجام دے سکیں۔ پس

اگر آپ ساری دنیا کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں

تو اسی جرمنی میں بیٹھے ہوئے اسی ملک سے قدم باہر نکالے بغیر ساری دنیا کو مؤثر تبلیغ کر سکتے ہیں اور بہت سے لوگ جو باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کے بڑے بڑے اثرات ہیں پیچھے۔ افریقن ممالک کے وہ لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں جو بعض مظالم سے بھاگ کر آئے ہیں۔ لیکن بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب حیثیت لوگ تھے۔ صاحب فن لوگ تھے، بہت سے ایسے ہیں جو مختلف قبیلوں میں صاحب اثر تھے۔ یہاں آکر بے چارے جس طرح آپ یہاں آکر مزدوریاں کرتے ہیں وہ بھی یہاں آکر مزدوریاں کر رہے ہیں۔ لیکن اپنے علاقوں میں اثر رکھنے والے لوگ ہیں۔ آپ میں سے بھی کئی لوگ ہیں جو ریسٹورنٹ ہوٹلوں میں بیروں کے کام کر رہے ہیں لیکن وہ جب اپنے گاؤں میں جائیں گے تو بڑی عزت کے ساتھ چوہدری کر کے سلام کئے جائیں گے۔ تو نئے ملکوں کے تقاضے پورے کرنے کیلئے رزق کی خاطر آپ نے یہ مشقتیں برداشت کی ہیں۔ اسی طرح افریقہ کے لوگ نے بھی کی ہیں۔ اسی طرح دوسرے یورپین ممالک نے بھی کی ہیں، تو ان کا اصل مقام جو ان کے علاقے میں ہے۔ وہ اس سے زیادہ ہے جو اس ملک میں آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ان کے لیے یہ لٹریچر کے سیل بنائیں، جو احمدی ہوتا چلا جائے اس کو بیچ میں شامل کرتے جائیں اور اپنی نظر کو وسیع رکھیں جہاں جس علاقے میں کوئی غیر جرمن آباد ہے اس کو اسکی زبان میں پیغام پہنچائیں۔

اب رہا جرمن کا تعلق یعنی جرمن قوم کا، اس کو بھی پیغام پہنچانے کا صحیح حق ہم ابھی تک ادا نہیں کر سکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پاس اس وقت ایسے جرمن مردوں اور عورتوں کی ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔ جو بہت اخلاص رکھتے ہیں، اسلام سے محبت رکھتے ہیں انہوں نے اپنی زندگی کو تبدیل کر دیا ہے، اپنے معاشرے کو خیر باد کہہ کر اسلامی معاشرے کو قبول کر لیا ہے، اور بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جو اس لحاظ سے ضائع ہو رہے ہیں کہ ان کے اوپر ذمہ داریوں کے اس طرح بوجھ نہیں ڈالے گئے جو ڈالے جانے چاہئے تھے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کو پیغام دینے کی پوری ذمہ داریاں سنبھالیں امیر کے تابع یقیناً اور نظام جماعت کی اطاعت میں، اس سے آزاد ہو کر نہیں ورنہ کام میں بے برکتی ہوگی۔ لیکن پہلے سے زیادہ ہوش مندی کے ساتھ یہ فیصلہ کر کے نیا لائحہ عمل تجویز کریں اور امیر کے سامنے پیش کریں کہ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کا زندگی بخش پیغام پہنچانا ہے۔ ان کی راہ میں میں جانتا ہوں بڑی دقتیں ہیں، مثلاً جرمن قوم میں خمینی ازم کا ایک ایسا ہوّا بنایا جا چکا ہے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ، کچھ حقیقت اور کچھ مبالغہ آمیز لیکن اسلام کے نام کے ساتھ ہی خمینی کا جن کھڑا ہو جاتا ہے اور اس جن سے ایسا بدکتے ہیں گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ اسلام ہے تو ہمیں یہ اسلام کسی قیمت پر قبول نہیں۔ اور پھر بڑا اسلام کو خمینی اسلام سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اتنی سمجھدار اتنی بالغ نظر قوم لیکن جذبات میں آکر اس سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

جرمن احمدیوں نے اس غلط اثر کو مٹانا ہے

بتانا ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ کوئی دنیا میں اسلام کا ٹھیکیدار نہیں ہے، ایک ہی اسلام کا سچا اور دائمی نمائندہ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپ کی سیرت کو اس قوم کے سامنے پیش کرنا ہے اور چونکہ سیرت حسین ہے، سیرت جاذب نظر ہے، سیرت دلربا ہے دلوں کو لوٹ لینے والی سیرت ہے اس لئے اس سیرت کے ذریعہ جرمن قوم اسلام کو بہت زیادہ تیزی کے ساتھ قبول کر سکتی ہے۔ مجھے اس قوم سے بہت بلند توقعات وابستہ ہیں، میں نے یورپ کی قوموں میں بہت سفر کیا ہے اور بڑے غور سے ان کا مطالعہ کیا ہے، شمالی یورپ کا مزاج اور ہے جنوبی یورپ کا اور ہے، انگریزوں کا اور ہے، جرمنوں کا اور ہے، فرانسیسیوں کا اور ہے، ہر قوم میں خوبیاں ہیں، ہر قوم نفسیاتی لحاظ سے مختلف سفر کر رہی ہے، انگریزی قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ بہت بلندی سے گرتے گرتے آخر آہستہ آہستہ اس مقام پر پہنچ گئی ہے جہاں کہ احساس کمتری بھی پیدا ہونا شروع ہو چکا ہے۔ یعنی عظمت کا ماضی اور حال کی بے بسی ایسی کہ یورپ کی جن قوموں پر فتح پائی تھی وہی آج ان سے زیادہ قوی اور مضبوط تر ہو چکی ہیں۔ اس کی وجہ سے نفسیاتی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان بیماریوں کے بڑھنے سے پہلے پہلے اگر جماعت نے ان میں نفوذ کر لیا تو یقیناً فائدہ ہوگا ورنہ یہ نفسیاتی بیماریاں خود اسلام کی راہ میں روک بن جائیں گی۔

جرمن قوم گر کر اٹھ رہی ہے اور نئی بلندیوں کی طرف سفر کر رہی ہے یہاں تک کہ وہ ماضی کے بھیانک خواب بھی جاگنے شروع ہو گئے ہیں جن خوابوں نے تمام دنیا میں تباہی مچادی تھی۔ وہ نازی ازم جو آج سے دس سال پہلے جرمن قوم سن بھی نہیں سکتی تھی اور اس کے نام سے گھبراتی تھی آج مختلف شکلوں میں مختلف پارٹیوں کے پروگراموں کی صورت میں دوبارہ نئی زندگی پانے لگ گیا ہے۔ یہ اٹھتی ہوئی قوم ہے اس اٹھتی ہوئی قوم کو آپ نے اس کے اونچا ہونے سے پہلے پکڑنا ہے۔ ورنہ پھر یہ تکبرات کا شکار ہو جائے گی۔ ابھی اتنی اونچی نہیں ہوئی کہ آپ کی حد سے اونچے نکل چکے ہوں ابھی ان میں انکسار موجود ہے، ابھی ان کی بھاری اکثریت اپنے ماضی کے تصورات سے گھبرا رہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر جو ماضی کی تاریخ میں جو بعض بھیانک باب ہیں انہی ابواب کے اندر، اس قوم کیلئے ایک روشنی کا بھی پیغام ہے، نازی ازم اپنی ذات میں کیسا ہی بھیانک کیوں نہ ہو دراصل اس قوم نے نازی ازم کی خاطر قربانیاں نہیں دیں بلکہ اس قوم نے قومیت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس پیغام کیلئے قربانیاں دی ہیں جو انکی لیڈرشپ نے انکے سامنے پیش کیا تھا۔ یہ پیغام اگر بدل بھی جائے تو اس کیلئے بھی یہ قوم اسی طرح قربانیاں دے گی۔ اس قوم میں اطاعت کی ایک ایسی روح ہے جو یورپ کی کسی اور قوم میں ایسی نہیں بلکہ دنیا کی قوموں میں اطاعت کے لحاظ سے یہ قوم ایک نمونہ ہے، ایک نظام کو جب یہ قبول کر لیتے ہیں تو کامل سنجیدگی کے ساتھ کامل اطاعت کی روح

کے ساتھ اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس لیئے اسلام کی خدمت کیلئے عظیم الشان اس قوم میں قوت کے پہاڑ مدفون ہیں۔ یہ درست ہے کہ ماضی کی تاریخ میں دو بار پہلے یہ قوت کے پہاڑ جوالامکھی بن کر دنیا پر آگ برسانے لگے اور یہ قوت کے پہاڑ دنیا پہ لاوا برسانے لگے اور راکھ برسانے لگے اور بڑے بڑے دور دور تک ان جوالامکھی ہاں ان آتش فشاں پہاڑوں کا لاوا پھیلا ہے۔ اور دنیا کو خاکستر کر گیا ہے۔ یہ درست ہے لیکن وہ قوت ابھی بھی ان میں موجود ہے جس نے بہرحال ابھرنا ہے اور کسی وقت ابھرنا ہے اس قوت کو اسلام کے ذریعے ایک پاکیزہ نفع بخش قوت میں تبدیل کرنا

آپ کا کام ہے

اگر آپ اس قوت کو اسلام کی طاقت سے سیرتِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سے زحمت کی بجائے رحمت کی طاقت میں تبدیل کر دیں گے تو

جرمنی میں یہ طاقت موجود ہے

کہ یہاں سے ایک نئی قسم کا نورافشاں پہاڑ پھوٹ پڑے جو یورپ پر ہی نہیں بلکہ دنیا کے عظیم ممالک پر پھول نچھاور کرے گا اور اسلام کا نور برسانے لگے گا۔ اور یہ اتنی عظیم قوت ہے کہ اگر آپ اس سے استفادہ کریں گے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اسی لیئے جرمن قوم میں مجھے جو بے انتہا حرص ہے بے انتہا اس قوم سے توقعات وابستہ ہیں یہ بے معنی نہیں ہیں۔ میں نے بہت قوموں کے حالات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

اسلام کیلئے یہ قوم عظیم الشّان کردار ادا کر سکتی ہے

اور اسلام کی فتح کے لیئے یہ قوم ایسے عظیم الشان نئے باب کھول سکتی ہے نئے رستے متعین کر سکتی ہے کہ ان عظیم شاہراہوں پر چلتے ہوئے اسلام تمام دنیا پر غالب آسکتا ہے

پس آج کی دعا میں کیونکہ جہاں تک میرا اندازہ تھا مجھے تو باتیں کرتے ہوئے پتہ نہیں چلا وقت کا لیکن آپ شائد بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہوں وقت زیادہ ہو چکا ہے اور اب میں دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور دعا کے بعد ہم انشاء اللہ اس جلسے کی کاروائی کو ختم کریں گے۔

دعا کی تحریک میں سب سے پہلے میں اسی بات کی تحریک کرتا ہوں کہ آپ یہ دعا کریں کہ اس عظیم قوم نے جو آپ کی میزبانی کی ہے اس میزبانی کے دوران آپکو کچھ شکوے بھی پیدا ہوئے ہوں گے بعض لوگوں نے تھوڑدلی کا بھی مظاہرہ کیا ہوگا بعض لوگوں نے آپ کو بھیک منگوں کے طور پر بھی دیکھا ہوگا اور تحقیر کا سلوک بھی کیا ہوگا لیکن ان سب باتوں کے باوجود ایک شریف النفس مسلمان کو جسکو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے شکریے کی حقیقت سمجھائی ہے اور شکر کا حق ادا کرنا سکھایا ہے ہرگز اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اس قوم نے اس وقت آپ کو قبول کیا جبکہ دنیا کے دوسرے ممالک نے اپنے دروازے آپ پر بند کر دیے تھے اور خود آپ کا ملک بھی آپ کو قبول کرنے سے انکار کر چکا تھا یہ ایک ایسا احسان ہے جس کو بھلانا ایک نہایت ذلیل قسم کی احسان فراموشی ہوگی۔ اسی لیئے یہ بھی دیکھیں جہاں بعض لوگوں نے آپ سے کچھ سختیاں بھی کی ہوں گی وہاں بعض لوگوں نے بڑے بڑے حوصلے کے ثبوت بھی دیے ہیں آپ سے بڑی محبت بھی کی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کثرت کے ساتھ ایسے جرمن ہمسائے موجود ہیں جو احمدی مہاجرین سے نہایت پیار اور محبت، شفقت کا سلوک کرتے ہیں ایسی کونسلز موجود ہیں جو ہر قسم کی رعائتیں ان کو دیتی ہیں اور ان کے جذبات کا خیال رکھتی ہیں۔ پس

بحیثیت قوم آپنے ان کا شکریہ ادا کرنا ہے

اور یہ شکریہ سب سے زیادہ دعاؤں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ دعاؤں کے ذریعے عظیم الشان کام سرانجام ہوتے ہیں یہی فرق ہے احمدیت اور غیر احمدیت میں۔ ان کے ہاں دعا کا مضمون آپ کو ملتا ہی نہیں محض اسی وقت ان کو دعا سوجھتی ہے جب کہ ٹیلی وژن کے کیمرے ان کی تصویریں کھینچ رہے ہوں اور کوئی بڑی دنیا کی ہستیاں اکٹھی ہوئی ہوں اور وہ دعا کروا رہی ہوں۔ کیا دعا کرتے ہیں اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ایسی رسمی چیز ہے جو نظر آتی ہے، چہروں سے جس میں کوئی حقیقت نہیں لیکن

احمدی دعا جانتا ہے

احمدی کو اس زمانے کے امام نے دعا کے گر سکھائے ہیں۔ ایک یورپ کے یعنی سویڈن کے ایک احمدی نے اپنے تاثرات لکھے مجھے کہ مجھ پر ساری زندگی میں سب سے زیادہ اثر کس بات کا ہوا ہے تو اس میں اس خاتون نے یہ لکھا کہ ساری زندگی میں اس سے زیادہ اثر مجھ پر کسی چیز کا نہیں ہوا کہ جب میں ربوہ گئی اور جلسے میں شمولیت کی اور آخری دعا میں جو سوز و گداز تھا جو لہریں درد کی اٹھ رہی تھیں ایسا اضطراب تھا ایسی بے قراری تھی ایک سمندر تھا انسانوں کا جو خدا کے حضور درد سے کراہ رہا تھا وہ لکھتی ہیں کہ کبھی مجھے دنیا میں کبھی میوزک نے کسی آواز نے اس قدر گہرا متاثر نہیں کیا کہ میرا سارا وجود اس آواز کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر دعا میں مرتعش ہو گیا ہو۔ یہ دعا ہے جو آپ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ جو دنیا کو پیش کر سکتے ہیں آج بھی جس طرح احمدی مساجد میں گریہ وزاری ہوتی ہے، اور خدا کے حضور رویا جاتا ہے اس کی کوئی مثال آپ کو دنیا کی دوسری مساجد میں دکھائی نہیں دے گی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکریے کا حق ادا کرو تو بہتر چیز پیش کرو اور آپکے پاس سب سے بڑا تحفہ دعا کا تحفہ ہے پس دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ان خطرات سے بچائے جو بدقسمتی سے خود ان کے حالیہ کردار نے ان کے سامنے پیدا کر دیے ہیں ان کے معاشرے میں بے چینی پھیل چکی ہے۔ بے اطمینانی کے مزید سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ جرمن قوم کو بعض تقسیم کرنے والوں نے دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے آج اگر جنگ ہو تو جرمن کو جرمن

سے خطرہ ہے۔ یہ حقیقی خطرہ ہے کہ جرمن جرمن کا خون بہائے گا اور سیاسی لحاظ سے بھی بے چینیاں ہیں اور دیگر اخلاقی بیماریاں ایسی پیدا ہورہی ہیں۔ گھروں کے نظام بگڑ رہے ہیں۔ خاندانوں کی آپس کی محبتیں مٹ رہی ہیں اور بھائی بھائی سے جدا ہو رہا ہے، بیوی خاوند سے جدا ہو رہی ہے بظاہر یہ قوم خوشحال نظر آتی ہے دنیا کے لحاظ سے ترقی یافتہ نظر آتی ہے کاروں کی بہتات ہے دنیا کے دیگر ملکوں کو بھی کاروں سے انہوں نے بھر دیا ہے لیکن دلوں میں بے چینی ہے یہ میں جان رہا ہوں مجھے محسوس ہو رہا ہے دلوں کا اضطراب مجھے پہنچ رہا ہے مجھے علم ہے کہ ایسا ہے اس لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے اضطراب کو دور فرمائے ان کیلئے تسکین اور بخشش کے سامان فرمائے۔ ان کو ان خطرات سے بھی بچائے جو خود ان کے اعمال ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور ان خطرات سے بچائے جو غیر قوموں کے منصوبے ان کے لیے آئندہ مستقبل میں گھڑ کر تیار کر رہے ہیں جیسے ٹڈی دل بعض ایسی سلطنوں، ایسے ملکوں میں تیار ہوتے ہیں جہاں آپ کی نظر نہیں پہنچتی۔ اسی طرح اس بدقسمت دنیا میں انسانوں کے لیے بھی بعض خطرات دیگر ملکوں میں پلتے ہیں اور سرزمینوں میں پرورش پا رہے ہیں جب وہ آزاد ہوں گے تو وہ ٹڈی دل کی طرح ان پر حملہ کریں گے اس لیے سب سے پہلا آپ کا فرض ہے کہ ان کے لیے دعا کریں اور ساتھ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو انسانیت پر رحم کرنے والا، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر ان کے لیے زحمت نہیں بلکہ رحمت کا پیغام بن کر دنیا میں پھیلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور

اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے ہوں

کیونکہ اسلام کا جھنڈا یہ قوم بلند کرے گی تو ان کے سر ہمیشہ کیلئے بلند ہو جائیں گے اور دنیا کی کوئی قوم ان سروں کو پھر نیچا نہیں کر سکے گی۔ پھر اپنے لیے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کو آج کے وقت کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم کمزور ہیں ہمارے ارادے بلند ہیں ہماری نیتیں اچھی بھی ہوں تو ہماری ناطاقتیاں آڑے آ جاتی ہیں۔ اور ہماری راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ ہم نیک بننا چاہتے ہیں بن نہیں سکتے۔ آج ارادہ کرتے ہیں کل ٹوٹ جاتا ہے۔ دل میں بے چینی ہوتی ہے اور پھر ارادہ باندھتے ہیں پھر ٹوٹ جاتا ہے یہ انسان ہے اور اس کمزوری کو نظر انداز کر کے آپ نفس پر فتح نہیں پا سکتے۔ یاد رکھیں! آپکے نفس پر فتح بھی آپ کو

دعا کی طاقت

سے نصیب ہوگی۔ یہ دعا ہی ہے جو آپ کی کایا پلٹے گی۔ آپ کے اندر روحانی انقلاب برپا کرے گی اور وہی دعا اس قوم کے کام بھی آئے گی جو پہلے آپکے کام آ رہی ہے اگر آپنے اس قوم کیلئے دعا کی اور اپنے آپ کو دعا سے بھلا دیا اور اپنے نفس میں دعا کی طاقت سے پاک تبدیلی پیدا نہ کی تو اس قوم کے حق میں آپ کی دعائیں نہیں قبول ہوں گی۔ پس سچائی کا مظاہرہ کریں اور اپنے لیے بھی دردناک دعائیں کریں اور خدا سے مدد مانگتے رہیں وہ آپ کی کمزوریوں کو دور فرمائے اور یہ دعائیں کریں کہ آپ کو آپ کی کمزوریاں دکھانا شروع کر دے کیونکہ بدقسمتی سے ہم سے اکثر انسان ایسے ہیں جو اپنی کمزوریوں سے غفلت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خاوند بیوی سے لڑ رہا ہے اور مسلسل یہ کہتا چلا جا رہا ہے کہ تیرا قصور ہے تو بدبخت ہے تو منحوس ہے جب سے آئی ہے یہ کام ہو گیا ہے یہ مصیبت گھر میں پڑ گئی اور نہیں جانتا کہ اس کا نفس کس طرح کمزوریوں سے کھایا گیا ہے جس طرح کوڑھ سے بدن کھایا جاتا ہے اس طرح بعض مرد ہوتے ہیں ان کے اندر ہر قسم کی گندگی ہر قسم کی کمزوری ہر قسم کا ظلم موجود ہوتا ہے وہ ہمیشہ اپنی بیوی کی کمزوریاں دیکھتے رہتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ان کے بدن کا ایک ایک عضو دکھ رہا ہے نظر ہی نہیں آ رہا ہوتا ان کو سمجھانے کی کوشش کرو تو کہتے ہیں نہیں جی اس کا قصور ہے اور اسی طرح بعض بیویوں کا حال ہوا کرتا ہے۔ لیکن بالعموم میں نے دیکھا ہے زیادہ تر اس معاملے میں مردوں کا قصور ہوتا ہے اور یہ قصور صرف آپکے ساتھ خاص نہیں ہے یورپ میں بھی بڑی کثرت سے ہے، انگلستان میں بھی بڑی کثرت سے ہے، جرمنی کے حالات میں تفصیل سے نہیں جانتا مگر انگلستان میں جو پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ ٹیلی وژن وغیرہ پر اس سے پتہ چلتا ہے۔ مرد عموماً بظاہر تہذیب کے دعوی کر رہے ہیں لیکن دن بدن زیادہ ظالم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اپنی بیویوں کو بعض دفعہ ایسی شدت کے ساتھ ایسے ظلم کے ساتھ مارتے ہیں کہ بعض بیویاں ان دکھوں کی تاب نہ لا کر مر جاتی ہیں۔ بعضوں کے سر وہ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر پھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے دلوں کی بدبختیاں وہ ان کو دکھائی نہیں دیتیں۔ وہ سمجھتے ہیں بیوی کا قصور ہے۔ اس نے ہمیں تنگ کیا ہے

اپنے دل کی آنکھ روشن نہیں ہو سکتی جب تک دعا مدد نہ کرے

دعا کے ذریعے آنکھ تو مانگیں پہلے، ورنہ کیا دعا مانگیں گے، ورنہ یہی دعا مانگیں گے نا کہ ساری دنیا مجھ پہ ظلم کر رہی ہے، میری بیوی بیہودہ، میری بہنیں خراب، میرا بھائی گندہ، میرے دوست دشمن، اے اللہ، ان سب کو ٹھیک کر اور اپنا پتہ ہی نہیں لگے گا کہ میں کیا ہوں۔ تو دل کی آنکھ مانگیں خدا سے سب سے پہلے، اگر دل کی آنکھ مل گئی تو دعا کی ساری راہیں آپ پر روشن ہو جائیں گی۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ کن غفلتوں سے آپ کی آنکھیں بند تھیں اور کیا دعائیں مانگنی چاہیئے تھیں، اس لیے دعا کے ذریعہ اس قوم کی بھی مدد کریں۔ وہاں آپ کو دکھائی دے رہی ہیں ان کی کمزوریاں یہاں آپ کو اپنی کمزوریاں دکھائی نہیں دے رہیں۔ اس لیے میں نے کہا اپنے لیے آنکھ کی دعا مانگیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے لیے سچی اور صحیح دعا مانگنے کی توفیق ملے گی۔ اور اس کی مدد سے آپکے اندر دن بدن پاک تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہو جائیں گی۔ پھر جرمن جماعت کے لیے بحیثیت جماعت دعا کریں۔ جو لوگ خدمت دین کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دکھاوے سے پاک کرے اور نام ناموس کی خاطر وہ دین کی خدمت کرنے والے نہ ہوں

بلکہ خاص محبت اور اخلاص کے ساتھ خدمت کرنے والے ہوں۔ ان لوگوں کے لیئے دعا کریں۔ جو افسروں کی آواز سنتے ہیں اور ان کے دل میں ایک بغاوت پیدا ہوتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم پر افسری دکھا رہا ہے۔ ہم نظام کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ احمدیت کیلئے ضروری نہیں ہے کہ ہم اس نظام کے سامنے جھکیں جس میں فلاں شخص علم میں مجھ سے کم ہے۔ ایسے خیالات خود بخود شیطان پیدا کرتا جاتا ہے، اور انسان سمجھتا ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہوا اس کے نتیجے میں حالانکہ یہ خیالات زخم بن جاتے ہیں دل کے اور وہ زخم ناسور بن جایا کرتے ہیں۔ انسان کی روحانیت تباہ ہو جاتی ہے وہی سچی تعلیم ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے جس کا سر منقّی کے دانے کے برابر ہو۔ عربوں کیلئے یہ تین چیزیں بڑی قابلِ نفرت تھیں۔ ایک غلامی، دوسرے حبشی ہونا تیسرے چھوٹا سر یعنی بے وقوف ہونا۔ یہ تینوں چیزیں ان کے نزدیک سرداری کی نفی کرنے کی لیئے کافی تھیں، دیکھئے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نبض شناس تھے۔ کیسا فصیح و بلیغ کلام تھا۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم پر کوئی امیر مقرر کیا گیا ہو جو حبشی ہو اور غلام ہو اور اس کا سر منقّی کے دانے کے برابر ہو تب بھی اس کی اطاعت کرو۔

یہ ہے سچّی اطاعت

اور پھر فرمایا:

من عصیٰ امیری فقد عصٰنیؕ ومن عصانی
فقد عصی اللّٰہ

جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی ہے اس نے خدا کی نافرمانی کی ہے۔ اسلیئے چھوٹے چھوٹے غریب عہدیدار بے چارے جو علم اور مرتبے میں بظاہر آپ سے کم ہیں مگر محض خدا کی خاطر انہوں نے ذمہ داریاں قبول کیں ہیں اور بوجھ اٹھائے ہیں۔ ان کے بوجھ بٹائیں۔ ان کے ساتھ تعاون کریں۔ ان پر رحم کریں۔

ادب اور محبت و پیار کا سلوک کریں

ان کی غلطیاں دیکھیں تو جہاں تک آپ بخش سکتے ہیں بخشیں۔ اور اگر آپ کو بخشنے کا حوصلہ نہیں ہے تو ان کو پیار و محبت سے سمجھائیں کہ بھائی آئندہ ایسی غلطیاں نہ کیا کرو اور اگر پھر بھی نہیں سمجھتے تو نظام کی معرفت ان کے وسیلے سے آپ بالا افسروں کو بتائیں کہ اس معاملہ میں ہم آپ کی مدد چاہتے ہیں۔ یہ عہدیدار ہے اور یہ غلطیاں کر رہا ہے۔ اس کا برا اثر جماعت پر پڑ رہا ہے۔ لیکن

پروپیگنڈہ نہ کریں

ان کے وقار کو اپنے ماحول میں ٹھیس نہ لگائیں۔ ایسی دانشوروں کی مجلس نہ لگائیں جو اپنے آپ کو نظام سے بالا ہو کر تنقید کرنے کیلئے چھوٹے چھوٹے مینار بنا لیا کرتی ہے اور میناروں میں بیٹھ کر وہ کہتے ہیں دیکھو جی یہ یوں ہو رہا ہے، یہ یوں ہو رہا ہے، یہ یوں ہو رہا ہے۔ یہ بے وقوفیاں ہیں، محض دانشوریاں نہیں ہیں۔ اسلام کے تقویٰ کی روح کے مخالف باتیں ہیں۔ پس یہ بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کے عہدیداروں کو خدمت کی توفیق عطا فرمائے، ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان کے ساتھ سچا تعاون اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی خاطر کریں اور اس کے نتیجے میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کا عطیہ پائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا وسیلہ آج بھی آپ کو مل سکتا ہے۔

ان معنوں میں وہ زندہ رسول ہیں کہ آج جب آپ ان پہ درود بھیجتے ہیں تو اگر وہ سچا اور مخلصانہ درود ہے تو حضور اکرمؐ خود فرماتے ہیں کہ اس کا تحفہ اگلی دنیا میں آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وجود تھے اور آج بھی ہیں کہ جن کو جب کوئی تحفہ ملتا تھا اور ملتا ہے ہمیشہ اس سے بڑھکر وہ عطا کیا کرتے تھے اور عطا کرتے ہیں پس آپؐ کا فیض آج بھی آپکو پہنچے گا اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اطاعت کریں گے اور خدا کی محبت میں اطاعت کریں گے (نعرے) پھر حضور نے فرمایا کہ

جن دعاؤں کی میں تحریک کر رہا ہوں ساتھ ساتھ وہ دعائیں کرتے رہیں کیونکہ دعا کے وقت اتنا وقت نہیں ملے گا اور نہ شائد آپ کو یاد رہے اس ترتیب سے، اس لیئے آپ یہ ساری دعائیں دل میں ساتھ ساتھ دہراتے جائیں اور پھر اجتماعی طور پر یہ عرض خدا سے کریں کہ وہ دعا جن کی تحریک کی گئی ہے، جو ہم ساتھ ساتھ بڑی محبت سے مانگتے رہے ہیں ان سب کو قبول فرما۔

دین کی خدمت کرنے والے جہاں جس حیثیت میں بھی ہیں یہاں کے عہدیدار ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے اور خصوصیت سے واقفین زندگی جنہوں نے اپنی جان کے سودے خدا کی خاطر پیش کر دیئے اور اپنی گردنیں خدا کے حضور جھکائیں لیکن بظاہر نظام کے ہاتھ میں پکڑا دیں اور یہ آسان کام نہیں ہے کیونکہ براہِ راست خدا کی اطاعت آسان ہے لیکن بندے کی معرفت خدا کی معرفت مشکل کام ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات انسان اپنی لاعلمی میں ایسے فیصلے کر لیتا ہے اور ایسے فیصلے ٹھونس دیتا ہے ان لوگوں پر جن کو بے بسی ہے چونکہ خدا کے نام پر اپنی جانیں پیش کر چکے ہیں وہ انکار کر ہی نہیں سکتے بے چارے۔ اس لیئے بڑی مشکل ہے وقف میں، اور میں آپ کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں

وقف آسان کام نہیں ہے

وہ لوگ جو اپنے بچے وقف کر رہے ہیں ان کے لیئے بھی دعائیں کریں صرف موجودہ واقفین کیلئے نہیں کہ خدا ان کو وقف کے تقاضے پورے کرنیکی توفیق عطا فرمائے

ان کی مشکلات ان کے لیئے آسان کر دے۔ خدا کے نام پر جو کڑوے گھونٹ ان کو پلائے جائیں وہ خدا کے فضل سے شہد بن کر ان کے حلق میں داخل ہوں۔ اور ان کے دلوں کو ان کی خوشبو معطر کر دے اور تمام ان کارکنان سلسلہ کیلئے دعا کریں جو پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ بڑی مشکل میں اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان کے لیئے ایک ایسی مصیبت کے شاخسانے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں کہ زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ الفضل کی اشاعت میں آپ نے کون سی ایسی بات دیکھی ہے جو کسی پہلو سے بھی کسی کیلئے دل آزاری کا موجب ہو۔ لیکن مسلسل بار بار الفضل کے کارکنوں پر مقدمے بنتے چلے جا رہے ہیں۔

عزیز احمد صاحب ایک ہیں الفضل کے ناشر

وہ بارہا قید کیئے جا چکے ہیں آئے دن ان پر مقدمے بن جاتے ہیں۔ تم نے فلاں بات لکھی دل آزاری ہو گئی۔ اللہ کا نام لکھ دیا دل آزاری ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج دیا دل آزاری ہو گئی۔ السلام علیکم لکھ دیا دل آزاری ہو گئی۔ عجیب دل ہیں مسلمانوں کے یعنی مسلمان کہلانے والوں کے کہ اس بات پر آگ لگ جاتی ہے کہ کوئی شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کر رہا ہے، وہ کہتا ہے اللہ ایک ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں وہ کہتا ہے محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اس پر دل آزاری ہوتی ہے

اور اس پر مقدمے بنائے جاتے ہیں گلیوں میں گھسیٹا جاتا ہے اور زبان طعن دراز کی جاتی ہے اور پتھر مارے جاتے ہیں اور چاقو چلائے جاتے ہیں اور زخمی کیا جاتا ہے ہر طرح زد و کوب کیا جاتا ہے۔ آج پاکستان کے احمدیوں اور کارکنوں پر یہ حالات گذر رہے ہیں، اس لیئے آپ کیسی دین سے محبت رکھنے والے ہوں گے اگر درد دل سے ان کیلئے دعائیں نہ کریں۔ وہ جو خدا کی راہ میں جیلوں میں ڈالے گئے۔ جو خدا کی راہ میں گلیوں میں گھسیٹے گئے جن کے سینوں میں خنجر گھونپے گئے جن کو بر سر عام قتل کیا گیا۔ اور کسی انسان نے ان کی حمایت میں آواز نہیں اٹھائی۔ آپ بھی ان کی حمایت میں آواز نہیں اٹھا سکتے لیکن دعا کی آواز بلند کر سکتے ہیں

ایسی دعا کی آواز بلند کریں

کہ آسمان کے کنگرے بھی اس سے ہل جائیں اور عرش پر ایک کہرام مچ جائے اور خدا کے فرشتے نازل ہوں اور اس کی تقدیر جس کے ہم دیر سے منتظر بیٹھے ہیں اور بڑی شان اور شوکت اور ہیبت کے ساتھ اس ملک پر نازل ہو۔ اس لیئے سب سے زیادہ آپ کو میں ان کے لیئے دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں۔ تمام بنی نوع انسان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، تمام عالم اسلام کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کو لیڈر شپ اس طرح کی ملی ہوئی ہے جیسے سوتیلی اور ظالم مائیں بچوں پر نگران مقرر کر دی گئی ہوں۔ یہاں گذشتہ سال ایک عرب نے مجھے اپنی ایک خواب سنائی اور حیرت انگیز طور پر وہی منظر کھینچ رہی تھی کہ لیڈر ہیں لیکن ظالم ہیں اور سفاک ہیں اور اسلام کی ہمدردی میں فیصلے نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کی بڑھائی میں فیصلے کر رہے ہیں اور شیطان سے روح پا رہے ہیں خدا سے روح پانے کی بجائے۔ وہ اب بھی مجھے ملے تھے اور انہوں نے یاد کروایا کہ یاد ہے میں نے خواب سنائی تھی میں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے اور اس عرصے میں میں نے اس کو پورا ہوتے بھی دیکھا ہے بار بار۔ تو عالم اسلام کو اس غلط لیڈر شپ سے بچانے کی کوشش کریں جس کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ سو سال پہلے خبر دی گئی تھی اور وہ بڑی وضاحت سے آج ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ اسلام کا یہ حال ہو جائے گا، اسلام کا وہ حال ہو جائے گا، اسلام اِس مصیبت میں مبتلا ہو گا اُس مصیبت میں مبتلا ہو گا۔ پھر فرمایا کہ اس وقت عوام الناس بے چارے اپنے علماء کی طرف جائیں گے کہ شائد وہ ان کو بچا لیں اور وہ ان کی ہدایت کا موجب بن جائیں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں

وہ دیکھیں گے کہ وہ انسان نہیں بلکہ سور اور بندر ہیں یعنی یہ دین کے متعلق دینی علماء کے متعلق کسی آج کے انسان کا کلام نہیں، کسی غیر کا کلام نہیں، اسلام کے بانی حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ پس دعا کریں کہ مسلمانوں کی لیڈر شپ ان انسانوں کے سپرد ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والے ہوں، اسلام سے سچی محبت کرنے والے ہوں۔ جو خلق محمدی کے زیور سے آراستہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو بد راہوں سے بچائے اور بے وجہ قربانی کا بکرا بننے سے بچائے۔ مسلمان عوام الناس کثرت کے ساتھ اسلام کیلئے قربانیاں دینے کا جوش رکھتے ہیں اور بارہا ان کو جنگوں کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے بھیڑ بکریوں کی طرح ان کی گردنوں پر چھریاں چلائی جاتی ہیں۔ لکھو کھہا عراقی گذشتہ عراق ایران جنگ میں اسلام کے نام پر مارے گئے ہیں اور لکھو کھہا ایرانی گذشتہ عراق ایران جنگ میں اسلام کے نام پر مارے گئے ہیں۔

کیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے نتیجے میں

ایسا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اگر ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کرے گا تو خدا اس کو معاف نہیں کرے گا یہاں تک کہ اس کو زندگی میں شدید توبہ کی توفیق نہ ملے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے۔ جہنم کے سوا اس کا کوئی پھل نہیں اور یہاں چند لیڈر لکھو کھہا مسلمانوں کے قتل عام کے (باقی صفحہ 52 پر دیکھئے)

تازہ منظوم کلام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

صد سالہ جشن تشکّر کے موقعہ پر

ہم آن ملیں گے متوالو! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی اور پیاس بجھے گی برسوں کی

تم دُور دُور کے دیسوں سے جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے لد جائیں گے
موسم بدلیں گے رُت آئے گی، ساجن پیار کے درسوں کی

میرے بھولے بھالے حبیب مجھے لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں؟
کیا ایک اُنہی کو دُکھ دیتی ہے جُدائی لمبے عرصوں کی

یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی، تم دیکھو گے
ہم آئیں گے، جھوٹی نکلے گی۔ لاف خدا نا ترسوں کی

دُور ہوگی کلفت عرصوں کی اور پیاس بجھے گی برسوں کی
ہم گیت مِلن کے گائیں گے پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

ناصر باغ گروس گیراؤ میں

احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا عظیم الشان تاریخی جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کے چودہویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطابات اور مجلس عرفان

سات ہزار سے زائد افراد کی شمولیت، مختلف قومیتوں کے ۲۵ افراد کا قبول احمدیت

۱۵ ممالک کے نمائندگان کی شرکت، نمائش کا خصوصی اہتمام، فلک بوس نعرہ ہائے تکبیر

ٹیلی وژن پر جلسہ اور تبلیغی و تصویری نمائش کی خبر اور جھلکیاں

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کا ۱۴واں جلسہ سالانہ ۱۲ مئی ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک دعاؤں اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز افتتاحی خطاب اور پرسوز اجتماعی دعا سے شروع ہوکر ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء کی شام کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوکر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جشن تشکر کے سال کے اس عظیم الشان جلسہ کی سب سے بڑی خصوصیت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مغربی جرمنی تشریف آوری اور جلسہ میں شمولیت اور روح پرور خطابات تھے جو اس جلسہ کی روحِ رواں تھے۔

جلسہ سالانہ کی غیر معمولی حاضری

یہ جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے گذشتہ تمام جلسہ ہائے سالانہ سے حاضری کے لحاظ سے بڑھ کر تھا۔ امسال سات ہزار سے زائد افراد نے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ جن میں مغربی جرمنی کے علاوہ پاکستان، انگلستان، بیلجئم، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، سپین، مصر، غانا، نائیجیریا، مراکش، سعودی عرب، ابوظہبی سے بھی نمائندگی کرنے والے افراد شامل ہیں۔

۱۴ویں جلسہ سالانہ کی مزید خصوصیات

خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری میں غیر معمولی اضافہ کے علاوہ مغربی جرمنی کا یہ جلسہ سالانہ مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل تھا۔

۱۔ اس بار حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے علاوہ حاضرین کو تین ۳ خطابات سے نوازا جن میں دو ۲ خطابات مردانہ جلسہ گاہ میں اور ایک زنانہ جلسہ گاہ میں خطاب تھا۔

۲۔ علاوہ ازیں حضور پرنور نے ازراہِ شفقت جرمن احباب کے ساتھ نشست سوال و جواب منعقد کی جس کے بعض حصے اور تصویری اور کتب کی نمائش کی جھلکیاں مقامی ٹیلی وژن پر بھی اسی روز دکھائی گئیں۔

۳۔ اس جلسہ میں دنیا کے پندرہ مختلف ممالک سے ۱۶۵ احباب جماعت نے شمولیت کی۔ اس مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ۳۵۰ جرمن مہمانوں نے شرکت کی۔

۴۔ جوبلی جلسہ کے موقعہ پر ایک خوبصورت تصویری اور کتب کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

۵۔ جلسہ کے بابرکت موقعہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۵ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

۶۔ جلسہ کی تمام تقاریر کا جرمن اور انگریزی رواں ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔

۷۔ گروس گراؤ انتظامیہ کے دو نمائندگان اور مغربی جرمنی میں کینیا کے سفیر نے بھی جلسہ میں شمولیت کی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری

جوبلی جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء کی تیاری کا کام ۱۹۸۸ء کے جلسہ سالانہ کے اختتام کے ایک ہفتہ بعد ہی شروع کر دیا گیا تھا۔ اس ضمن میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی زیر نگرانی ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب نے بطور افسر جلسہ سالانہ اپنے نائبین مکرم اسمٰعیل صاحب نوری اور مکرم چوہدری سعید الدین کی معاونت سے جلسہ کے تمام انتظامات کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیا۔ ہر تین ماہ بعد باقاعدگی سے جلسہ سالانہ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوتا رہا۔ جنوری ۱۹۸۹ء سے اس کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے بلایا جاتا رہا۔ مکرم امیر صاحب ملک اور مکرم محترم مشنری انچارج الحاج مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم صاحب بھی وقتاً فوقتاً مفید مشوروں اور مناسب ہدایات سے نوازتے رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

وقار عمل

مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ کی تیاری کا کام ایک لمبا عرصہ قبل شروع کر دیا گیا تھا۔ جلسہ کے انعقاد سے دو ماہ قبل روزانہ متواتر وقار عمل جاری رہا۔ جلسہ سے ایک روز قبل بھی وقار عمل جاری تھا اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ شروع ہونے سے قبل تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے جلسہ سالانہ سے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

افتتاحی خطاب

دوسری صدی میں جماعت احمدیہ ساری دنیا پر غلبہ پا لے گی

★ جرمنی میں جماعت احمدیہ ایک سو مساجد تعمیر کرے ★ جرمنی کی جماعت مجھے اب اور زیادہ پیاری ہوتی جا رہی ہے

۱۲ مئی ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک

نعروں کی گونج میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ کے پنڈال میں تشریف لائے۔ ٹھیک چار بجکر ۶ منٹ پر اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم مقصود الحق صاحب نے کی۔ اس کے بعد محمد الیاس صاحب نے نہایت خوش الحانی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔

پھر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ:

"جماعت احمدیہ لاہور نے اگلی صدی کی مبارکباد اور نشانی کے طور پر ایک پلیٹ بنا کر امیر صاحب کی معرفت بھجوائی ہے"۔ جو امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور نے حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔

اس کے بعد حضور نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا جب سے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا آغاز ہوا ہے بلکہ اس سے بھی پہلے جوں جوں یہ صدی قریب آرہی ہے جماعت احمدیہ جرمنی مجھے خصوصیت سے یاد آتی رہی۔ بہرحال پاکستان کو، ربوہ کو اسی طرح ہندوستان کو

اور قادیان کو کچھ ایسی اولیت حاصل ہے جو آئندہ کبھی ان سے کوئی چھین نہیں سکے گا۔

حضور نے فرمایا ان دو اولیتوں کے بعد میرے سامنے یہ سوال تھا کہ اس عظیم الشان صدی کے آغاز پر کس جلسہ میں کہاں شمولیت کروں؟ حضور صیت کے ساتھ ۲۳ مارچ کے دن کے متعلق مجھے فیصلہ کرنا تھا۔ اہل انگلستان نے جس طرح انصار ہونے کا حق ادا کیا ہے، محبت، خلوص اور قربانی کے ساتھ میری ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں میری مدد کی ہے یہ ایسی عظیم الشان تاریخی سعادت ہے جسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اہل جرمنی کی خوبیاں، ان کی قربانیاں ان کا ولولہ سب میری نظر میں تھیں مگر یہ میرے لئے ممکن نہیں تھا کہ انگلستان کا حق چھوڑ کر میں جرمنی آجاتا۔ مگر میں آپ کو بھلا نہیں سکا کیونکہ آپ کی جماعت میں بھی بعض ایسی خوبیاں رکھ دی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں جرمنی کی جماعت مجھے پہلے بھی پیاری تھی اور اب اور بھی زیادہ پیاری ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے گو ۲۳ مارچ کے جلسہ میں تو حاضر نہ ہو سکا مگر اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ آج میں آپ کے اس تاریخی جلسے میں شمولیت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ابھی میں نے جماعت احمدیہ لاہور کی پلیٹ کے متعلق آپکو بتایا تھا کہ یہ نہایت اچھوتا خیال ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے خلفاء کے دستخط اور منارۃ المسیح ہے۔

۱۳ مئی بروز ہفتہ

اجلاس اول : یہ اجلاس مکرم و محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور پاکستان کی زیر صدارت ۱۰ بجے منعقد ہوا۔ کاروائی کا آغاز مکرم سلیم احمد گیلانی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم داؤد احمد صاحب ناصر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "زندگی بخش جام احمد ہے" نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ دوسرے روز کے اجلاس اول کی پہلی تقریر کا موضوع سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھا۔ مکرم و محترم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ سلسلہ نے بڑے دلنشیں انداز میں سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک سیرت کے چند پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد انگلستان جماعت کے نمائندہ نے مختصر تقریر کی جس میں آپ نے حاضرین جلسہ اور جماعت جرمنی کو انگلستان کی جماعت کی طرف سے سلام کا تحفہ پہنچایا۔ ازاں بعد اپنے قبول احمدیت کی مختصر داستان سنائی کہ کیسے ان کی زندگی تبدیل ہوئی۔ آپ نے احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے۔ انہیں داعی الی اللہ بننے کی تلقین کی اور کہا کہ نئی صدی شروع ہو رہی ہے۔ اس موقعہ پر ہمارا یہ فرض ہے کہ اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ آپ کی مختصر تقریر کے بعد مکرم محمد یٰسین صاحب اختر نے خوش الحانی سے حضرت المصلح الموعود رضی کا منظوم کلام سنایا

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم و محترم مبارک احمد صاحب ساقی کی تھی آپ نے "آئندہ نسلوں کی اعلیٰ تربیت، وقت کا اہم تقاضا" کے موضوع پر انگلش اور اردو زبان میں نہایت جامع اور مؤثر خطاب فرمایا۔ آپ نے اس ضمن میں احباب کو ان کی اس عظیم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی کہ قرآن مجید کے مطابق تربیت اولاد کی بنیادی ذمہ داری ماں باپ پر ہے۔ چوں کہ جس معاشرہ میں آج کل ہم یہاں رہ رہے ہیں اس معاشرہ میں خدا کا ذکر سننے کی صورت عام نہیں ہے اور ماحول غیر اسلامی ہے۔ اس لئے یہاں ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔

مکرم مولانا ساقی صاحب کے بعد مکرم محبوب الحق صاحب نمائندہ سوئٹزرلینڈ نے مختصر تقریر کی۔ جس کے بعد مکرم محمد رفیع شاکر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ اسی طرح اسی روز ۱۲ بج کر سات منٹ پر زنانہ جلسہ گاہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب مردانہ جلسہ گاہ ریلے کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مستورات کی طرف خطاب کے بعد وقفہ برائے نماز و طعام ہوا۔

جرمن پروگرام (اجلاس دوم)

وقفہ کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب مغربی جرمنی کی صدارت میں جرمن سیشن کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر گروس گیراؤ کے محکمہ تعمیرات کے انچارج بطور مہمان خصوصی بھی تشریف فرما تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے کی۔ بعد ازاں اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ جس کے

بعد عزیزم بلال داؤد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار اور ان کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

نظم کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب نے موقعہ کی مناسبت سے مختصر خطاب کیا نیز گروس گیراؤ کے محکمہ تعمیرات کے انچارج MR. STUDER جو کہ اس پروگرام کے مہمان خصوصی تھے نے بھی سامعین سے خطاب کیا۔ اس پروگرام کی آخری تقریر مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب کی تھی۔

اس اجلاس میں شمولیت کیلئے غیر ملکی و جرمن مہمان کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے جن میں پارلیمنٹ کے ممبران مغربی جرمنی میں متعین کئی ممالک کے سفیر صاحبان ، مشہور ادیب، مصنفین اور دیگر معزز ہستیوں کے علاوہ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ شام کو لوکل ٹی وی پر اس کی خبر بھی نشر کی گئی۔

اس پروگرام کے بعد مہمانوں کے ساتھ ایک علیحدہ نشست سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شمولیت کی۔

سیرۃ النبیؐ سیشن (اجلاس سوم)

۵ بجے شام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیشن کا آغاز ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام و مشنری انچارج انگلستان نے فرمائی۔ مکرم فلاح الدین خان صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم مجاہد جاوید صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم و محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے "لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" کے موضوع پر جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سیرت النبیؐ کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی جن میں آپ کا دشمنوں سے حسن سلوک ، عفو عزیزوں سے احسان ، شفقت اور محبت کا ذکر ہے۔

آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صفات کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو تلقین فرمائی کہ ان صفات کو اپنی زندگیوں میں داخل کریں۔

آپ کی تقریر کے بعد سویڈن جماعت کے نمائندہ مکرم مشہود الحق صاحب نے احباب سے مختصر خطاب کیا۔ اس اجلاس کے دوسرے مقرر مکرم و محترم مولانا بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ میونخ تھے۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں موجودہ زمانے کے متعلق"۔ فاضل مقرر نے تفصیل سے قرآن و حدیث میں درج اس موجودہ زمانے کے بارہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد مکرم عبد الصبور سلمان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں نمائندہ سپین مکرم فضل الٰہی صاحب نے حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا۔ اجلاس کی آخری تقریر "صحفِ انبیاء میں آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئیاں" کے موضوع پر مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب مبلغ کولون کی تھی۔ جس کے بعد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب خالد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فارسی زبان میں منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پیش کیا۔ جس کے ساتھ سیرت النبیؐ کے اس سیشن کا اختتام ہوا۔

اس کے بعد وقفہ برائے نماز و طعام ہوا۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوستوں کے سوالات کے نہایت مدلل اور جامع جوابات دیے۔

۱۴ مئی بروز اتوار

جشن تشکر کے سال کے تاریخی جلسہ سالانہ کے تیسرے روز اجلاس اول کی کارروائی مکرم زرتشت منیر احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ ناروے کی زیر صدارت شروع ہو

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولانا محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ سٹڈ گارڈ نے "ضرورت زمانہ اور امام مہدی" کے موضوع پر نہایت علمی خطاب فرمایا۔ اجلاس کی دوسری تقریر مکرم محمد شریف صاحب خالد کی تھی۔ موضوع تھا "شجر احمدیت کے صد سالہ شیریں ثمرات"۔

آپ کی تقریر کے بعد مصر جماعت کے نمائندہ نے احباب سے مختصر خطاب کیا۔ بعد ازاں محمد رفیق شاکر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پر شوکت کلام پیش کیا۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مشنری انچارج انگلستان کی تھی۔ آپکی تقریر کا موضوع تھا "اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے"۔ آپ نے اپنے نہایت دلنشیں اور پر اثر خطاب میں خلافت کی برکات کا ذکر فرمایا

(بقیہ صـ 32 پر)

بہار آئی بہار آئی

امتہ الکریم ملک ، برگش گلیڈ باخ

۲۴ ، مارچ ۸۹ء کو فرینکفرٹ میں منعقدہ جوبلی مشاعرہ میں یہ نظم اوّل قرار پائی ہے

چمن میں ہر سو بہار آئی مسرتوں کا پیام آیا
کلی کلی مسکرا اٹھی ہے نگر نگر گل بہ دام آیا

ہوائیں بھی گنگنا رہی ہیں، بہار آئی بہار آئی
ہر احمدی کو ہو صد مبارک کہ سال صد کا پیام آیا

ہزار صد شکر ہے خدایا عطا کئے ہم کو تو نے یہ دن
خوشی سے آنسو چھلک رہے ہیں ہر ایک یاں شاد کام آیا

منائیں خوشیاں کریں چراغاں مگر فرائض کبھی نہ بھولیں
پیام یہ ہم کو پیارے آقا کا دمبدم، گام گام آیا

خبر یہ غیروں کو بس نہیں ہے یہی ہے فرق ان میں اور مجھ میں
یہاں پہ احمدؑ بھی ساتھ آئے جہاں محمدﷺ کا نام آیا

خزائن علموں کے بٹ رہے ہیں مئے معارف بھی لٹ رہی ہے
بڑھا رہے ہیں جو ہاتھ آگے، انہیں کے ہاتھوں میں جام آیا

مگر وہ جن کو خبر نہیں کچھ، کسی بھی شے کی قدر نہیں کچھ
الٰہی ان کو سمجھ عطا کر کہ تو ہی آخر ہے کام آیا

وطن کے پیارو! تمہیں بھلا دیں، یہ بات کب ہم سے ہو سکے گی،
سدا ہو تم پر خدا کا سایہ وہ جس پہ آیا مدام آیا

سمیع و قادر سدا سے سب کی دعائیں سنتا ہے اور سنے گا
یہ بات بس کچھ ہی وقت کی ہے وہ صبح آیا کہ شام آیا

چمن کا ہر گل پکارتا ہے، مجھے پکارو ! مجھے پکارو!
بڑھے چلو احمدی سفیرو تمہارے حصّے یہ کام آیا

وطن! قسم تیری عظمتوں کی ترے یہ سب بے وطن مسافر
تری وفا کا ہی دم بھریں گے جہاں بھی کوئی مقام آیا

خدا کرے ہم نئی صدی کو کچھ اس طرح پاک ہو کے پاویں
پکار اٹھے ہر کوئی یہیں سے سلامتی کا پیام آیا

ع۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

پیرانِ کلیسا بھی مُڑے جانبِ توحید

حضرت عیسیٰؑ سے منسوب خدائی دعوے کی تردید ـــ ایک سو عیسائی علماء کا متفقہ فیصلہ

سان فرانسسکو (امریکہ) — ۱۱ر مارچ ۱۹۸۹ء — یہاں ایک سو دانشوروں نے (جن میں محقق، مذہبی علماء اور مؤرخ شامل ہیں) تین روز تک جاری رہنے والے سیمینار کے بعد اتفاق رائے کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ ـــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نعوذ باللہ خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا اور نہ انہوں نے اپنے اسی جسد خاکی میں اپنی بعثت ثانی کا کوئی وعدہ کیا۔ ـــ نیز دلائل و براہین کے ساتھ ان علماء و فضلاء نے ایسے تمام روایتی عیسائی عقائد کو بے معنی اور مضحکہ خیز قرار دیا۔

انجیل اور توریت کے ان محقق سکالروں نے بڑی وضاحت سے اس امر کا اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی بادشاہت کے سربراہ کی حیثیت سے اپنے وجود کی واپسی ہی کا کبھی وعدہ نہیں کیا۔ یہ بات بھی ان کے بعد ان کے صحیفہ نگاروں اور جریدہ نویسوں نے اپنی طرف سے پیش خبری کے طور پر بڑھا دی ہے۔

اس سیمینار میں اس امر کا اظہار بھی کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زیادہ تر اپنے افکار کو استعاروں، علامتی الفاظ اور اخلاقی کہانیوں کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ جو اس دور کے مبہم پیچیدہ اور غیر اخلاقی اقدار کے حامل قصے کہانیوں کو واضح کر سکتے تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد صحیفہ نویسوں نے مطالب کو سمجھنے کی تگ و دو میں ان کے فرمودات کے اصل معانی ہی تبدیل کر دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک حضرت عیسیٰؑ سے یہ غلط باتیں بدستور منسوب چلی آرہی ہیں۔ اگرچہ ان صحیفہ نگاروں کا منشاء حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ کو سمجھ کر انہیں رائج الوقت نظریات کے مطابق بنا کر پیش کرنا تھا۔

اس سیمینار میں سب علماء نے اقرار کیا کہ آج تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ کو غلط حوالے سے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ تعلیم و تاریخ کے آئینے میں عیسائی حکومت کے باوجود وہی اعلان کیا گیا ہے جو عقل سلیم کے مالک انسانوں کا ہوا کرتا ہے۔" ـــ کیا شاعر نے یہ کہہ کر حقیقت کی ترجمانی نہیں کی تھی کہ ؎

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم!
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

(وقائع نگار خصوصی)

THE ORANGE COUNTY **Register**

MARCH 11, 1989

Jesus did not promise a Second Coming, biblical scholars contend

By Steve Wilstein
The Associated Press

SAN FRANCISCO — A group of biblical scholars overwhelmingly agreed that Jesus Christ never promised to return and usher in a new age and would have been "appalled" about becoming a cult figure in a new religion, the group's founder said Monday.

About 100 scholars, theologians and historians discussed the teachings of the historical Jesus in a three-day seminar through March 5 and agreed that Jesus did not promise a Second Coming in which he would bring a new age as the leader of God's kingdom.

Gospel writers and later followers of Jesus were the ones who predicted a Second Coming of Jesus, most scholars participating in the Jesus Seminar said.

"There does seem to be powerful evidence in the Gospels that Jesus thought the kingdom of God was near," said Robert Funk, 50, a New Testament expert and founder of the seminar. "When he speaks of the future, he always talks indirectly. He doesn't talk in apocalyptic terms."

Funk said the seminar's stand does not contradict the faith in God expressed in the Apostles Creed but is at odds with many traditional Christian beliefs.

"Jesus spoke mostly in metaphors or parables that were notoriously enigmatic. People began right away after his death to try and figure out what he meant. The tendency was to assimilate his words to the popular view. This concern about the end of the world intensified with the siege of Jerusalem by the Roman army in 66 A.D."

Robert Funk
New Testament scholar

Twenty-six of the 30 scholars voting after the discussion on the Second Coming said they strongly disagreed that Jesus expected to return and usher in a new age. The scholars almost unanimously agreed, though, that Jesus spoke the words attributed to him in which he said the kingdom of God already was present in his day.

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور)

سکرنڈ کے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر منور احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا

سندھ میں اب تک ۱۷ احمدی اللہ کی راہ میں قربان ہو چکے ہیں

سکرنڈ ضلع نواب شاہ (سندھ) کے ایک مخلص احمدی مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کو ۱۴ رمئی ۱۹۸۹ء کو دن کے پونے تین بجے کے قریب سوتے میں فائر کر کے ہلاک کر دیا گیا اس طرح سے سندھ میں ایک اور احمدی نے اللہ کے نام پر اپنی جان قربان کر دی۔ واضح رہے کہ اب تک ۱۷ احمدیوں کو سندھ میں قتل کیا جا چکا ہے۔ حالیہ واقعہ کے کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کی نمازِ جنازہ سکرنڈ شہر میں رات ۹ بجے کے قریب ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ ان کے بھائی مکرم مقصود احمد صاحب نے پڑھائی۔ رات ساڑھے بارہ بجے جنازہ ویگن کے ذریعہ ربوہ کی سمت روانہ ہوا اور ۱۵ رمئی کو رات ½۸ بجے جنازہ ربوہ پہنچا اور رات ساڑھے دس بجے دار الضیافت میں نماز جنازہ ہوئی جو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی اور باوجود اس کے کہ رات کافی گزر چکی تھی۔ بڑی تعداد میں احباب کرام نے تدفین میں بھی شرکت کی جو قبرستان عام نمبر ا میں عمل میں آئی۔

اللہ کی راہ میں جان فدا کر کے عظیم مرتبہ پانے والے محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب، کی عمر ۳۳ سال تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین بچے عزیزہ منصورہ ۶ سال، عزیزہ عدیل احمد ۴ سال، اور عزیز وقاص احمد ½۲ سال چھوڑے ہیں۔

شخصیت تھے آپ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔ قریباً ۱۵ سال سے سکرنڈ شہر میں جو نیشنل ہائی وے پر واقع ایک قصبہ ہے، اپنا کلینک چلا رہے تھے۔ بعد دوپہر کے وقت گھر نہ جاتے بلکہ کلینک ہی میں آرام کرتے۔ وقوعہ کے روز بھی چارپائی پر لیٹے آرام کر رہے تھے کہ دو نامعلوم حملہ آور جو سکوٹر پر سوار تھے آئے ان میں سے ایک باہر کھڑا رہا اور دوسرا جو کاربین سے مسلح تھا اندر آیا محترم ڈاکٹر صاحب چارپائی پر سیدھے لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ حملہ آور نے سینے پر کئی فائر کئے اور ڈاکٹر صاحب موقع پر ہی اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔

اطلاع ملنے پر مقامی پولیس موقعہ پر پہنچی انکو بتایا گیا کہ اللہ کے راستے میں جان دینے والے کی کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔ صرف احمدی ہونا ان کا جرم تھا جس کی پاداش میں ان کی جان کی قربانی لی گئی۔

محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب مقامی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ اور سابق قائد خدام الاحمدیہ تھے۔ نہایت مخلص احمدی تھے۔ نمازوں کے پابند اور تلاوت قرآن کریم کے شیدائی تھے۔ اپنوں غیروں میں یکساں مقبول اور معروف تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی راہ میں جان قربان کرنے والے اس مخلص اور فدائی احمدی کو اپنے فضلوں سے نوازے اپنی رحمت کا سلوک کرے اور درجات قرب میں بڑھاتا رہے۔

(بحوالہ الفضل ۱۷ رمئی ۱۹۸۹ء)

اخبار جنگ لاہور مؤرخہ ۱۶ راپریل ۱۹۸۹ء کا اداریہ

"آزاد کشمیر ہائیکورٹ کا فیصلہ"

آزاد کشمیر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سردار محمد اشرف خان نے آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار محمد ابراہیم کو صدارت سے الگ کرنے کے جنرل ضیاء الحق کے حکم کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔

— صدر ضیاء الحق نے ۵ رجولائی ۱۹۷۷ کو مارشل لاء کے نفاذ کے بعد جو اقدامات کئے تھے اُن میں سے متعدد کو ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔ ان میں جونیجو حکومت کی برطرفی اور شناختی کارڈوں کو ووٹ دینے کے لئے لازمی قرار دینے کی شرط بھی شامل ہے۔ اس کے متعدد اقدامات کا عدالتوں میں جو حشر ہوا ہے اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو خود کو ضیاء الحق کی باقیات قرار دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ننکانہ میں حملہ آور بیرونی علاقوں سے آئے تھے

قادیانیوں کی ایک کروڑ کی املاک تباہ ہوئیں۔ قرآن حکیم کی بے حرمتی نہیں ہوئی ۔ راجہ غالب احمد

سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مذہبی جنون کو ہوا دی جا رہی ہے

لاہور ۱۴ اپریل (سٹاف رپورٹر) جماعت احمدیہ کی جانب سے ضلع فیصل آباد اور ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کے خلاف تشدد کے حالیہ واقعات پر گہری تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ نے تمام سیاسی رہنماؤں سے اپیل کی ہے کہ قومی یکجہتی اور اس کی سلامتی کی خاطر اس صورت حال کا نوٹس لیں اور مذہبی منافرت بھڑکانے والوں کی حوصلہ شکنی کریں۔ قادیانیوں کی جماعت کے ایک ترجمان راجہ غالب احمد نے آج پریس کانفرنس میں اس الزام کو سراسر من گھڑت اور بے بنیاد قرار دیا کہ کسی قادیانی نے قرآن حکیم کی بے حرمتی کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تشدد کے واقعات کسی سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھے جن میں باہر کے لوگوں نے قادیانیوں کے گھر جلائے اور ان کا سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی جماعت نے خطرے کا احساس کرتے ہوئے تمام ذمہ دار ارباب اختیار کو قبل از وقت خبردار کر دیا تھا لیکن حکومت نے تشدد کو روکنے کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہنگاموں کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ۹ اپریل کو فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ کے ایک گاؤں چک نمبر ۵۶۵ میں بعض مولوی حضرات نے لاؤڈ سپیکروں پر یہ اشتعال انگیز اعلان کیا کہ چک نمبر ۵۶۳ میں ایک احمدی نے قرآن کے اوراق جلا دیے ہیں۔ چنانچہ کئی سو مسلح افراد کا جلوس ہوائی فائرنگ کرتا ہوا چک نمبر ۵۶۳ میں پہنچا اور احمدیوں کو جلوس کے شرکاء کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا جنہوں نے خدانخواستہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی تھی۔ گاؤں کے معززین نے جن کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں جلوس کے شرکاء کو بتایا کہ وہاں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اس کے باوجود بھی قادیانیوں کی املاک کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی۔ جلوس نے نواحی گاؤں چک ۵۶۵ کی جانب بڑھنے کی کوشش کی لیکن مقامی لوگوں کے مزاحمت کرنے پر وہاں کوئی فساد نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا اگلے روز بھی یعنی ۱۰ اپریل کی (باقی ص پر)

حادثہ ننکانہ کے ذمہ دار افسران کو سخت سزا دی جائے گی

علماء کو سوچنا چاہیئے کہ ایسے کاموں سے اسلام کی خدمت ہوتی ہے یا بدنامی

ننکانہ بار ایسوسی ایشن کی طرف سے قرارداد مذمت

ننکانہ صاحب کی بار ایسوسی ایشن نے اپنے ایک اجلاس میں قادیانیوں کے مکانوں کو جلانے اور توڑ پھوڑ کی سختی سے مذمت کی ہے۔ ان میں بار ایسوسی ایشن کے دو سینئر وکلاء بھی شامل ہیں۔ بار ایسوسی ایشن نے اس ضمن میں ایک قرارداد منظور کی ہے اس میں اس واقعہ کا ذمہ دار مقامی انتظامیہ کو ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ موقع پر موجود ڈیوٹی افسران ایک درجن سے زائد گھروں کو جلاتے کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ بار کی میٹنگ اتوار کو زیر صدارت محمد امین بھٹی صدر بار ایسوسی ایشن منعقد ہوئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کروا کے اس کے ذمہ دار افسروں کو سزائیں دی جائیں۔ قرارداد میں متاثرہ قادیانی کنبوں کو معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ قادیانی افراد نہ صرف ملک کے آئین کے مطابق بلکہ اسلام کے قوانین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اس کے مستحق ہیں۔ قرارداد میں کہا گیا کہ علماء کو ایک بار اس امر پر دوبارہ غور کرنا (باقی ص پر)

پاکستانی پنجاب کے وزیرِ قانون

سردار نصر اللہ خان دریشک کے نام خط

مکرم میاں اقبال احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع راجن پور (پاکستان) کے خط کا مکمل متن درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سنگدل لیڈروں کو سمجھ عطا فرمائے اور یہ ظلم کا ہاتھ روک لیں ورنہ ان کا حشر ان سے بھی بھیانک دکھائی دیتا ہے جو ماضی قریب میں انکے پیشرو لیڈروں کا ہو چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر یہ لیڈر سنگدلی کو چھوڑ کر اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر لیں تو بہت بڑا روحانی انقلاب بھی برپا کر سکتے ہیں۔ ؎ سنا ہے سنگدل کی آنکھ سے آنسو نہیں بہتے ؛ یہ گر سچ ہے تو پھر پتھر سے کیوں چشمے ابلتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر پر آپ کی طرف سے عائد کردہ پابندی کی اطلاع گہرے دکھ کا باعث بنی۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر حکومت لوگوں کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی سے باز رہتی۔ بھٹو اور ضیاء نے بھی مذہبی معاملات میں دخل اندازی کی تھی۔ وہ کونسا ظلم ہے جو ان کے دور میں جماعت احمدیہ پر نہ کیا گیا، لیکن کیا اس سے جماعت کے پائے ثبات میں کوئی لغزش آئی؟ کیا خدا تعالیٰ کی فعلی تقدیر نے بالآخر یہ ثابت نہ کر دیا کہ ظلم کا انجام بہرحال اچھا نہیں ہوتا آخر حکومت پنجاب نے اپنے سے بہت زیادہ طاقتور مخالفین احمدیت کے انجام سے کیوں عبرت حاصل نہیں کی؟

حکومت پنجاب تو کیا ساری دنیا مل کر بھی ہمیں جشن منانے سے روک نہیں سکتی کیونکہ ہمارا جشن تو روزہ رکھنا (جو آج بھی ساری جماعت نے رکھا ہوا ہے)، تہجد گزارنے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے، جناب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے، تلاوت و استغفار کرنے پر مشتمل ہے۔ ہم وہ نہیں جو اپنے جشن یا تقریبات مسرت سینما دیکھنے، دھمال ڈالنے اور رنگارنگ محافل شراب و شباب میں گذارتے ہیں۔ تو پھر کون سلیم فطرت یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسے جشن پر کوئی دنیاوی حکومت یا اکثریت پابندی عائد کر سکتی ہے؟ کاش یہ پابندی آپ کے ہاتھوں نہ لگتی۔ بہرحال میں حکومت پنجاب کے ان اقدامات کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ حکومت پنجاب کا یہ ظلم تو ہم نے سہہ لیا مگر اب دیکھیں کہ اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کیا کرتا ہے۔

محترم سردار صاحب! ہم تو صابر، شاکر اور قانع قسم کے لوگ ہیں، شاید آپ کے ضلع کے احمدی احباب کے علاوہ کوئی اور آپ سے احتجاج بھی نہ کرے لیکن حکومت پنجاب ہمیشہ یاد رکھے کہ ہمارا ایک خدا ہے جو ہمیشہ ہماری مدد کے لیے آیا ہے اور اب بھی یقیناً آئے گا اور ہماری دستگیری کرے گا۔ ہم تو اپنی گذارشات اسی آسمانی مولا کے حضور پیش کرتے ہیں اور ابھی کریں گے، باقی رہے منظور چنیوٹی قبیل کے مولوی! یہ تو زندہ لاش ہیں جنہیں خدا کی تقدیر کی گولی لگ چکی ہے۔ آپ ایسے لوگوں کی آواز پر کیوں کان دھرتے ہیں، قرآن کریم حکم لا اکراہ فی الدین پر کان دھریں اور خدا کی آواز سنیں۔ حکومت پنجاب پہلے سے دکھی دلوں کو مزید زخمی کرنے سے باز رہے ورنہ خدا اس کا بھی وہی حشر کر سکتا ہے جو اس نے ممتاز دولتانہ، بھٹو اور ضیاء کا کیا تھا۔ باقی رہی جماعت احمدیہ۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی جھولی میں ہے اور کسی حکومت یا اکثریت کی پرواہ نہیں کرتی۔ مخالفت گذشتہ سو سال سے ہوتی رہی ہے مگر جماعت احمدیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ باوجود ان مصائب کے یہ جماعت ۱۲۰ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ دنیا میں ۱۸۲۴ جماعتیں موجود ہیں۔ صرف گذشتہ تین سالوں میں ۹۲۴ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ جماعت دنیا میں ۳۰۱ مشن قائم کر چکی ہے۔ محض براعظم افریقہ میں ۲۸ ہسپتال ۶۵ سیکنڈری سکول ۲۰۵ پرائمری اسکول قائم کر چکی ہے۔ آپ کے اپنے ضلع کی سرائیکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر چکی ہے اور پنجابی، بلوچی نیز پشتو زبان تک میں

تفسیر شائع کر چکی ہے۔

اگر آپ کی پابندیاں جماعت احمدیہ پر اثر انداز ہوتیں تو یہ ۲۴۵ عبادت گاہیں خدا کے نام پر تعمیر نہ کر چکی ہوتی۔ صرف "مسلمان" ہونے کا دعویٰ کرنے کے جرم میں ۱۲۵ احمدی قید نہ ہوتے ۵۸۸ احمدیوں کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر قید نہ کیا جاتا۔ ۱۷۸ احمدی محض تبلیغ کے جرم میں جیلوں میں نہ جاتے، ۳۲۱ احمدی محض اپنی مساجد پر کلمہ طیبہ لکھنے کی پاداش میں قید کی صعوبتیں برداشت نہ کرتے، ۲۰۴ احمدیوں کو اذان کہنے پر قید کی سزا نہ ملتی ۶۲ احمدی دیگر شعائر اسلامی کے استعمال پر سزا نہ کاٹتے۔ کلمہ طیبہ کے عشق میں احمدی احباب ۵۲ سال قید اور ۶۹۰۰۰ ہزار روپیہ جرمانہ ادا نہ کرتے۔

السلام علیکم کہنے پر ان کو چھ ماہ قید اور ۱۵۰۰ روپے جرمانہ نہ ہوتا اور ۱۹ بے گناہ اور معصوم احمدی جام شہادت نوش نہ کرتے۔ میں ہمدردانہ طور پر اور اس تعلق کی بناء پر جو ایک ہم شہر و ہم ضلع ہونے کا مجھے آپ سے ہے آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ایسے کاموں سے باز رہیں۔ علاقوں کے سردار ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ مجھے اور جماعت احمدیہ کو آپ سے اس قسم کے گلہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ باقی رہی حکومت پنجاب تو براہ کرم ان تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

اور اب میں اس خط کو حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں

"یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ...... اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخر تک مجھ سے وفا کرے گا ...... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔"

(اربعین صفحہ ۱۴-۱۵- طبع ۱۵ فروری ۱۹۰۰ء)

اجلاس کے آخری مقرر مکرم و محترم مولانا الحاج عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج مغربی جرمنی تھے۔ جنہوں نے "دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے اہم موضوع پر خطاب فرمایا۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم و محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں تمام دوستوں، کارکنان اور غیر ممالک سے آنے والے نمائندگان اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس جلسہ میں شمولیت کر کے اس جلسہ کو انٹرنیشنل جلسہ بنایا۔ اسی طرح آپ نے شعبہ ترجمانی اور شعبہ نظافت کا بھی خصوصی شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام ہوا جس کے بعد اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔

اختتامی اجلاس

احمدیت کی دوسری صدی میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کے جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب انور کی تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم حامد محمود ذیشان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام "اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا" کے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں مکرم محمد رفیق شاکر صاحب نے مکرم محمد شریف صاحب خالد کا کلام جو جشن صد سالہ تشکر سے متعلق تھا پیش کیا۔

نظم کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب مغربی جرمنی نے جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی طرف سے جشن تشکر کے خصوصی موقعہ پر تیار کی گئی خصوصی پلیٹ حضور انور کی خدمت میں پیش فرمائی۔ اسی طرح مکرم عبدالسمیع صاحب عارف نے جنہوں نے سٹیج کیلئے منارۃ المسیح بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ منارۃ المسیح کا ایک ماڈل حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ سوا چار بجے حضور کا اختتامی خطاب شروع ہوا۔ خطاب کے بعد حضور اقدس نے اختتامی دعا کروائی اور یوں جماعت احمدیہ جرمنی کا چودھواں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس رپورٹ کی تیاری میں مکرم شمس الحق صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب باجوہ، اور مکرم عبدالرشید صاحب بھٹی نے خصوصی تعاون فرمایا

سیرۃ المہدیؑ کا ایک ورق

حضرت صوفی نبی بخش صاحب کی زبانِ قلم سے

(۱)

ایک دفعہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ مجھے کچھ پڑھنے کا ارشاد ہو۔ فرمایا:

بعد نماز عشاء تازہ وضو کیا کرو۔ اور دو رکعت نماز اس طرح سے پڑھا کرو کہ پہلی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورہ واللیل، والضحیٰ، اور کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اخلاص، فلق اور والناس پڑھا کرو۔ اور اس کے بعد ۳۰۰ دفعہ درود شریف اور ۳۰۰ دفعہ استغفار پڑھا کرو اور چارپائی پر لیٹے لیٹے یہ پڑھتے رہا کرو یا علیم علمنی یا خبیر اخبرنی۔

میں ابھی لاہور پہنچا ہی تھا کہ حضور کا کارڈ پہنچا جس میں آپ نے تحریر فرمایا، آپ ماشاءاللہ جوان آدمی ہیں، تہجد کا التزام کریں۔

(۲)

ایک مرتبہ میں اور چند اور اصحاب حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گائے کے گوشت کا ذکر آیا۔ فرمایا:

گائے کا گوشت بھی بعض صورتوں میں مفید ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ سے کسی امر کے انکشاف کا طالب ہو تو وہ روزہ رکھے، اور گائے کے گوشت سے افطار کرے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے اور اسی جگہ لیٹ جائے تو اللہ تعالیٰ خواب میں اکثر امور کھول دیتا ہے۔ جس کا وہ سائل ہوتا ہے۔

(۳)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے چند سال بعد تک ایسے واقعات پیش آتے رہے کہ میں قریباً ایک ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ لیکن کبھی میں نے اپنی تنگی کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن جب بات حد سے گزر گئی، اور کوئی راہ مخلصی کی نظر آتے نہ دیکھی تو میں نے عرض کیا کہ:

(۱) حضور کا مرید ہونے کے بعد مجھ پر عجیب کیفیت گزر رہی ہے میری بیوی مجھ سے شکایت کرتی ہے کہ اچھے تم احمدی ہوئے کہ جو کچھ میرے پاس احمدیت سے پہلے زیور وغیرہ تھا وہ سب بک گیا اور مزید قرضہ بھی ہوگیا۔

(۲) والد صاحب ہمیشہ شکایت کرتے ہیں کہ تم نے کبھی ہماری خدمت نہیں کی۔

(۳) میرے دل میں بھی اکثر خیال آتا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں پر فضل الٰہی ہے کہ سینکڑوں روپیہ دین کیلئے چندہ دیتے ہیں۔ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ فراغت دے تو میں بھی مال کے ذریعہ دین کی خدمت کروں آپ دعا فرمادیں کہ میری تنخواہ دوچند سہ چند ہو جاوے تاکہ میں اس قرضہ سے سبکدوش ہو جاؤں اور دین کی خدمت بھی کرسکوں۔

(۴) ہمارے ایک دوست کے خاندان کی جوان لڑکی ہے جس کا خاوند چار سال سے مفقود الخبر ہے۔ وہ سب خاندان اس بات سے بہت پریشان ہے۔ دعا فرمادیں کہ اس کا کہیں پتہ لگ جائے۔ آپ نے فرمایا:

آپ نے کبھی اپنی تکلیف کا ذکر نہیں کیا، یاد دلاتے رہا کرو۔ اس وقت میری تنخواہ مبلغ ۵۵ روپے ماہوار تھی۔ اس کے چھ ماہ کے اندر اندر ہی آپ کی دعا سے مجھے افریقہ میں ملازمت مل گئی۔ اور میری تنخواہ پوری سہ چند ہوگئی۔

یہ آپ کی استجابت دعا کا ایسا بین ثبوت ہے کہ آپ کی دعا سے تھوڑے عرصہ میں میرا سب قرضہ ادا ہوگیا۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار کے قریب

بیعت بھی ہوگئی اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر سلسلہ احمدیہ کی مال سے بھی خدمت کی، اور اس مفقود الخبر آدمی کی خبر بھی مل گئی۔ الغرض یہ دعا ہے یا معجزہ ہے مسیح ناصری اور مسیح محمدی کی دعائیں ان کے مراتب کو بین طور پر ان کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہیں۔

(۴)

افریقہ سے آنے کے بعد چند دن کیلئے ۱۹۰۴ء میں ریویو آف ریلیجنز میں کلرک ہوگیا۔ بابو ابناش صاحب آنجہانی کو ہمیشہ از رُوئے شفقت میری ملازمت کی فکر رہتی۔ ان کا ایک کارڈ بدیں مضمون میرے پاس پہنچا کہ اگر واقعی آپ جوگی ہوگئے ہو اور ہمیشہ کیلئے قادیان رہنا ہے تو خیر، ورنہ اس کارڈ کے دیکھتے ہی لاہور چلے آؤ۔ میں نے وہ کارڈ ظہر کی نماز کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اسی وقت چلے جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ وقت تھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب ہم جوان تھے تو تیز تیز چلا کرتے تھے۔ میں نے پھر خوف کے لہجہ میں عرض کیا کہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ پھر دوبارہ فرمایا: جب ہم جوان تھے تو بہت تیز چلا کرتے تھے۔

میں اسی وقت چل پڑا لیکن جب نہر سے پار ہوا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا زمین پاؤں کے نیچے سے نکل رہی ہے، میں ایسے وقت میں بٹالہ پہنچا جبکہ گاڑی سٹیشن پر پہنچ چکی تھی، بغیر گنتی کے میں نے پیسے ٹکٹ بابو کے آگے رکھ دیئے، اس نے گن کر کہا کہ ٹھیک ہیں۔ جب میں ٹکٹ لے کر پلیٹ فارم کی طرف چلا تو خود بخود گیٹ کیپر نے دروازہ کھول دیا اور ایک معمر آدمی نے گاڑی کی کھڑکی کھول دی، جب میں گاڑی میں بیٹھ گیا تو دریافت کیا کہ گاڑی کے اتنی دیر سے پہنچنے کا سبب کیا ہے؟ اس پر اس پیر مرد نے کہا کہ ظاہر میں تو کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا لیکن اس سے پچھلے سٹیشن پر گاڑی ۴۵ منٹ ٹھہری رہی۔ غرض میرے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی اور جب میں لاہور سٹیشن پر پہنچا تو مجھے الہام ہوا، ان اللّٰہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین
شام کو میں بابو ابناش چندر کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے مجھے ایک چٹھی پنڈت گوپی ناتھ پامدیہ کے نام لکھدی اور میں کالکا شملہ ریلوے میں ملازم ہوگیا۔ یہ بھی آپ کی استجابت دعا کا ایک معجزہ ہے۔

(۵)

لاہور میں ایک دفعہ سخت ہیضہ پڑا۔ میں نے دعا کیلئے ایک کارڈ لکھا اس کے جواب میں آپ نے لکھا: ہم نے دعا کی ہے۔ ہم سب گھر والے محفوظ رہے حالانکہ لاہور میں خصوصاً موچی دروازہ میں سخت بے چینی تھی۔

(۶)

موچی دروازہ لاہور میں ایک مسجد تھی اس کے نزدیک ایک لاولد پیرزن تھی، مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے مکان کو حصہ مسجد سے ملحق کر دیا جائے لیکن وارثان سخت مزاحمت کرتے تھے۔

بعض آدمی جو میرے واقف تھے میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو دعا کیلئے عرض کریں، میں نے خط بھی لکھا اور خود بھی قادیان حاضر ہوگیا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت وہ تمام اشخاص جو اس کار خیر میں مزاحمت کرتے تھے مع اس وکیل کے جو ان کے مقدمہ کی پیروی کرتا تھا دو تین ہفتہ کے اندر ہی اندر راہی ملک بقا ہوئے اور اس پیرزن کی وصیت پر عمل درآمد ہونے کے لئے راہ صاف ہوگئی۔ لیکن ان لوگوں نے دعا سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ آپ کی دعا کی قبولیت کا یہ ایک بیّن نشان تھا۔

(۷)

دسمبر ۱۹۰۲ء کو مع اہل وعیال کے قادیان میں حاضر خدمت ہوا، میری اہلیہ نے بیعت کی۔ اس وقت میرا لڑکا محمد شریف دودھ پیتا تھا، حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ اس کا کیا نام ہے؟ میری اہلیہ نے عرض کیا ذوالقرنین، آپ نے فرمایا:

ذوالقرنین تو ہمارا نام ہے۔ اس کا نام محمد شریف رکھو۔
چنانچہ اس کا نام محمد شریف رکھا گیا۔

(۸)

قریباً جولائی ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک ماہ کی رخصت پر موضع سید کراں گیا۔ کچھ تنازعہ اس بات کا تھا کہ میں اپنے والد صاحب سے عرض کروں کہ وہ اپنی زندگی ہی میں ہم دونوں بھائیوں میں اپنی جائداد تقسیم کر دیں، میرے سسرال والے مجھے مجبور کرتے کہ میں بالمشافہ اپنے والد صاحب سے اس بارہ میں گفتگو کروں، اس طریق عمل کو میں بہت ہی ناپسند کرتا لیکن وہ اس بات پر اصرار کرتے۔ آخر میں اپنے ہم زلف کے ہمراہ چکوال چلا گیا۔ رات کو اثنائے گفتگو میں میری سالی نے بیان کیا کہ یہاں ایک (باقی صفحہ 51)

جماعت احمدیہ جرمنی نے صد سالہ جشن تشکر

نہایت شان سے منایا،

جشنِ تشکر کی تقریبات میں جرمنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی

ملک بھر کے اخبارات میں احمدیت کا زبردست چرچا

الحمدللہ ۲۳ مارچ کا نہایت بابرکت اور مہتم بالشان دن اپنے ساتھ بے شمار فضلوں اور پیش خبریوں کو لے کر ظاہر ہوا، اس مبارک

دن صداقت احمدیت کے سو سال پورے ہوئے، اور خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ وعدہ کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

تمام تر شان کے ساتھ پورا ہوا اور

حق کی عظمت مسیح کی طاقت پر صدی پوری ہوئی

میرے مسلک کی صداقت پر صدی پوری ہوئی

اس پُرمسرت اور مبارک دن کو جہاں جماعت احمدیہ عالمگیر نے والہانہ شان سے منایا وہاں مغربی جرمنی کی تمام جماعتوں نے بھی بھرپور جوش و جذبہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے، سجداتِ شکر بجالاتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ نئی صدی کا استقبال کیا، اس موقعہ پر تمام بنی نوع انسان کے نام حضور اقدس کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

مورخہ ۲۲ مارچ کو شکرانے کے طور پر تمام احباب جماعت نے روزہ رکھا اور اسلام کے کامل غلبہ، اسیران راہ مولا کی رہائی، حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی، تائیدات الٰہیہ اور پاکستان کے لیئے دعاؤں میں دن گزارا۔ اہل ربوہ کیلئے بھی خصوصی دعائیں کی گئیں جنہیں حکومت پاکستان نے صد سالہ جشن تشکر کو منانے سے روک دیا تھا۔

یوم تشکر ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کا آغاز نماز تہجد سے ہوا احباب جماعت نے اپنے گھروں، نماز سینٹرز اور مساجد میں نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد تمام مشنوں میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریبات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد لوائے احمدیت اور مغربی جرمنی کے پرچم لہرائے گئے، اس موقع پر فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی، پرچم کشائی کے بعد لمبی اور پرسوز دعاؤں کے ساتھ جشن تشکر کی بقیہ تقریبات شروع ہوئیں۔ ان تقریبات میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ تبلیغ کے لئے خصوصی پروگرام، جرمنوں کے ساتھ میٹنگ (جن میں دعوت عصرانہ، عشائیہ کا انتظام تھا) ہمسائیوں اور شہر کی دیگر معزز شخصیتوں کو تحائف دینے کا پروگرام، خون کا عطیہ، ہسپتالوں میں بیماروں کی عیادت، جیلوں میں قیدیوں سے ملاقات، بچوں میں مٹھائی کی

تقسیم، علمی و ورزشی مقابلہ جات کے پروگرام شامل تھے، جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

یوم تاسیس کے دن تمام احباب جماعت، خواتین و بچے نہایت خوشی اور سرور میں تھے۔ ہر ایک ہی پر تموج کی کیفیت طاری تھی، سچائی کے سو سال پورے ہونے پر۔ ہر ایک ہی شاداں تھا، احباب جماعت نے مساجد، مشن ہاوسز اور اپنے گھروں کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور روشنیوں سے مزین کیا ہوا تھا۔ دوستوں نے اپنی گاڑیوں کو بھی صد سالہ جوبلی کے "LOGO" سے خوب سجایا ہوا تھا۔ بچوں اور بڑوں نے خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، الغرض کہ ہر طرف جشن مسرت بپا تھا ایک عید کا سا سماں تھا۔ احباب جماعت اپنے چہروں پر مسرت و شادمانی، آنکھوں میں خوشی کے آنسو، لبوں پر تشکر کے کلمات لیئے ایک دوسرے کو گلے ملتے اور جشن تشکر کی مبارک باد پیش کرتے۔

۲۳ مارچ یوم بیعت کے دن جماعتوں نے معززین شہر کے لئے ہال کے کرائے میں تقریبات منعقد کیں۔ ان تقریبات میں جرمنوں، پاکستانی و غیر پاکستانی مہمانوں کے علاوہ شہر کے میئر و انتظامیہ کے افراد کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ توقعات اور انتظامات سے بڑھکر جرمنوں نے ان تقریبات میں شرکت کی۔ اور جماعت احمدیہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ بیشتر مقامات پر احباب جماعت نے شہر کے میئر کو اس خوشی کے موقع پر قرآن کریم کے تحفے کے ساتھ درخت بطور یادگار صد سالہ جشنِ تشکر پیش کیا۔ قرآن کریم کے تحفہ کیساتھ شہر کیلئے درخت پیش کرنے کے اس انداز کو اہل شہر و انتظامیہ کی طرف سے نہایت خوشی اور تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ بعض جگہوں پر تو لوگوں نے یہ بھی کہا کہ یہ ان کے شہر کی صد سالہ تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، چنانچہ ملک بھر کے اخباروں نے زبردست تبصروں کے ساتھ جشن تشکر کی خبریں شائع کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور جماعت احمدیہ سے متعلق مختلف مضامین شائع کیئے۔ تقریبات کے مواقع پر بعض جماعتوں نے نمائش کا بھی انتظام کیا تھا۔ مرکز فرینکفرٹ کی طرف سے تیار کردہ نمائش بعض جماعتیں مختلف تاریخوں میں اپنے ہاں لے جاتیں۔ چنانچہ یہ نمائش جس میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء حضرت مسیح موعودؑ، آپکے صحابہ کی تصاویر کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر شائع ہونے والا لٹریچر اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم نمایاں طور پر تھے، دیکھنے والوں کیلئے نمائش ایک عجیب تاثر پیدا کرتی۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ کو تصویری رنگ میں دیکھ کر لوگ حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے اور جماعت احمدیہ کی ترقی کو قابل رشک نگاہ سے دیکھا اور سراہا جاتا۔ چنانچہ غلبۂ اسلام کی صدی شروع ہوتے ہی جرمنی کے کونے کونے میں احمدیت کی دھوم مچ گئی ہے اور مشن ہاوسز میں لوگ آتے اور خطوط لکھتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بتاؤ کہ احمدیت کیا ہے، اسلام کی صحیح تعلیم کیا ہے؟

جشن تشکر کے موقعہ پر مرکز فرینکفرٹ کی طرف سے جرمن زبان میں ایک نہایت دیدہ زیب فولڈر بھی شائع کیا گیا تھا جس میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ کو مختصر طور پر پیش کیا گیا۔ علاوہ ازیں جرمنوں کو تحفہ کے طور پر دینے کیلئے جرمن زبان میں منتخبہ آیات قرآن اور احادیث پر مشتمل دو کتابیں جوبلی کا نشان 'LOGO' کو مختلف سائزوں میں شائع کرنے کے علاوہ کلمہ طیبہ کے خوبصورت سٹیکر بھی چھپوائے گئے۔

کوئی وقت تھا جب قادیان کی چھوٹی سی بستی سے ایک آواز بلند ہوئی جو دیکھتے ہی دیکھتے کُل عالم پر سنائی دینے لگی۔ دنیا نے اس آواز کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر خدائی تائید کی آوازیں پہلے کب مٹائی گئیں جو اب ایسا ہوتا۔

آج اس جشن کے موقعہ پر اپنے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آرہا ہے کہ ؎

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

چنانچہ اس وقت دنیا کا کوئی خِطّہ بھی ایسا نہیں جہاں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے غلاموں نے جشن تشکر شایان شان طریق سے نہ منایا ہو۔ جرمنی میں ہونے والی تقریبات کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی تائید کے کیسے کیسے مظاہر اس ملک میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ آیئے ایک جائزہ کے لیئے اگلے صفحات کی طرف چلیں

مختصر رپورٹ

تقاریب صد سالہ جشنِ تشکّر

جماعت ہائے جرمنی

جشن تشکر کے سلسلہ میں ریجنز میں منعقد ہونے والی تقریبات کی مختصر رپورٹ شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی جماعتوں کے نام بھی دیئے جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے ہاں صد سالہ جشنِ تشکر کی تقاریب منعقد کیں اور جرمنوں و دیگر قومیتوں کے افراد کو ان میں مدعو کیا

(قسط اوّل)

جماعت احمدیہ کولون KÖLN

جماعت کولون ریجن نے خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ غلبۂ اسلام کی صدی کا آغاز کیا۔ ریجن میں ہر جگہ احباب جماعت نے مسرت و شادمانی کے ساتھ جشن صد سالہ کی تقریبات میں حصہ لیا، کولون مشن کو خوبصورت رنگ برنگی لائٹوں سے سجایا گیا۔ احباب نے گھروں میں چراغاں کیا۔ ۲۲ مارچ کو نفلی روزہ رکھا۔ نماز تہجد با جماعت اور دعاؤں سے نئی صدی کا آغاز کیا گیا۔ احباب نے سجدوں میں رو رو کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سربلندی، حضور اقدس کی صحت اور درازیٔ عمر کے علاوہ اسیران راہ مولا اور پاکستان کے احمدیوں کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔ ۲۳ مارچ کی تقاریب کا آغاز صبح نو بجے مشن ہاؤس میں لوائے احمدیت لہرانے سے ہوا۔ پرچم کشائی کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کی مرکزی نمائش جو کہ کولون شہر میں لگائی گئی ہے کا افتتاح کیا گیا ساڑھے دس بجے سے دوپہر اڑھائی بجے تک ورزشی مقابلے منعقد ہوئے نماز ظہر و عصر کے بعد شام چار بجے جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا جس کی حاضری ۱۰۰ تک جا پہنچی۔ مقررین نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی، آپ کی صداقت، اور معجزات اور جماعت کی ترقی اور ہماری ذمہ داریوں پر پُر مغز تقاریر کیں۔ اجلاس کے اختتام پر احباب کی مٹھائی اور چائے کے ساتھ تواضع کی گئی۔

احباب نے سارا دن تمام پروگراموں میں نہایت جوش و خروش سے حصہ لیا۔ تمام افراد جماعت کے چہروں پر بشاشت اور تمکنت نظر آتی تھی۔ ہر کوئی شاداں تھا اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز کہ اس نے یہ عظیم اور مہتم بالشان دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مورخہ ۲۴ مارچ کو تقریری مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ۲۵ مارچ کو لجنہ اماءاللہ نے اپنے علیحدہ پروگرام کیئے اور ۲۶ مارچ کو ایک مقامی پارک میں پکنک منائی گئی۔ حسب روایت احباب کی بہت بڑی تعداد پکنک اسپاٹ پر اپنے کھانوں کے ساتھ موجود تھی۔ پارک میں آئی ہوئی بہت بڑی جرمنوں کی تعداد کو ۲۹ مارچ کو منعقد ہونیوالی جرمنوں کیلئے مخصوص تقریب کے دعوت نامے اور جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

کینیا کے کونسلر کی مشن ہاؤس میں آمد

صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات کے دعوت نامے کولون اور بون کے تمام پریس اور سفارت خانوں کو بھجوائے گئے جس کے نتیجہ میں انڈین ایمبیسڈر کا شکریہ کا خط موصول ہوا۔ اور کینیا کے کونسلر اور قائم مقام ایمبیسڈر نے مشن ہاؤس آنیکی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ کو وہ تشریف لائے، انہیں جماعت کے بارہ میں تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ حضور ایدہ اللہ کے دورۂ افریقہ کے لٹریچر اور دورۂ افریقہ کی فوٹوز تحفۃً پیش کی گئیں، کینیا میں جماعت کی مساعی کے بارہ میں انہیں معلومات بہم پہنچائی گئیں،

موصوف کو جو کہ مہیا کیتھولک ہیں سواحیلی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بہت پسند آیا۔ وہ اسے بار بار چومتے اور سینے سے لگاتے، موصوف جماعت کے بارہ میں نہایت شاندار اثر لیکر واپس گئے ہیں۔

جرمنوں کیلئے تقریب کا اہتمام

۲۹ مارچ کو حسب پروگرام جرمن احباب کے ساتھ تقریب منعقد ہوئی جس میں چالیس افراد نے شرکت کی۔ جن میں جرمن، ترک اور لیبیا ایمبیسی میں ملازم لیبیا کے باشندے نے شرکت کی۔ ایک ترک دوست جو کہ اسلامک الویٹیشن ایسوسی ایشن میں ملازم ہیں بہت پڑھے لکھے اور نہایت روانی سے عربی بولتے ہیں نمائش دیکھ کر کہنے لگے **"میں آج تک آپ لوگوں کو کافر کہتا تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ اسلام تو آپ ہی لوگوں میں ہے"**۔ قرآن کے تراجم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے **"کیا یہ غیر مسلموں کے کام ہیں"**۔

لیبیا کے جو نمائندے حاضر تھے وہ اپنے ساتھ وڈیو کیمرہ لائے تھے انہوں نے نمائش کی تعریف کی اور فلم بنائی۔ بعد ازاں احباب کو کھانا پیش کیا گیا۔ مدعوین احباب جماعت کے بارہ میں نہایت خوشگوار تاثر لے کر رخصت ہوئے۔

جماعت احمدیہ شلوشٹرن

جماعت شلوشٹرن (SCHLÜCHTERN) نے احمدیت کی دوسری صدی یعنی غلبہ اسلام کی صدی کا نہایت جوش و جذبہ کے ساتھ استقبال کیا۔ یوم تاسیس کے موقعہ پر ایک شاندار تقریب کا انعقاد ہوا جس میں جرمنوں کی کثیر تعداد کے علاوہ دیگر قومیت کے افراد نے بھی شرکت کی۔ صد سالہ جشن تشکر کو شایان شان طریق پر منانے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور مختلف کام بعض احباب کے ذمہ لگائے گئے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے تمام کام با احسن رنگ میں انجام پائے۔

ابتدائی اندازے کے مطابق پچاس افراد (تیس احمدی بیس جرمن) کی آمد متوقع تھی مگر خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ان اندازوں سے بڑھ کر جرمنوں نے اس تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ چنانچہ کل دو سو پچھتر (۲۷۵) افراد نے شرکت کی۔ یہ تقریب شہر کے ایک ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔ صد سالہ جشن تشکر کی اس تقریب کے انعقاد سے پہلے ہی مقامی اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ اس تقریب کا ذکر کیا ایک اہم روزنامہ KINZIGTAL NACHRICHTEN نے اپنی ۲۳ مارچ اور ایک لوکل اخبار نے اپنی ۶ اپریل کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کا تعارف امام جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کے کارہائے نمایاں کا خوبصورتی سے ذکر کیا۔ مذکورہ اخبارات کو جماعت کی طرف سے لٹریچر ارسال کیا گیا اور اخبارات میں ہماری طرف سے تقریب میں شمولیت کی دعوت عام دی گئی۔ اس موقعہ پر تقریباً ۳۰۰ دعوتی کارڈ بمعہ خصوصی پمفلٹ صد سالہ جشن تشکر منتخب جرمن اور غیر جرمن دوستوں میں تقسیم کئے گئے۔

۹ اپریل کو شام ۵ بجے تک تمام انتظامات احسن طریقے سے مکمل ہو چکے تھے، ۱۷۰ کرسیاں میزوں کے ساتھ رکھی گئی تھیں مگر پھر ۸۰ کرسیوں کا اور اضافہ کرنا پڑا۔ سٹیج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی بڑے سائز کی تصاویر آویزاں کی گئیں۔ خوبصورت بینروں اور جھنڈیوں کو جنہیں خدام نے محنت شاقہ سے تیار کیا تھا ہال کے اندر اور باہر سجایا گیا۔ اس موقع پر نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا جو ہال کے ساتھ منسلکہ گیلری میں لگائی گئی۔ اس نمائش میں تاریخی اور نادر تصاویر کے علاوہ ۱۶ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم بڑے قرینے سے سجائے گئے ساڑھے پانچ بجے شام ہی مہمان آنے شروع ہو گئے اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر سارا ہال بھر گیا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق ۱۰۰ جرمن احباب و خواتین ۶۰ غیر جرمن اور ۹۰ کے قریب احمدی افراد نے اس تقریب میں شرکت کی۔

استقبالیہ کا آغاز سات بجے شام محترمہ ماریہ مجید کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد چار بچوں اور دو بچیوں کے گروپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "حمد و ثنا اسی کی جو ذات جاودانی" خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔ اسی دوران مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی اور مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش ہال میں داخل ہوئے جن کا اسلامی نعروں سے استقبال کیا گیا چنانچہ بقیہ کاروائی مکرم امیر صاحب کی صدارت میں جاری رہی اس موقع پر مکرم شیخ عبدالهادی صاحب نے جرمن زبان میں جماعت احمدیہ

کا مختصر تعارف و استقبالیہ کی غرض و غایت بیان کی۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش نے اسلام میں جماعت کے قیام کی اغراض و مقاصد احسن رنگ میں بیان کئے محترمہ ماریہ مجید صاحبہ نے اسلام میں عورت کا مقام اور اپنے عیسائیت چھوڑ کر احمدیت میں داخل ہونیکی تفصیل بتائی۔ آخر میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو افطاری میں شمولیت کی دعوت دی۔ افطار کیلئے حاضرین کیلئے وسیع پیمانے پر ٹھنڈے و گرم مشروبات کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

افطار کے دوران روزنامہ KINZIGTAL NACHRICHTEN کے چیف رپورٹر نے مکرم امیر صاحب اور مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش کے انٹرویو لئے۔ جس کے بعد مجلس سوال و جواب شروع ہوئی۔ تقریب کے آخر پر مکرم سلیمان سولنگی صاحب صدر جماعت نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور یوں دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس تقریب سے متعلق اخبار KINZIGTAL NACHRICHTEN نے اپنی ۱۳۔ اپریل کی اشاعت میں سہ کالمی خبر شائع کی اور نظم پڑھنے والے بچوں کا گروپ فوٹو شائع کیا۔

جماعت ھمبرگ

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمبرگ شہر اور ریجن کے احمدی افراد کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ مرکزی ہدایات کے مطابق صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات میں بھرپور حصہ لیں۔ مندرجہ ذیل چند سطور میں ان سرگرمیوں کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے، تقریبات کا ابھی آغاز ہوا ہے اور آئندہ سال بہت سی تقریبات ابھی صد سالہ جشن تشکر کے ضمن میں منعقد ہوں گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

جشن تشکر کا آغاز

مورخہ ۲۲ مارچ کو تہجد کی نماز مسجد فضل عمر ھمبرگ میں باجماعت ادا گئی اسی طرح ہمبرگ شہر کے دیگر حلقوں اور مراکز نماز میں بھی تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ احباب جماعت، اسی طرح خواتین نے بھی کثرت سے روزہ رکھا۔ شام کو دو مخلص احمدیوں نے مسجد میں احباب جماعت کی افطاری کا انتظام کیا۔ مورخہ ۲۳ مارچ کو بھی مسجد میں اور دیگر مراکز نماز میں نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد محترم امام صاحب نے ایک گھنٹہ درس قرآن دیا۔ بعد ازاں مسجد کے مین گیٹ پر خدام الاحمدیہ اور جرمنی کے جھنڈے لہرائے گئے۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے اور سب خدام نے اپنے قائد کی سرکردگی میں دعا کی۔ ھمبرگ شہر کے ایک سکول کے بڑے ہال میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا جس میں ۷۰۰ سے زائد مرد و زن نے شرکت کی بچے اس کے علاوہ تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور اقدس کا پیغام بذریعہ وڈیو کیسٹ سب نے بغور سنا۔ بعد ازاں مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے "احمدیت کا مستقبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے آئینہ میں" کے موضوع پر تقریر کی، جس کے بعد بچیوں نے "ہیں دین کی نادرات ہم" ترانہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں ہمارے ایک افریقی بھائی نے "حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ تقریر کے بعد اطفال الاحمدیہ نے ترانہ پڑھ کر سنایا آخر میں مکرم عبدالباسط صاحب طارق امام مسجد ھمبرگ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اجلاس کے دوران نظم اور حضور کے پیغام کا جرمن ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اجلاس کے اختتام پر تمام شرکاء کی چائے مٹھائی اور چاٹ سے تواضع کی گئی۔

مورخہ ۳۱ مارچ کو ہمبرگ کی فضل عمر مسجد میں جرمن احباب کو شام ۵ بجے استقبالیہ دیا گیا۔ شہر کے میئر کے نمائندہ کے طور پر مسٹر GOLLIN مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور جرمن ترجمہ کے بعد مہمانِ خصوصی اور سب مہمانوں کو مکرم امام عبدالباسط طارق صاحب نے خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں احمدی جرمن مسٹر ناصر پیٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پیغام کا جرمن ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مہمان خصوصی نے دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت کے بارہ میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا، اس کے بعد مکرم امام عبدالباسط صاحب طارق نے جرمن زبان میں تقریر کرتے ہوئے جماعت کا تعارف کروایا جس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ بعد ازاں مہمانوں کو پر تکلف پاکستانی ڈنر پیش کیا گیا جو بہت پسند کیا گیا۔ کھانے کے بعد مہمانوں نے نمائش اور تصاویر کے ذریعہ جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں اور دلچسپی کا اظہار کیا

لجنہ اماء اللہ ھمبرگ کی سرگرمیاں

مورخہ ۲۵ مارچ بروز ہفتہ لجنہ اماء اللہ ھمبرگ نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں زیر تبلیغ جرمن عورتوں کو سہ پہر تین بجے ایک استقبالیہ دیا خواتین کی کل تعداد ۳۲ تھی جس میں ۱۶ جرمن خواتین بھی شامل ہیں۔ ۵۰ کے قریب دعوت نامے بھجوائے گئے اور مقامی اخبار میں ایک اشتہار بھی شائع ہوا۔ جلسہ کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ نظم مع ترجمہ کے بعد محترمہ نصرت احمد نے جرمن زبان میں جماعت احمدیہ کے جرمنی کے قیام کا تاریخی خاکہ اور اہم واقعات بیان کئے۔ جس کے بعد ایک احمدی جرمن بہن نے "اسلام میں عورت کا مقام" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مسز احمد نے جرمن زبان میں "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوا جس میں جرمن خواتین کے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ وقفہ میں مہمان خواتین کی چائے و مشروبات سے تواضع کی گئی۔ آخر میں مہمان خواتین کو سلائیڈز دکھلائی گئیں۔ تقریب بفضل خدا بہت کامیاب رہی۔

مورخہ ۲۷ مارچ بروز سوموار لجنہ اماء اللہ ہمبرگ نے جلسہ مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا جس میں تلاوت اور نظم کے بعد سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام' حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسولﷺ۔ اشاعت دین کیلئے جماعت احمدیہ کی قربانیاں' ۲۳ مارچ اور ہماری ذمہ داریاں' کے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔ اس کے علاوہ ناصرات نے ترانے اور ایک دلچسپ فیچر پروگرام بھی پیش کیا۔ آخر میں تمام ممبرات کی چائے' مٹھائی اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔ دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ بعض مواقع پر کامیاب ہونے والی ناصرات میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

مورخہ ۳ اپریل ۱۹۸۹ء بروز سوموار ھمبرگ میں ایک ہال کرایہ پر لے کر لجنہ اماء اللہ نے کھیلوں اور مینا بازار کا اہتمام کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے خطاب کیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ جشن تشکر سارے یورپ میں نہایت شایان شان طریق پر منایا گیا۔ الحمد للہ

جماعت FRANKFURT

جماعت احمدیہ فرینکفرٹ نے جشن تشکر کو نہایت تزک و احتشام سے منایا۔ مشن ہاؤس اور گھروں پر چراغاں کا خصوصی انتظام کیا گیا احباب جماعت نے اس خوشی کے موقعہ پر اپنے ہمسائیوں اور دوستوں کو مختلف تحائف پیش کئے اور انہیں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر سے متعلق متعارف کروایا۔

یوم تشکر ۲۳ مارچ کا آغاز خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے ہوا۔ مسجد نور میں نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ فرینکفرٹ شہر اور مضافات سے آئے ہوئے احباب سے مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مسجد کے علاوہ احباب نے اپنے گھروں پر بھی بچوں کے ساتھ نماز تہجد ادا کی۔

مسجد نور میں جشن تشکر کی تقریبات کا آغاز نماز فجر کے بعد پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ مشن ہاؤس پر لوائے احمدیت اور جرمنی کا پرچم لہرایا گیا۔ ازاں بعد ایک لمبی پرسوز دعا کے ساتھ دن بھر کی تقریبات کا آغاز ہوا۔ ایک بجے دوپہر جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد ڈیٹسن باغ کے BURGER HAUS کے ایک بڑے اور خوبصورت ہال میں ہوا جس میں احباب و خواتین و بچوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر تمام احباب جماعت نہایت خوش اور نازاں تھے۔ اور بشاشت اور تمکنت کے ساتھ ایک دوسرے کو گلے ملتے اور مبارک باد پیش کرتے رہے۔ اس نہایت ہی بابرکت دن کے موقعہ پر نوبل انعام یافتہ سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو بطور مہمانِ خصوصی مدعو کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اس تقریب میں مختصر خطاب بھی فرمایا۔ جلسہ یوم مسیح موعودؑ کے بعد احباب کی مٹھائی اور مشروبات سے تواضع کی گئی ازاں بعد کھیلوں کی تقریب شروع ہوئی۔

نمائش

BURGER HAUS کے دیدہ زیب ہال کے ساتھ منسلک گیلری میں نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ یہ نمائش جس میں قرآن کریم کے سترہ (۱۷) زبانوں میں تراجم کے علاوہ منتخبہ آیات

قرآن - ۳۷ زبانوں میں - منتخبہ احادیث ۳۷ زبانوں میں، خانہ کعبہ، مسجد نبوی کے شاندار پوسٹر و دیگر تاریخی و نادر تصاویر سے مزین تھی تقریبا ۸۰۰ افراد نے دیکھی۔

FRANKFURT HOF میں تقریب

اسی روز شام سات بجے معززین شہر کے لئے فرینکفرٹ شہر کے مشہور ہوٹل "فرینکفرٹ ہوف" میں تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس میں نوبل انعام یافتہ پہلے مسلمان احمدی سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس موقعہ پر احباب جماعت اپنے زیر تبلیغ جرمنوں کو کثیر تعداد میں ساتھ لائے اور انہیں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے خطاب سے مستفیض ہونے اور سوالات کرنے کا موقع ملا۔ ایک اندازہ کے مطابق ۱۵۰ سے زائد جرمنوں نے اس تقریب میں شمولیت کی۔ یہ مجلس رات دس بجے تک جاری رہی۔

جماعت MÜNCHEN

میونخ مشن میں تقریبات کا آغاز ۲۳ مارچ بروز جمعرات نماز تہجد باجماعت کے ساتھ ہوا جس میں غلبۂ اسلام، احمدیت، حضور اقدس کی غیر معمولی تائیدات، اسیران راہ مولا اور احباب پاکستان کے لئے دعائیں کی گئیں۔ احباب جماعت نے مشن ہاؤس اور گھروں پر چراغاں کا خصوصی انتظام کیا ہوا تھا۔ یوم تشکر کو سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی مشن ہاؤس کے میدان میں بیرونی سڑک کی جانب لوائے احمدیت اور مغربی جرمنی کا پرچم لہرایا گیا اور فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، احمدیت زندہ باد کے نعروں سے معطر ہوگئی۔

مشن ہاؤس کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ صد سالہ جشن تشکر کا نشان LOGO خوب نمایاں تھا۔ الغرض ہر طرف جشن مسرت بپا تھا اور ہر دل شاداں اور اپنے رب کا شکر گزار تھا۔ مشن ہاؤس میں جشن صد سالہ کی خبر علاقہ کے اخبار نے ۲۲ مارچ کی اشاعت میں دی اور افتتاحی تقریب کا اعلان کرتے ہوئے شمولیت کی عام دعوت بھی دی تھی۔

افتتاحی اجلاس سے قبل مشن ہاؤس کے ہمسائیوں کو تحائف دیے گئے۔ کنڈر گارٹن میں بچوں کے لیے SWEETS کے پیکٹ اور اسکول کے پرنسپل کیلئے قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا افتتاحی تقریب کا آغاز ایک بج کر تیس منٹ پر مہمان خصوصی HERR DILL JOHANEG کی آمد پر تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا۔ ازاں بعد نظم اور ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام مکرم بشارت محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھ کر سنایا۔ نیز معزز مہمانوں کو خوش آمدید کیا۔ جس کے بعد مہمان خصوصی نے اپنی طرف سے اور دیگر مہمانوں کی طرف سے نئی صدی کے آغاز پر جماعت احمدیہ کو مبارک باد پیش کی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا اس کے بعد جملہ مہمان مشن ہاؤس میں لگائی گئی نمائش دیکھنے گئے جس کا افتتاح بھی مہمان خصوصی نے کیا۔ مہمان نہایت دلچسپی سے نمائش کو ملاحظہ کرتے رہے۔ بعد ازاں مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ اس دوران سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا اور اسلام و احمدیت کے بارہ میں مختلف سوالوں کے جوابات دیے گئے۔ ۲۰ جرمن مرد و خواتین و بچگان اور ۵۰ احباب جماعت نے اس تقریب میں شرکت کی۔

ساڑھے تین بجے جلسہ مسیح موعود علیہ السلام کا انعقاد ہوا۔ جس میں ۷۰ احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اس موقع پر ۴ جرمن احباب نے بھی شرکت کی۔ تقریب کی کاروائی کا جرمن میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ ازاں بعد جملہ حاضرین نے نمائش ملاحظہ کی جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دنیا میں مساعی اور جماعت کی وسعت کو نمایاں طور پر نقشوں سے ظاہر کیا گیا تھا۔

۲۴ مارچ کو FREISING میں جرمن ٹیم کے ساتھ دلچسپ نمائشی میچ کھیلا گیا اور اختتام پر بعد از تلاوت و ترجمہ جشن صد سالہ سے متعارف کروایا گیا اور پھر کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ آخر میں کھیل کے منتظم کو قرآن کریم جرمن زبان پیش کیا گیا۔

جماعت STUTTGART

جماعت احمدیہ سٹٹ گارٹ۔ جو حال ہی میں ارد گرد کی جماعتوں کو ملا کر ایک نیا مشن بنایا گیا ہے۔ سارے ریجن نے جماعت احمدیہ کی نئی صدی کا نہایت

والہانہ شان کے ساتھ استقبال کیا۔

جماعت سٹڈگارٹ کے ایک وفد نے مکرم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس کی معیت میں شہر کے میئر کے نمائندہ مسٹر WERNER KOCH جو محکمہ جنگلات کے ڈائریکٹر ہیں سے ملاقات کی اور انہیں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے بارہ میں متعارف کروایا۔ اس موقعہ پر مکرم امام صاحب نے جماعت کی طرف سے قرآن کریم کے تحفے کے ساتھ بارہ عدد درخت بطور یادگار صد سالہ جشن تشکر پیش کیے۔

چنانچہ WERNER KOCH نے جماعت احمدیہ کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھ رہا تھا کہ آپ لوگ درخت کا تحفہ دے کر ہم سے کسی امداد کا مطالبہ کریں گے لیکن آپ لوگ بالکل مختلف ہیں۔ نیز دوران گفتگو کہا کہ آپ لوگ سو سالہ جشن منا رہے ہیں۔ ہم جس باغ میں آپ کے درخت لگا رہے ہیں اس کو اگلے ہفتے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ ہم اگلے ہفتہ باغ کے پچاس سالہ جشن کے موقع پر آپ کے درخت باغ کے بڑے دروازے کے سامنے قطار میں لگائیں گے اور ساتھ شیلڈ بھی لکھیں گے کہ جماعت احمدیہ نے سو سالہ جشن کے موقعہ پر یہ تحفہ پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اخبار STUTTGARTER ZEITUNG نے مندرجہ ذیل خبر شائع کی۔

KILLESBERG پارک سٹڈگارٹ کو تحفۃً دیئے جانے والے

بارہ پودے ایک جوبلی کی یاد دلاتے رہیں گے

احمدیہ مسلمان جماعت وہ مسلمان فرقہ ہے جو آج سو سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ اس جماعت کے ممبران نے اس خوشی کے موقعہ پر سٹڈگارٹ شہر بلدیہ کے افسران کو چھوٹے بڑے بارہ عدد پودے تحفے کے طور پر دیئے ہیں۔

Zwölf gestiftete Pflanzen werden künftig auf dem Stuttgarter Killesberg an ein Jubiläum erinnern: 100 Jahre alt geworden ist die islamische Gemeinschaft Ahmadiyya Muslim Jamhaat, deren Glaubensangehörige aus diesem Anlaß Büsche und Bäume der Stadt gespendet haben.

Werner Koch

Gartenbauamtsleiter Werner Koch hat gleich zum Spaten gegriffen, um die Pflanzen am Cannstatter Eingang zu versorgen. Später sollen sie jedoch am Haupteingang des Killesbergs gepflanzt werden. hol/ema

Stuttgarter Zeitung Nr. 87
Samstag, 15. April 1989

بلدیہ کے محکمہ باغات کے ڈائریکٹر مسٹر ورنر کوخ نے پارک کے مین گیٹ کے اندرونی سائیڈ پر اسی وقت بیلچہ ہاتھ میں لے کر ان پودوں میں سے ایک پودے کو نصب کیا۔ بعد ازاں یہ باقی ماندہ پودے پارک کے مین گیٹ کی اندرونی سائیڈ پر لگائے جائیں گے۔ مسٹر WERNER KOCH نے شہر کے میئر کی نمائندگی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے لیئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ یہ خمینی کی وجہ سے نہیں بلکہ شہر سٹڈگارٹ میں جماعت احمدیہ مسلم جو ایک صحیح مذہبی تنظیم ہے کے سو سالہ جشن جوبلی کے موقعہ پر بارہ مختلف بے نظیر درخت محکمہ باغات کو تحفۃً پیش کرنے کی وجہ سے ہے۔

ریجنز کے علاوہ جن جماعتوں نے صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات منعقد کیں ان کے نام درج ذیل ہے۔

KARLSRUHE جماعت — ITZE HOE جماعت
BAD NAUHEIM جماعت — AURICH جماعت
DITHMASCHEN جماعت — LÜBECK جماعت
OLDENBURG جماعت — PINNE GIFHORN جماعت
NORDERSTEDT جماعت — SOLTAU جماعت
EINBECK جماعت — WITZEN HAUSEN جماعت
BREMERVÖRDE جماعت — BOCHOLT جماعت
AUSBURG جماعت — HAMBURG جماعت
RADE VORM WALD جماعت — KAISEN LEUTERN جماعت
EGELSBACH جماعت — PINNEBERG جماعت
BAD OLDESLEO جماعت — KIEL جماعت
HILDESHEIM جماعت — NORDHOLZ جماعت
BERLIN جماعت
STADE جماعت — HUSUM جماعت
HANNOVER جماعت — NITTENAU جماعت
HERZBRUCK جماعت — ANSBACH جماعت
PFARKIRCHEN جماعت — AUER BACH جماعت
KULMBACH جماعت — WEISEN HEIM جماعت
GOTTINGEN جماعت — HOF جماعت
GROSS ROHRHEIM جماعت — NEU HOF جماعت
KOBLENZ جماعت — HILDEN جماعت
HEIDELBERG جماعت — MEHRING جماعت
VIECHTACH جماعت — HERBORN جماعت
HEILBRON جماعت — MINDEN جماعت
HOMBURG SAAR جماعت — MESCHEDE جماعت
FRENDEN STADT جماعت — BREITENBERG جماعت
BERG-FRANKENTHAL جماعت — OBERNKIRCHEN جماعت
PFORZHEIM جماعت

کینیڈا میں صد سالہ جشن نہایت شاندار طریق سے منایا گیا

جوبلی کا جلسہ۔ جشن کا منانا یہاں نہایت شاندار طریق سے انجام پذیر ہوا۔ شہر کا سب سے بڑا ہال کرایہ پر لیا گیا۔ اسے سجایا گیا۔ اس میں نمائش لگائی گئی۔ قریباً دو ہزار آدمیوں کے کھانے کا انتظام تھا۔ ان میں شہر کی میئر، پارلیمنٹ کے ۵ ممبران شامل تھے اور بعض بڑی بڑی ایسوسی ایشنز اور سوسائیٹیوں کے عہدیداران، اخبار اور ٹی وی، ریڈیو کے نمائندگان شامل تھے۔ ٹورنٹو سٹار جو یہاں کا بڑا اخبار ہے اس نے پہلے صفحہ پر تین کالمی نماز تہجد کی تصویر شائع کی۔ دیگر اخبارات نے خبریں دیں۔ وزیر اعظم کینیڈا، گورنر جنرل، وزیر اعلیٰ اونٹاریو، حزب اختلاف کے لیڈر، دوسری پارٹیوں کے لیڈروں نے پیغامات بھجوائے جلسہ میں خاکسار کو سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر تقریر کرنے کی توفیق ملی۔

(حسن محمد خان عارف ــــ کینیڈا)

صدسالہ جشن تشکر سے متعلق

اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے چند تراشے

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے بارہ میں جرمنی کے مختلف اخبارات نے جو زبردست تبصروں کے ساتھ خبریں شائع کیں
ان میں سے چند اخبارات کے تراشے معہ ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں

Muslime feierten Jubiläum ihrer Glaubensbewegung

Nordens Bürgermeister Fritz Fuchs Freie Religionsausübung ist garantiert

for **Norden.** Ahmadiyya Muslim Jamaat, eine hierzulande eher unbekannte islamische Glaubensgemeinschaft, feiert in diesen Tagen weltweit 100jähriges Bestehen. Anlaß genug für eine kleine Gruppe pakistanischer Asylanten, diesem religiösen Datum auch in der Freizeit- und Heimstätte Nazareth, Norddeich, seine Bedeutung zu verleihen.

Im Rahmen einer Feierstunde ging der Leiter der Fazle Omar Moschee in Hamburg, Abdul Basit Tariq, vor zahlreichen Gästen und Angehörigen der Bewegung auf die Lehre von Ahmadiyyat ein. Tariq charakterisierte seine Glaubensrichtung als reformatorisch und ausschließlich auf den heiligen Koran basierend. Er distanzierte sich in seiner Ansprache von Vorurteilen und Propaganda in der Öffentlichkeit, die den Islam mit Terrorismus und Krieg in Verbindung brächten. Zwar räumte Tariq ein, der Islam genieße im Westen augenblicklich keinen guten Ruf, seine Bewegung indessen verfolge friedliche Ziele.

Bürgermeister Fritz Fuchs nahm auf Einladung einer Gruppe von Asylanten an einer Veranstaltung anläßlich des 100jährigen Jubiläums einer islamischen Glaubensbewegung in der Freizeit- und Heimstätte Nazareth teil. Sein Grußwort übersetzte Abdul Basit Tariq, Leiter einer Moschee in Hamburg. Foto: Former

Zwölf Millionen Mitglieder zählt Ahmadiyyat nach eigenen Angaben weltweit; rund 10 000 leben in der Bundesrepublik, viele davon als Asylanten, weil sie wegen ihres Glaubens in den Heimatländern, wie beispielsweise Pakistan, brutalen Verfolgungen ausgesetzt sind.

Ihre Moscheen stehen in Hamburg, München, Frankfurt und Köln.

In einem Grußwort ging auch Nordens Bürgermeister Fritz Fuchs (SPD) auf die Problematik von Flüchtlingen ein, die aufgrund ihrer Religionszugehörigkeit und -ausübung benachteiligt oder verfolgt werden. Er erinnerte hierbei an Rassenverfolgung und Religionsverbot zur Zeit des Nationalsozialismus. Heute sei die ungestörte Glaubensausübung im Grundgesetz verankert. Gegründet wurde die Gemeinschaft von Hazrat Mirza in Nordindien. Eine der Grundlagen ihrer Lehre ist die Prophezeihung, Gott füge es so, daß am Ende der Zeit alle Religionen, Christentum, Buddhismus und Islam, in einer einzelnen Persönlichkeit erscheinen.

Freitag, den 31. März 1989 / Seite 6

مسلمان اپنی جماعت کی صد سالہ جوبلی منا رہے ہیں

مذہب پر عمل کرنے کی گارنٹی دی جاتی ہے۔ میئر نارڈن

احمدیہ مسلم جماعت جوکہ ایک مذہبی جماعت ہے ان دنوں اپنی جماعت کے ۱۰۰ سال پورے ہونے پر ساری دنیا میں تقریبات منعقد کر رہی ہے۔ پاکستانی پناہ گزینوں نے انہیں تاریخوں میں شہر NORDDEICH کے تفریحی سینٹر NAZARETH میں اس دن کو اہمیت دینے کے لئے تقریب منعقد کی۔ فضل عمر مسجد کے امام عبدالباسط طارق نے بے شمار جرمن مہمانوں اور اپنی جماعت کے ممبران کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے۔ امام صاحب نے کہا کہ احمدیہ جماعت ایک اصلاحی جماعت ہے اور اس کی بنیاد قرآن کریم پر ہے۔ طارق صاحب نے اسلام کو ان تمام الزامات اور پروپیگنڈہ سے پاک قرار دیا جو پبلک میں اس مذہب پر لگائے جاتے ہیں یعنی یہ کہ اسلام دہشت گردی اور جنگوں کا مذہب ہے۔ احمدیہ جماعت پرامن مقاصد کیلئے کوشاں ہے۔ احمدیوں کی تعداد ساری دنیا میں ۱۲ ملین ہے۔ جن میں سے ۱۰ ہزار جرمنی میں اسائلم لئے ہوئے ہیں کیونکہ پاکستان میں انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

تصویر: شہر کے میئر FRITZ سپاسنامے کا جواب دے رہے ہیں۔ ہمبرگ مسجد کے امام ساتھ کھڑے اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں

Gedanken an den Mahdi in einem ostfriesischen Fehndorf

ایک چھوٹے سے گاؤں میں مہدی علیہ السلام کی یاد تازہ کی گئی

Familie aus dem Pandschab hat gute Kontakte zu den Fehntjern

gg **WESTGROSSEFEHN.** Die Nachbarn kommen mit Blumen, es wird platt, englisch und eine Art Pidgin gesprochen. Die lange Tafel in der Stube ist gedeckt mit exotischen Speisen, zwischen denen Krüge mit Wasser und Säften stehen. Der Hausherr, eher westlich gekleidet, ist um die Gäste bemüht. Die Dame des Hauses, in fernöstlichem Touch, trägt weitere Köstlichkeiten auf. Die Kinder, fünf sind es, allesamt bescheiden, ausnehmend höflich und quietschvergnügt bis auf das grippekranke Nesthäkchen, haben am Nebentisch Platz genommen. Szenen einer nachbarschaftlichen Zusammenkunft in einem ostfriesischen Fehndorf.

In einem Fehndorf? Ja, was sich hier abspielt, ist eine Einladung zum Essen durch Dr. Sadiq Qasir, Mediziner aus Lahore im Pandschab, das in den vergangenen Jahren immer wieder für negative Schlagzeilen sorgte. Dr. Qasir und seine Familie flohen 1987 aus ihrer inzwischen pakistanischen Heimat und fanden nach mancherlei Odyssee in einem alten Fehngehöft in Westgroßefehn eine Unterkunft.

Die wegen ihrer Hilfsbereitschaft und Höflichkeit bei ihrer Nachbarschaft wohlgelittene Familie leidet, trotz der Zuwendung, die sie von allen Seiten erfährt, wie alle Heimatvertriebenen: der Verlust der Heimat, das für alle Asylbewerber obligatorische fünfjährige Berufsverbot für den tüchtigen Mediziner und Ernährer der Familie, das Zurechtfinden in einer fremden Umgebung mit fremden Gebräuchen, fremder Lebensweisen, fremder Religion. Besonders Letzteres trifft die Qasirs hart, denn sie gehören der Religionsgemeinschaft der moslemischen Ahmadiyyat an.

Das war der Grund für ihre Vertreibung und das ist auch der Grund für diese Einladung an ihre Nachbarn. Selbst den strenggläubigen Moslems sind die Ahmadiyyat ein Dorn im Auge. Ahmadiyyat ist die Wiederbelebung des Islam, dessen Grundlagen und Aussagen zwar in keiner Weise verlassen werden, den Ahmadiyyat jedoch vor allem durch besonders strenge Auslegung des Korans von mancherlei Verkrustungen befreit hat. Dabei gab es einen Vorreiter, nämlich Mirza Ghulam Ahmad aus Qadian, der 1889 erklärte, der Mahdi und der Verheißene Messias zu sein und der damit die Ahmadiyyat-Bewegung ins Leben rief.

Damals wie heute stehen die religiösen Führer des Islam in all seinen Variationen den Ahmadiyyat kritisch gegenüber. Diese kritische Distanz geht — wie im Fall der Familie Dr. Qasir — sogar bis zur Verfolgung und Vertreibung. Selbst im liberalisierten Pakistan Benazir Bhuttos, so vermutet Dr. Qasir, dürfte eine Sicherheit für ihn und seine Familie nicht gegeben sein.

Das Essen mit den Nachbarn fand aus Anlaß der 100jährigen Wiederkehr der Gründung der Ahamdiyyat-Bewegung statt. Es war eine friedliche, lockere freund-nachbarschaftliche Zusammenkunft in entspannter Atmosphäre. So friedvoll wie die Anhänger des Mahdi (in der Bundesrepublik etwa 11 000) allesamt sind. Diesen Frieden in der eigenen Heimat zu finden, war ihnen bisher nicht vergönnt . . .

احمدیت اسلام کا احیاء نو ہے اور اس کے عقائد
کے مطابق انہوں نے قرآن کی تفسیر کو زوائد اور
حاشیوں سے پاک کیا ہے - اس جماعت کے امام
حضرت مرزا غلام احمدؑ ہیں جن کا تعلق قادیان سے
تھا اور انہوں نے ۱۸۸۹ء میں اس جماعت کی
بنیاد رکھی - آج اکثر مذہبی راہنما اس جماعت کے
خلاف ہیں - یہ عشائیہ جو ہمسایوں کو دیا گیا یہ اس
جماعت کی صد سالہ جوبلی کی وجہ سے تھا - نہایت ہی
بے تکلف اور دوستانہ ماحول میں ہمسایوں
کو کھانا پیش کیا گیا - مہدیؑ کے ماننے
والے بہت ہی پر امن لوگ ہیں - اور جرمنی میں
ان کی تعداد گیارہ ہزار کے قریب ہے

Lokales Seite 4 – Freitag, 31. März 1989

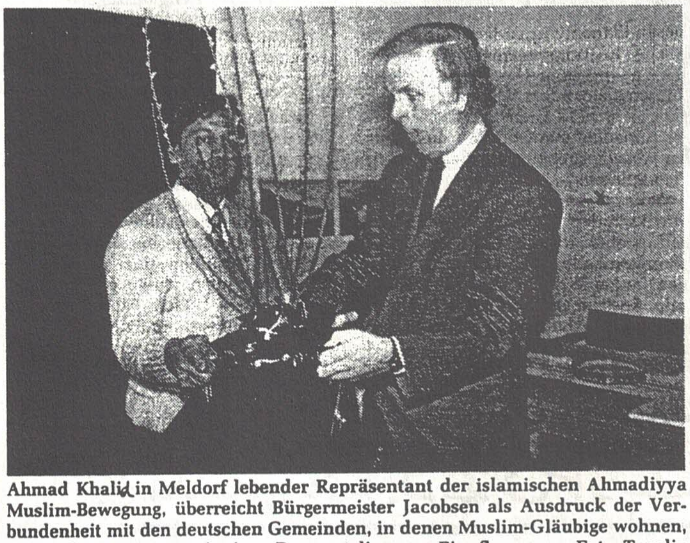

Ahmad Khalid in Meldorf lebender Repräsentant der islamischen Ahmadiyya Muslim-Bewegung, überreicht Bürgermeister Jacobsen als Ausdruck der Verbundenheit mit den deutschen Gemeinden, in denen Muslim-Gläubige wohnen, den Heiligen Koran sowie einen Baumsetzling zum Einpflanzen. Foto: Treplin

„Heiligen Koran" und Pflanzbaum überreicht

100 Jahre „Ahmadiyya Muslim"-Bewegung

MELDORF (tr). Die zwei in Meldorf wohnhaften Repräsentanten der „Amadiyya Muslim"- Bewegung, Ahmad Khalid sowie Saadat Ahmad, statteten auf eigenen Wunsch Bürgermeister Jacobsen im Rathaus einen Besuch ab.

Der Anlaß dazu bildete das 100. Jubiläumsjahr der genannten Bewegung. Sie überreichten dem Bürgermeister aus diesem Grunde und als Zeichen der Verbundenheit mit den deutschen Gemeinden, in denen sie leben, den Heiligen Koran und einen jungen Pflanzbaum, den die Stadt als Symbol solcher Verbundenheit anpflanzen möchte.

قرآن کریم اور پودا تحفہ میں دیا گیا - جماعت احمدیہ کے ۱۰۰ سال مکمل ہو گئے

خالد احمد اور سعادت احمد نے
شہر کے میئر سے ملاقات کی ، اور
جماعت احمدیہ کے ایک سو سال
پورے ہونے پر میئر کو جرمن
باشندوں سے تعلق محبت کی
علامت کے طور پر ایک قرآن کریم
کا نسخہ اور ایک پودا تحفۃً دیا
گیا - مسٹر یعقوب سن نے ان
کا شکریہ ادا کیا - اور مستقبل
کی بھلائی کی خواہش کی

DITHMARSCHER RUND SCHAU 25.03.1989

---

23 MÄRZ 1989

Ahmadiyya-Muslime feiern Jubiläum

Norderstedt (vk) Sie interpretieren den Koran als Botschaft des Friedens und würden auch dem britischen Schriftsteller Salman Rushdie kein Haar krümmen. Die Ahmadiyya-Muslime, von denen im Kreis Segeberg rund 150 leben, feiern in diesem Jahr das 100jährige Bestehen ihrer Glaubensgemeinschaft. Zur Auftaktveranstaltung treffen sie sich morgen ab 16 Uhr in der Norderstedter Festhalle am Falkenberg. „Der Tag des verheißenden Messias" soll mit einer Koran-Rezitation, einer Ansprache, einem gemeinsamen Essen und einem bunten Kinderprogramm gefeiert werden. Insgesamt werden 300 Besucher erwartet. Im Mai planen die Gläubigen, die in ihrer pakistanischen Heimat von der Regierung verfolgt werden, eine Ausstellung über ihre Bewegung.

احمدی مسلمان اپنی جوبلی منا رہے ہیں

وہ (احمدی لوگ) قرآن کو امن کا پیغام سمجھتے ہیں
یہ لوگ کل جلسہ یوم مسیح موعودؑ منائیں گے
آخر میں سب کو ضیافت میں شامل کیا جائیگا

SEGEBERGER ZEITUNG

Donnerstag, 6. April 1989

Einen Mandelbaum für das Rathaus

Anläßlich des 100jährigen Bestehens der muslemischen Ahmadiyya-Gemeinde (das Tageblatt berichtete) überreichten Vertreter dem Buxtehuder Bürgermeister Uwe Hampe ein symbolträchtiges Geschenk: Das Mandelbäumchen, das Uwe Hampe eigenhändig im Rathaus-Innenhof einpflanzte, soll die Dankbarkeit und Verbundenheit der im Kreis Stade lebenden Ahmadiyya-Muslims mit der Stadt Buxtehude zeigen. Außerdem soll das Bäumchen, laut Ahmed Zahoor (rechts), dem Sprecher der Gemeinde im Landkreis Stade, so wachsen, wie die Glaubensgemeinde selbst. Ein weiteres Geschenk kommt allen Buxtehudern zugute: Eine Abschrift des Korans in arabischer Sprache mit einer deutschen Übersetzung und inklusive Erläuterungen wird seinen Platz in der Stadtbibliothek bekommen. Foto: Filatzek

جماعت احمدیہ کے نمائندوں نے شہر BUXTEHUDE کے میئر مسٹر UWE HAMPE کو اپنی جماعت
کے صدسالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مقامی جرمن شہریوں سے محبت تعلق اور شکرانے کے طور پر ایک بادام کا درخت
پیش کیا جو میئر نے سرکاری عمارت کے اندرونی باغ میں خود اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے
نمائندے ظہور احمد نے کہا کہ خدائی جماعتیں بھی درختوں کی طرح ترقی کرتی ہیں اس شہر کی لائبریری کو قرآن کریم اور
دیگر اسلامی کتب کا تحفہ دیا
جائے گا۔

BUXTEHUDER
TAGES BLATT.

MELDORF 5/4/89

Redaktion:
Fritz Buchholz, ☎ 04832/2041

100 Jahre „Muslim"

MELDORF (bz). Am heutigen Mittwoch um 18 Uhr findet im Gemeindezentrum Meldorf eine Sitzung der Ahmadiyya Muslim Bewegung zum 100jährigen Jubiläum statt. Es handelt sich um eine Reformbewegung in 119 Ländern der Erde mit über zehn Millionen Mitgliedern. Vertreter der Gemeinde in Dithmarschen ist ein Herr Khalid. Die Sitzung leitet Abdul Basit Tarig, Imman und Leiter der Fazle Omar Moschee in Hamburg.

Reformbewegung des Islam

Imam Abdul Basit Tariq sprach im Meldorfer Gemeindezentrum.
(Foto: Schilling).

Meldorf (sis) Die über zehn Millionen Mitglieder der über die ganze Welt verbreiteten Ahmadiyya Jamaat, eine Bewegung innerhalb des Islam, feiern in diesem Jahr weltweit ihr 100jähriges Jubiläum. Aus diesem Anlaß lud der Iman und Leiter der Fazle Omar Moschee in Hamburg, Abdul Basit Tariq, alle Interessierten zu einer Sitzung in das Meldorfer Gemeindezentrum Klosterhof ein. In einem Referat verdeutlichte er den zahlreichen Anwesenden die Zielsetzungen der Ahmadiyya, die sich, wie er ausführte, als eine Reformbewegung verstehe, die in 119 Ländern Tausende von Moscheen, Missionsstellen, Krankenhäuser und Schulen unterhalte und versuche, auf friedliche Weise den reinen und ursprünglichen Islam darzustellen sowie die Botschaft des Islam an die gesamte Menschheit zu überbringen.

Mittwoch, 22. März 1989

Die Moslems feiern morgen

Pinneberg (bi). Der morgige Tag ist für etwa 30 Pinneberger Bürger ein Feiertag. Sie sind überwiegend Pakistani aber auch Afrikaner und Türken, die am Donnerstag in einer Wohnung an der Friedrich-Ebert-Straße 51 feiern werden. Diese Menschen gehören einer moslemischen Gemeinde an, die am 23. März vor 100 Jahren gegründet wurde. Sie heißt Ahmadiyya Muslim Jamaat.

Es ist eine islamische Gemeinde, die sich für die Erneuerung des Islam einsetzt. In der Kreisstadt treffen sich regelmäßig etwa 30 Gemeindeglieder, um gemeinsam zu reden und zu beten. Morgen feiern diese Moslems ab 9 Uhr in der Wohnung an der Friedrich-Ebert-Straße. Das Fest ist öffentlich. Jeder, der sich über diese Gemeinde informieren möchte, ist willkommen.

مسلمان کل صبح ایک تہوار منا رہے ہیں

پنی برگ کے احمدی جس میں افریقن اور ترکی بھی شامل ہیں وہ ایک رہائش
گاہ میں کل ایک دن منا رہے ہیں۔ یہ لوگ جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں، جو
۲۳ مارچ کو صدسالہ جشن تشکر منا رہی ہے۔ ہر وہ شخص جو احمدیت میں
دلچسپی رکھتا ہے وہ اجلاس میں شریک ہو کر اس جماعت کے بارہ میں معلومات
حاصل کر سکتا ہے۔

PINNEBERGER TAGESBLATT

جماعت احمدیہ جو مسلمانوں کی جماعت ہے، اس جماعت کے دس ملین سے زائد
ممبران اس سال صدسالہ جشن تشکر منا رہے ہیں، یہ جشن ساری دنیا میں منایا جا رہا
ہے۔ اس موقعہ پر فضل عمر مسجد کے امام عبدالباسط طارق نے اسلام سے دلچسپی
رکھنے والے جرمنوں کو کمیونٹی سینٹر میں مدعو کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت
احمدیہ کے مقاصد بیان کئے جو کہ ایک اصلاحی جماعت ہے اور ۱۱۹ ممالک
میں ہزاروں مساجد، مشن ہاؤسز، ہسپتال، سکولز چلا رہی ہے۔ اور سچا
اور حقیقی اسلام پیش کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ (ڈتھمارشن لانڈس سائی ٹنگ)

Referat in der Falze Omar Moschee

Die Frauenoragnisation Lajna-Imaullah lädt zum 100jährigen Jubiläum der Ahmadiyya Muslim Bewegung« in der Fazle Omar Moschee, Wieckstraße 24, ein. Es wird am 25. März um 16.00 Uhr ein kurzes Referat über die Gemeinde gehalten. Im Anschluß spricht eine deutsche Schwester über die Stellung der Frau im Islam, eine Diskussion ist vorgesehen. In der Pause werden asiatische Spezialitäten gereicht.

نام اخبار: آہم بٹلر ووخن بلاٹ

23. März 1989

احمدی عورتوں کی تنظیم لجنہ اماء اللہ نے ۲۵ مارچ کو صدسالہ جشن تشکر منانے
کیلئے فضل عمر مسجد میں آنے کی دعوت دی ہے۔ یہ تقریب سہ پہر ۴ بجے ہو گی
جماعتی تعارف پر ایک تقریر ہو گی۔ بعد ازاں ایک احمدی جرمن خاتون اسلام
میں عورت کا مقام" کے موضوع پر تقریر کرے گی۔ وقفہ میں مخصوص
ایشائی سامان خوردنوش سے تواضع کی جائے گی۔

Pakistanis stifteten der Stadt eine Esche

fra OBERNKIRCHEN. Als Zeichen der Freundschaft und Völkerverständigung stifteten die pakistanischen Asylbewerber Mohammed Aslam, Mahmood Ahmed und Ghias-ud-Din der Stadt Obernkirchen eine Eberesche. Anlaß für die Aktion ist das 100jährige Bestehen der islamischen Glaubensgemeinschaft, der die drei angehören.

Im Jahre 1889 hatte der Inder Mirza Ghulam Ahmad verkündet, daß in seiner Gestalt der Reformer des 14. Jahrhunderts islamischer Zeitrechnung erschienen sei. Später bezeichnete er sich auch als der „Verheißene Messias". Im März 1889 legte er den Grundstein zur nach ihm benannten Ahmadiyya-Bewegung. „Ahmadiyyat", so heißt es in einer Broschüre der Gemeinschaft, „ist die von Gott versprochene Wiederbelebung des Islam."

Im Landkreis Schaumburg leben zur Zeit sechs pakistanische Asylbewerber, die dieser Gemeinschaft angehören. In ihrer Heimat wurden sie bisher wegen ihrer Überzeugung verfolgt. Zwei der Pakistanis wohnen in Obernkirchen: Mohammed Aslam und Mahmood Ahmed.

Gemeinsam mit ihrem Landsmann Ghias-ud-Din, der in Nienstädt lebt, schenkten sie der Stadt Obernkirchen eine Eberesche. Anlaß war das 100jährige Bestehen ihrer Glaubensgemeinschaft, die Spende sollte der Völkerverständigung, der Freundschaft und der Verbundenheit dienen.

Bürgermeister Adolf Bartels pflanzte den Baum höchstpersönlich im La-Flèche-Park. Ihm selbst schenkten die Pakistanis einen Koran. Auch die Stadtbücherei soll demnächst zwei neue Bände bekommen.

پاکستانیوں نے شہر کو ایک درخت پیش کیا

اوبرکرشن شہر کے تین پناہ گزینوں محمد اسلم، محمود احمد اور غیاث الدین نے اپنی جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر شہر کے میئر کو ایک درخت کا تحفہ پیش کیا۔ ۱۸۸۹ء میں ایک ہندوستانی مصلح (حضرت) مرزا غلام احمدؑ نے اعلان کیا کہ وہ چودہویں صدی کے مصلح ہیں۔ بعد میں انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مارچ ۱۸۸۹ء کو انہوں نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ احمدیت اسلام کا احیاء نو ہے۔ احمدیوں کو اپنے ملک میں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ شہر کے میئر کو انہوں نے تعلق محبت اور دوستی کی بنا پر قرآن کریم کا نسخہ اور درخت پیش کیا۔

نام اخبار: شاؤمبرگر سائی ٹنگ، تاریخ اشاعت: ۳۰ اپریل ۱۹۸۹ء

Ahmadiyya Muslims spenden:

Baum und Koran für Bad Oldesloe

احمدیہ مسلم جماعت نے شہر باد اولڈسلو کو قرآن کریم اور درخت کا تحفہ دیا

Bad Oldesloe (hh). Seit Freitag steht ein Baum als Ausdruck der islamischen Liebe und Verbundenheit zur Kreisstadt im Oldesloer Kurpark. Abdul Basit Tariq, Imam und Leiter der Fazale-Omar-Moschee in Hamburg, und Bürgermeister Ulrich Gudat

St Anzeigenannahme
Tel. 04531/3051

pflanzten die Kastanie. Sie steht in der Nähe des Eingangs zum Tennisplatz. Die Ahmadiyya Muslim Bewegung, die der Hamburger Imam vertritt, feiert 100jähriges Bestehen. Sie setzt sich für eine friedliche Reform des Islam ein.

„Mit Khomeini's Religionsverständnis haben wir wenig gemeinsam. Im Glauben darf kein Zwang sein", so der Imam.

Anläßlich des Jubiläums und zum Zeichen ihrer Verbundenheit mit den Bürgern von Bad Oldesloe spendeten die Ahmadiyya Muslims die Kastanie und einen Koran.

Das heilige Buch der Mohammedaner — es ist ins Deutsche übersetzt — wird in Zukunft in der Stadtbücherei stehen. „Da will ich unbedingt auch einmal reinschauen", freute sich Ulrich Gudat.

In Bad Oldesloe leben 24 Männer, Frauen und Kinder dieser islamischen Gemeinschaft, die inzwischen zehn Millionen Mitglieder zählt.

Abdul Basit Tariq, Imam der Ahmadiyya Muslims (mit Pelzmütze) und Oldesloes Bürgermeister Ulrich Gudat pflanzten gemeinsam im Kurpark den Baum der Liebe und Verbundenheit. Einige Oldesloer Gemeindemitglieder der islamischen Reformbewegung waren bei der symbolischen Handlung zugegen.

Mittwoch, 12. April 1989

نام اخبار: STORMARNER TAGESBLATT

جمعہ کے دن سے شہر اولڈسلو کے پارک میں ایک درخت کھڑا ہے جو کہ اسلامی محبت اور اخوت و احسان کا مظہر ہے۔ یہ اظہار محبت و اخوت شہر کے مکینوں سے ہے۔ ہمبرگ کے امام اور شہر کے میئر مسٹر ULRICH GUDAT نے اکٹھے مل کر درخت لگانے کی رسم ادا کی۔ جماعت احمدیہ ان دنوں اپنی صد سالہ تقریب منا رہی ہے یہ مسلمانوں کی پرامن اور اصلاحی جماعت ہے۔ خمینی کے خیالات سے یہ لوگ متفق نہیں کیونکہ اسلام میں جبر جائز نہیں۔ قرآن کریم کا جرمن ترجمہ شائع ہو چکا ہے جو عنقریب شہر کی لائبریری میں رکھا جائے گا اس شہر میں کل ۲۴ احمدی رہائش پذیر ہیں ساری دنیا میں احمدیوں کی تعداد دس ملین ہے۔

جماعتِ احمدیہ جرمنی کی

آٹھویں مجلسِ شوریٰ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئی

مجلس شوریٰ کا انعقاد "بیت النصر" کولون میں ہوا

مرتبہ : اعجاز احمد انور

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی آٹھویں مجلس شوریٰ بیت النصر کولون میں بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئی۔ مجلس شوریٰ جس میں ملک بھر سے ۲۴۰ نمائندگان کے علاوہ ۵۰ زائرین نے بھی شرکت کی اپنے روحانی اور روح پرور ماحول میں مورخہ ۲ جون ۱۹۸۹ء بعد نماز جمعہ افتتاحی تقریب سے شروع ہوئی اور مورخہ ۴ جون بعد دوپہر دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

افتتاح :- مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس پانچ بجکر تیس منٹ پر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم شمس الحق صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم امیر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج نے دعا کروائی اور اجلاس کی بقیہ کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ سیکرٹری شوریٰ نے گذشتہ سال کی مجلس شوریٰ کی رپورٹ (معہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ جات) پڑھکر سنائی۔ آپ نے حضور اقدس کے فیصلہ جات پر عملدرآمد کے بارہ میں بھی نمائندگان شوریٰ کو تفصیل بتائی۔ اس رپورٹ کے بعد سیکرٹری شوریٰ نے امسال مجلس شوریٰ کیلئے جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی ایسی تجاویز پڑھکر سنائیں جن کو اس مرتبہ ایجنڈا میں شامل نہیں کیا گیا۔ اور ان کی مختصر وجوہات بھی بیان کیں۔ علاوہ ازیں بعض تجاویز کے بارہ میں متعلقہ نیشنل سیکرٹری نے بھی وضاحت بیان کی۔ یہ اجلاس رات گیارہ بجے ختم ہوا۔

اجلاس دوم :- مجلس شوریٰ کا دوسرا اجلاس بوقت نو بجے شام مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت دوبارہ شروع ہوا۔ سیکرٹری شوریٰ نے "ایجنڈا ۸۹ء" پڑھکر سنایا۔ جس کے بعد سب کمیٹیوں کا انتخاب ہوا۔ اس موقعہ پر محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ شوریٰ کی روایت کے مطابق صدر مجلس اپنی معاونت کیلئے بعض دوستوں کو بلاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں مکرم محمد احمد صاحب انور کو اپنی معاونت کیلئے بلاتا ہوں۔ چنانچہ آپ کی معاونت کے ساتھ سب کمیٹیوں کا انتخاب عمل میں آیا۔

ایجنڈا میں شامل تجاویز کے مطابق چار سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ سب کمیٹی **تبلیغ و اشاعت** جس کے صدر مکرم عبدالباسط صاحب طارق اور سیکرٹری مکرم اسماعیل صاحب نوری تھے۔ سب کمیٹی **تعلیم و تربیت** کے صدر مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب اور سیکرٹری مکرم عبدالشکور صاحب اسلم، سب کمیٹی **متفرق امور** کے صدر مکرم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس اور سیکرٹری مکرم محمد عاقل صاحب، سب کمیٹی **مال** کے صدر مکرم بشارت احمد صاحب محمود اور سیکرٹری مکرم سید محمد احمد صاحب گردیزی تھے۔ سب کمیٹیوں کے نمائندگان نے کافی غور و خوض اور بحث کے بعد ایجنڈا کی بعض تجاویز کو ترامیم کے ساتھ نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کیا۔

سب کمیٹیوں کے انتخاب کے بعد نیشنل صدر موصیان کا انتخاب ہوا جس میں مغربی جرمنی سے بلائے گئے ۲۷ موصیان نے شرکت کی۔

دوسرا دن مورخہ ۳ جون ۸۹ء :- شوریٰ کے دوسرے

دن بروز ہفتہ شوریٰ کی کارروائی صبح ۹ بجکر پندرہ منٹ پر شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب انور نے کی، جس کے بعد سب کمیٹی تبلیغ و اشاعت کی رپورٹ نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کی گئی، نمائندگان شوریٰ نے ایجنڈا میں شامل تبلیغ و اشاعت کی تجاویز پر اپنی آراء پیش کیں اور سب کمیٹی کی بعض تجاویز کو منظور کرنیکی سفارش بھی کی۔ اس اجلاس میں مکرم امیر صاحب کی معاونت مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب طاہر صدر جماعت احمدیہ KARLSRUHE نے کی۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کے ختم ہونے کے ساتھ ہی دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں سب کمیٹی تعلیم و تربیت کے سیکرٹری صاحب نے رپورٹ پیش کی۔ اس اجلاس میں محترم امیر صاحب کے ساتھ معاونت مکرم ناصر احمد صاحب بشیر صدر جماعت KOBLENZ نے کی۔ یہ اجلاس تقریباً ۴ گھنٹے جاری رہا، ایک بجکر پچاس منٹ پر طعام و نماز ظہر و عصر کے لئے وقفہ ہوا۔ تین بجے اجلاس دوبارہ شروع ہوا جس میں متفرق امور کے بارہ میں سب کمیٹی نے اپنی سفارشات نمائندگان شوریٰ کے سامنے پڑھکر سنائیں، یہ اجلاس شام سات بجے ختم ہوا۔ اس اجلاس میں معاونت مکرم عبدالرؤف صاحب صدر جماعت نیورن برگ نے کی۔

انتخاب امیر ملک : شام سات بجے امیر ملک کا انتخاب ہوا۔ یہ انتخاب وکیل التبشیر لندن کی ہدایت کے مطابق مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم نے کروایا۔ جس میں ۲۱۹ نمائندگان شوریٰ نے حصہ لیا۔

امیر ملک کے انتخاب کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کا انتخاب موجودہ امیر ملک محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ انتخاب کی کارروائی رات گیارہ بجے ختم ہوئی۔

تیسرا دن مورخہ ۴ جون ۸۹ء :۔ مجلس شوریٰ کے تیسرے اور آخری دن اجلاس کی کارروائی ٹھیک وقت پر صبح نو بجے شروع ہوئی۔ سب کمیٹی مال کے سیکرٹری صاحب نے سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کی، جس کے بعد نمائندگان شوریٰ نے اپنی آراء پیش کیں۔ سب کمیٹی مال کا اجلاس ۲ دو بجے دوپہر ختم ہوا۔ جس کے ساتھ ہی محترم امیر صاحب کی ہدایت پر اختتامی تقریب بھی شروع ہوگئی۔

اختتامی تقریب : اختتامی تقریب میں سب سے پہلے محترم عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج نے خطاب فرمایا آپنے فرمایا کہ نمائندگان شوریٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ واپس جاکر وہ اپنی اپنی جماعتوں میں شوریٰ کی کارروائی بتائیں۔ نیز فرمایا کہ جماعتوں کو چاہیئے کہ جہاں ممکن ہو وہاں نماز سینٹر فوری طور پر قائم کرنے چاہیئں۔ اس کے علاوہ آپنے نمائندگان شوریٰ کو بعض جماعتی ہدایات بھی دیں، آپ کے خطاب کے بعد سیکرٹری شوریٰ مکرم بشارت احمد صاحب باجوہ نے شوریٰ کی مختصر رپورٹ پیش کی اور نمائندگان شوریٰ اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر امیر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپنے اپنے مختصر خطاب میں احباب جماعتوں کو صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات منعقد کرنے اور شہر کے میئر حضرات کو درخت بطور یادگار صد سالہ جشن تشکر پیش کرنے کیلئے کہا۔ نیز نمائندگان شوریٰ سے فرمایا کہ آپ یہاں تین دن رہ کر جا رہے ہیں آپنے یہاں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اپنی جماعتوں میں جاکر احباب جماعت کو بھی اس سے مطلع کریں۔

آپکے اختتامی خطاب کے بعد مکرم مشنری انچارج صاحب نے دعا کروائی جس کے ساتھ جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی آٹھویں مجلس شوریٰ اختتام کو پہنچی۔

انتظامات :۔ مجلس شوریٰ کے انتظامات و میزبانی کی سعادت جماعت احمدیہ کولون کو حاصل ہوئی۔ انتظامات کے لئے مکرم لئیق احمد صاحب منیر کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ناظم اعلیٰ مکرم چوہدری سعید الدین صاحب تھے۔ چنانچہ آپنے اور آپکے رفقاء کار نے نہایت محنت سے جملہ انتظامات کو بااحسن طریق سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

آمد کی تعریف

آمد کی تعریف جس پر چندہ واجب ہے حسب ذیل ہے: (منظور شدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ ریزولیشن صدر انجمن احمدیہ ۱۵-غ،م / ۱۸-۶-۸۸)۔

"آمد کی تعریف": "ہر قسم کا سرمایہ خواہ وہ زمین، مکان، مشینری، روپیہ یا ذاتی ہنر کی صورت میں ہو، اس پر جو آمدنی حاصل کی جائیگی اس پر چندہ واجب ہوگا۔ اسی طرح انعام، وظیفہ یا گذارہ نقدی کی صورت میں ہو اس پر بھی چندہ واجب ہوگا۔ مگر جو روپیہ ورثہ میں راس المال کے طور پر ملے وہ سرمایہ سمجھا جائے گا نہ کہ آمد"۔

نوٹ: "طالبعلمی کے وظیفوں پر شرح کا اطلاق نہیں ہوگا طلباء سے یہ توقع رکھی جائیگی کہ وہ حسب حیثیت خود کچھ رقم معین کر کے جماعت سے افہام و تفہیم کے ذریعہ اس کے مطابق باقاعدہ چندہ ادا کریں"۔

"مستثنیات": (۱) گورنمنٹ ڈیوز از قسم ٹیکس، ریونیو، لوکل ریٹ، لازمی انشورنس وغیرہ جو گورنمنٹ کے حکم یا منظوری سے عائد یا تجویز کئے گئے ہوں، آمدنی میں شمار نہیں ہوں گے یعنی ان کی منہائی کے بعد جو آمدنی رہیگی اس پر چندہ واجب ہوگا۔ (۲) ہر قسم کے COMPEN-SATORY ALLOWANCES جو ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے ملیں جو مخصوص حالات کی بناء پر ضروری ہوں ان پر چندہ واجب ہوگا مثلاً کرایہ مکان الاؤنس، وردی الاؤنس، بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں والدین کو ملنے والا الاؤنس وغیرہ۔ (۳) نوٹ: جب کرایہ مکان الگ طور پر ادا نہ ہو رہا ہو بلکہ CONSOLIDATED تنخواہ ملتی ہو تو کرایہ مکان کی اصل رقم جس کی انتہائی رقم میونسپل کارپوریشن والے شہروں اور پہاڑی مقامات پر رہائش رکھنے والوں کیلئے ان کی تنخواہ کا ۴۰ فیصد بطور کرایہ مکان شمار کی جائیگی اور دوسرے شہروں میں رہنے والوں کیلئے انتہائی رقم ۲۰ فیصد ہوگی اور اس قدر رقم چندہ سے مستثنیٰ قرار ہوگی۔ پنشن پانے والوں کیلئے بھی یہی قاعدہ ہوگا بشرطیکہ کرایہ مکان پنشن میں سے ہی ادا کر رہے ہوں۔ بے کاری الاؤنس، سوشل سیکیورٹی الاؤنس OLD AGE PENSION اور بیوگان کو ملنے والا الاؤنس وغیرہ چندہ سے مستثنیٰ نہیں ہوں گے۔ (۴) اگر جائیداد بنانے کیلئے قرض لیا جائے اور اس قرض کو اقساط میں واپس کیا جائے تو چندہ کی ادائیگی کے لیے ان اقساط کی رقم آمدنی میں سے وضع نہیں ہوگی۔ ہاں جو قرض لیا ہے اگر اسے آمد تصور کر کے اس پر چندہ ادا کرنے کے بعد جائیداد پر لگائے تو پھر واپسی قرضہ کی اقساط پر چندہ واجب نہیں ہوگا، وہ منہا کر کے باقی پر چندہ ادا کرے گا۔ (۵) اگر کوئی فرد جماعت اپنے مستقل گزارہ کیلئے قرض پر انحصار کر رہا ہو تو وہ اس قرض پر بھی واجب چندہ جات ادا کرے گا۔ ہاں جب اس قرض کی رقم واپس کرے گا تو اس وقت واپسی قرض کی رقم کو اپنی آمد سے منہا کرنے کے بعد اس پر چندہ ادا کرے گا۔ (۶) تاجر پیشہ یا دیگر پیشہ ور اور پریکٹشنرز اور زمینداروں کے وہ اخراجات جو مندرجہ تعریف مذکورہ بالا کے حصول کیلئے برداشت کرنا پڑیں وہ بھی چندہ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ (۷) زمیندارہ آمدنی میں سے علاوہ ان ڈیوز کے جو فقرہ نمبر (۱) میں درج ہیں قیمت بیج جو زمین میں ڈالا گیا اور خرچ زراعتی معاونین بھی وضع ہوں گے۔ اور باقی ماندہ آمدنی پر چندہ واجب ہوگا۔ (۸) ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کی جو کٹوتی ہو اس کی رقم آمدنی میں سے وضع نہیں ہوگی تاہم جب یہ ملازم کو واپس ملے گا اس وقت اس پر چندہ واجب نہیں ہوگا۔ محکمہ کی طرف سے جو رقم ملے گی اس پر چندہ واجب ہوگا (۹) پنشن کی کمیوٹ شدہ رقم پر چندہ واجب ہوگا۔

صدر صاحبان متوجہ ہوں

"آمد کی تعریف" جس پر چندہ واجب ہے کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری زیر سرکلر نمبر ۱۷/ ۱۳-۷-۸۸ آپ کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے۔ امید ہے آپ نے جملہ احباب جماعت کو اس سے آگاہ کر دیا ہوگا۔ صحیح آمد پر باشرح چندہ دینے کی اہمیت کے پیش نظر ایک بار پھر یاد دہانی کروائی جا رہی ہے۔ براہ کرم نگرانی فرمائیں کہ احباب صحیح آمد پر چندہ دیتے ہیں اور صرف انہی ITEMS کی DEDUCTION کر کے اپنی آمد پر چندہ دیتے ہیں جن کا ذکر مستثنیات میں ہے۔ نیز

● براہ کرم نئے سال کا انفرادی تشخیص بجٹ اس کی روشنی میں تیار کر کے ۳۱ جولائی تک تشخیص بجٹ کا کام مکمل کرلیں تاکہ نیا بجٹ برائے سال ۱۳۶۸-۶۹ ھ / ۱۹۸۹-۹۰ ء پر غور سے قبل آمد کی ASSES MENT صحیح طور پر کر سکیں۔

● جن دوستوں کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرح چندہ عام میں رعایت کی منظوری / اجازت مل چکی ہے۔ براہ کرم (i) انکی فہرست بھی الگ نوٹ کریں (ii) تشخیص بجٹ بھی نوٹ کریں، اور (iii) یہ بھی نوٹ کریں کہ ایسے دوست عہدیدار نہیں بن سکتے (تاہم اگر منظور شدہ رعایتی شرح کے مطابق ادائیگی میں باقاعدہ ہوں تو بقایا دار شمار نہیں ہوں گے، ووٹ دے سکتے ہیں)

● جن دوستوں کی وصیت بوجہ بقایا دار ہونے یا عدم توجہ و رابطہ یا کسی بھی دوسری وجہ پر صدر انجمن احمدیہ منسوخ کر چکی ہے حسب قواعد عہدیدار نہیں بن سکتے۔ لہذا ان کی فہرست بھی الگ بنائی جائے تاہم ان کے لئے ضروری ہے کہ چندہ عام ضرور اور باقاعدہ ادا کریں (سوائے جن پر پابندی ہے کہ چندہ وصول نہیں کیا جائے گا۔) تاکہ جب بھی بحالی کی درخواست دی جا سکے یہ روک نہ ہو کہ چندہ عام میں باقاعدہ نہیں تھے۔ (سید محمد احمد گردیزی۔ نیشنل سیکرٹری مال، جرمنی)

اعلانات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت یورپ کی جملہ جماعتیں احمدی بچوں کے لیئے دینی نصاب تیار کرنے کا پروگرام رکھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مغربی جرمنی بھی اس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہتی ہے۔ انٹرنیشنل مجلس شوریٰ ۱۹۸۸ء کے فیصلے کی روشنی میں ایک CURRICULUM COMMITTEE تشکیل دی جا چکی ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اس کمیٹی کے ذمہ ایسا دینی نصاب تیار کرنا ہے جو ۱۵ سال کے بچوں اور بچیوں کی ضرورت کو پورا کرتا ہو تا احمدی بچے اور بچیاں نہ صرف یورپی برائیوں سے بچے رہیں بلکہ دوسروں کی راھنمائی کا بھی موجب ہوں۔

اِس سلسلہ میں ہمیں احمدی والدین سلسلہ کا درد رکھنے والے ذی علم افراد اور بچے اور بچیوں کا تعاون درکار ہے۔ اور ان سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی تجاویز فرینکفرٹ مشن میں متعلقہ کمیٹی کو جلد بھجوائیں گے۔ ایک ضروری امر جس کے لیئے آپ کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ بچوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات ہیں۔ جو وہ والدین سے کرتے ہیں اور والدین حتی المقدور ان کا جواب دینے کی حتی المقدور کوشش بھی کرتے ہیں۔ ایسے تمام سوالات خواہ وہ کتنے ہی عجیب اور غیر متعلقہ محسوس ہوتے ہوں وہ آپ ہمیں لکھیں۔ (زبان کی کوئی قید نہیں) کوشش کی جائے گی کہ ایسے سوالات کا تسلی بخش جواب تیار کروا کر اس نصاب میں شامل کیا جائے۔ اس لیئے سوالات کثرت سے بھجوائیں۔ اور اپنی قیمتی تجاویز کے ذریعہ کمیٹی کی راہنمائی بھی کریں۔ جزاکم اللہ

(عبدالشکور اسلم۔ سیکرٹری نصابی کمیٹی)

ضرورت کارکن

ناصر باغ میں ایک مستعد اور ہوشیار کارکن کی فوری ضرورت ہے جو کم از کم چھ ماہ کیلئے ہوگی۔ جس کی رہائش اور طعام کا انتظام بھی ناصر باغ میں ہوگا۔ سلسلہ کے قواعد کے مطابق الاؤنس بھی دیا جائے گا۔ خواہشمند احباب صدر حلقہ کی معرفت جلد درخواست لیکر خود بھی تشریف لا سکتے ہیں۔

(صدر۔ ناصر باغ انتظامیہ)

ضرورت معلم

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کو درج ذیل کوائف کے حامل جذبہ خدمتِ دین سے سرشار ایک معلم کی فوری ضرورت ہے۔

پاکستانی مخلص احمدی، عمر کم از کم چالیس سال، صحت مند، اسلامی شعار کے پابند، باشرح چندہ دینے والے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر سے بخوبی واقف، کم از کم میٹرک پاس۔ انگلش اور جرمن زبان میں گفتگو کرنے کے اہل، تعلیمی و تربیتی امور میں تجربہ کار۔

اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست معہ ایک عدد پاسپورٹ سائز تازہ تصویر، تعلیم اور صحت کا سرٹیفکیٹ، صدر حلقہ کی تصدیق، تجربہ اور متوقع ماہوار مشاہرہ کا ذکر ہونا لازمی ہے۔ فرینکفرٹ ریجن سے تعلق رکھنے والوں کو ترجیح دیجائیگی انٹرویو کیلئے آنے والوں کو کسی قسم کا خرچ نہیں دیا جائے گا۔ درخواستیں ۳۱ جولائی تک زیر دستخطی کے نام فرینکفرٹ مشن کے پتہ پر پہنچ جائیں۔ نیز ایسے دوستوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو آنریری معلم کے طور پر خدمت دین کرنا چاہتے ہوں۔

(نیشنل سیکرٹری تعلیم)

اخراج از نظام جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ظفر اقبال مہار آف ہائیل برون کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(محمد عاقل۔ نیشنل سیکرٹری امور عامہ)

ضرورتِ کارکن

دفتر امور عامہ میں کام کی غرض سے ایک کُل وقتی کارکن کی ضرورت ہے امیدوار کیلئے کم از کم ایف اے پاس ہونا ضروری ہے۔ انشاءاللہ معقول مشاھرہ دیا جائے گا خواہشمند افراد صدر جماعت کی تصدیق کیساتھ اپنی درخواستیں فرانکفورٹ مشن میں ارسال کریں۔ نیز ایسے افراد جو کچھ مدت کیلئے وقفِ عارضی کرکے جماعتی خدمت کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہوں براہ کرم شعبہ امور عامہ سے رابطہ کریں۔

مسیحِ زماںؑ احمدِؑ قادیانی

مصلح الدّین احمد راجیکی (مرحوم)

نہ آنسو نہ آہیں نہ سوزِ نہانی! تِری زندگی بھی ہے کیا زندگانی
بدل جائیں اب بھی جو اطوار تیرے یہی لن ترانی ہے سوفَ ترانی
سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی
بھروسہ نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر ڈھلکتی سی چھاؤں ہے دنیائے فانی
یہ صبحِ بنارس ہے شامِ غریباں یہ شامِ اودھ ہے فقط اک کہانی
کہاں ہے وہ متھرا کا مہرِ درخشاں کہاں ہیں وہ مُرلی کی تانیں سُہانی
کہاں ہیں وہ اجداد و اسلاف تیرے کہاں ہیں وہ عہدِ گذشتہ کے بانی
نہ کر نازِ عمرِ دوروزہ پہ ناداں بڑی بے بھروسہ ہے یہ زندگانی
اٹھا دل کو اس گلشنِ ماسوا سے لگا اس خدا سے جو لَو ہے لگانی

اٹھو کھل گئے آسماں کے دریچے سُنو آگیا وہ مسیحائے ثانی
وہ طُور و حرا کی اداؤں کا محرم وہ عہدِ محبت کی زندہ نشانی
وہ عرفانِ یزداں میں ظلِّ محمدؐ وہ فرقِ ولایت کا تاجِ کیانی
وہ بُرجِ سعادت کا ماہِ منّور وہ درجِ حقیقت کا لعلِ یمانی
وہ جانِ شریعت وہ رُوحِ طریقت وہ اقلیمِ عفّت کا صاحب قرانی

وہ مہدیٔ دوراں تمنائے ملّت
مسیحِ زماںؑ احمدِؑ قادیانی

(الفضل ۲۴؍ جنوری ۱۹۶۱ء)

بقیہ : سیرت المہدی کا ایک ورق

سید صاحب تھے جو بڑے ہی صاحبِ کمال تھے ان سے میں نے اپنی دونوں بہنوں کے نکاح کے لیئے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا مت غم کر بڑی لڑکی گاؤں میں بیاہی جائے گی اور چھوٹی شہر میں۔ غرضیکہ وہ اسی طرح پورا ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ سید صاحب کہاں ہیں معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد میں سو گیا۔

صبح کے قریب میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا میرے سینہ کے قریب کھڑا ہے اور آسمان و زمین سے بلند آواز آرہی ہے "دیکھو تجھے اس گھر سے کچھ نہیں ملا ہم نے تم کو دو لعل دیے ہیں تم ان کی خدمت کرو۔ مرزا مسیح ہے"۔

یہ خواب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا "چھوٹے لڑکے سے مراد فرشتہ ہے' لعل سے مراد لڑکے ہیں خدمت سے مراد تعلیم و تربیت ہے۔ مرزا مسیح ہے یہ اس کی تصدیق میں آیا ہے' اور فرمایا "بڑے مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب) پر ایک مقدمہ تھا میں نے دعا کی تو ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا۔ میں نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ وہ کہنے لگا میرا نام حفیظ ہے۔ پھر وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا۔

خدا کی قدرت مجھے اس جایئداد سے کیا بلکہ والد صاحب کے گھر سے کچھ نہیں ملا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک دفعہ اپنی سوتیلی بہن سے ایک لڑکی کے رشتہ کیلئے کہا اس نے منظور بھی کر لیا مگر وہ لڑکی دو ہفتہ کے اندر ہی فوت ہو گئی۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔

(مرسلہ : راجہ عبدالجبار فرینکفرٹ)

نیشنل مجلس عاملہ

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ تین سال کیلئے درج ذیل عہدیداران کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

امیر ملک	مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب	۰۶۱۵۲ ۲۵۶۰
نائب امیر اول و مشنری انچارج	مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم	۰۶۹ ۶۸۱۴۸۵
نائب امیر دوئم و سیکرٹری جائیداد	مکرم محمد شریف صاحب خالد	۰۶۱۰۷۴ ۳۶۴۴۶
جنرل سیکرٹری	مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ	۰۶۰۷۴ ۲۳۳۱۹
سیکرٹری تبلیغ	مکرم عبدالشکور خان صاحب اسلم	۰۶۱۸۲ ۱۴۲۳
سیکرٹری تعلیم	مکرم طاہر محمود صاحب	۰۶۹ ۵۹۷۸۰۸۹
سیکرٹری تربیت	مکرم بشارت احمد صاحب	۰۶۰۷۴ ۲۳۰۷۱
سیکرٹری امور عامہ	مکرم محمد عاقل خان صاحب	۰۶۱۴۴ ۳۲۸۷۵
سیکرٹری امور خارجہ	مکرم عرفان احمد خان صاحب	۰۶۹ ۵۶۷۲۶۲
سیکرٹری اشاعت	مکرم اسمٰعیل نوری صاحب	۰۶۹ ۷۸۹۴۸۱۹
سیکرٹری وصایا	مکرم محمد احمد صاحب انور (با سید منظور)	۰۶۱۰۲-۶۱۲۶۴
سیکرٹری مال	مکرم محمد احمد صاحب گردیزی	۰۶۹ ۵۰۲۹۳۰
ایڈیشنل سیکرٹری مال	مکرم منظور احمد خان صاحب	۰۶۲۰۶ ۵۹۶۲۱
سیکرٹری تحریک جدید	مکرم عبدالرشید صاحب بھٹی	۰۶۱۰۶ ۷۳۰۵۴
سیکرٹری وقفِ جدید	مکرم عبدالکریم صاحب زاہد	۰۶۰۷۱ ۳۷۶۵۶
سیکرٹری ضیافت	مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب	۰۶۹ ۶۸۳۵۷۶
سیکرٹری پریس	مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش	۰۶۹ ۳۱۴۵۹۶

(تقرری از طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم قاضی طاہر احمد صاحب	۰۶۰۷۴ ۳۲۹۴۱
سیکرٹری وقف عارضی	مکرم عبدالرحیم احمد صاحب	۰۶۰۷۴ ۴۲۷۳۳
سیکرٹری سمعی و بصری	مکرم صوفی منور احمد صاحب	۰۶۱۰۸۷۳۸۵۰۴

مندرجہ ذیل عہدیداران مستقل طور پر بغیر انتخاب کے نیشنل مجلس عاملہ کے ممبر ہوتے ہیں۔

مبلغین کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ	مغربی جرمنی	———
نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ	مغربی جرمنی	۰۶۹ ۵۱۷۱۳۵
ناظم اعلیٰ انصار اللہ	مغربی جرمنی	۰۶۹ ۵۴۸۷۹۲۸

(از طرف: مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت)

بقیہ : ننکانہ میں حملہ

صبح مختلف دیہات کے مولوی حضرات نے قادیانیوں کے خلاف اشتعال پھیلانے کی بھرپور کوشش کی لیکن سنجیدہ شہریوں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا، چنانچہ بعض دینی مدارس کی تیار کردہ "یوتھ فورس" اور مقامی کالج کے لڑکوں کا جتھہ تیار کر کے اس کے ذریعہ ضلع شیخوپورہ کے شہر ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی املاک پر حملہ کرا دیا گیا۔ اس حملے میں قادیانیوں کے گھر، درسگاہیں، عبادت گاہیں لوٹ کر نذر آتش کر دی گئیں۔ ان گھروں میں قرآن کریم کے نسخے بھی جل گئے۔ (روزنامہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۹ء)

(بحوالہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ اپریل)

بقیہ : قرار داد مذمت

چاہیئے کہ کیا ایسے واقعات سے اسلام یا ختم نبوت کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے یا اس سے اسلام اور مسلمانوں کا امیج تباہ ہو جائے گا۔

سینئر وکلاء مسٹر اے ایچ سرور بھٹی، چوہدری نواز احمد، کمال دین ڈوگر، رائے محمود خان، چوہدری برکت علی غیور، چوہدری اسلم علی خان، شیخ محمد امین، میاں محمد رمضان نظامی، اور بار ایسوسی ایشن کے صدر محمد امین نظامی نے اس قرار داد کی تائید کی اور اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے جس کا مقصد امن و امان کی صورتِ حال کو خراب کر کے ملک کے جمہوری عمل کو نقصان پہنچانا ہے۔

مقررین نے اس امر پر اپنی حیرانی کا اظہار کیا کہ مقامی انتظامیہ نے اس واقعہ کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جنہوں نے آگ لگائی، ڈاکہ مارا، اور معصوم شہریوں کی جائیداد کو قانون نافذ کرنے والے افراد کی آنکھوں کے سامنے نقصان پہنچایا۔ (ترجمہ از انگریزی روزنامہ "دی نیشن" لاہور) (بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ اپریل۔)

بقیہ : اختتامی خطاب حضور انور

فیصلے کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ قتل عام کر کے دکھاتے ہیں۔ اس لیئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ظالم لیڈر شپ سے مسلمانوں کو نجات بخشے اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہنمائی ان کو نصیب ہو اور ان لوگوں کی راہنمائی نصیب ہو جو آنحضرت صلی اللہ کے سچے غلام ہیں۔ آئیے اب ہم دعا میں شامل ہو جاتے ہیں اپنے کمزوروں، بیماروں، مصیبت زدگان کو بھی دعا میں یاد رکھیں، بیوگان کو اور یتامیٰ کو بھی اور ہر قسم کی دکھی انسانیت کو بھی۔ افریقہ میں جو لوگ قحط کا شکار ہیں اور اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہیں ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ **آپ کی دعاؤں کا فیض ساری دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا۔**

دُعائے مغفرت

(۱) مکرم بشیر احمد آف من ہائم کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۲۹ اپریل کو وفات پا گئے ہیں۔ آپ مکرم حافظ مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان کے صاحبزادے تھے آپ اپنے بچوں کے ساتھ گزشتہ ایک سال سے من ہائم میں مقیم تھے آپ نے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین بچے چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے انکی مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی درخواست دعا ہے۔

(۲) مکرم ملک طاہر احمد آف HÖCHST کے والد مکرم محمد شفیع پاکستان میں بقضائے الہٰی انتقال کر گئے ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) مکرم عبدالشکور صاحب آف BUXTEHUDE کی والدہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ زوجہ مربی عبدالرحیم صاحب (مرحوم) ربوہ پاکستان میں بقضائے الہٰی وفات پا گئی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔

(۴) مکرم ادریس احمد صاحب آف جماعت لمس ہائن کے والد مکرم ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی ربوہ میں ۹ مئی ۱۹۸۹ء کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ہیں۔ احباب سے ان کی مغفرت، بلندئ درجات اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی درخواست دعا ہے۔

اعلان گمشدگی

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے موقع پر کسی دوست کی گرہی ہوئی کچھ رقم ملی ہے۔ جس دوست کی ہو وہ تفصیل بتا کر مسجد نور فرینکفرٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

وضاحت

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے موقع پر کسی خاتون نے حضرت آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کو ایک عدد انگوٹھی، دو عدد بندے پیش کئے تھے۔ جس کی تفصیل نہیں بتائی۔ اس لئے ان خاتون سے گذارش ہے کہ وہ اس زیور کے متعلق وضاحت کریں کہ کس مد میں یہ زیور پیش کیا گیا ہے۔

ولادت

(۱) مکرم نعیم احمد صاحب شاہد آف ہائیڈل برگ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ ازراہ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام **ارسلان احمد** تجویز فرمایا ہے۔

(۲) مکرم سید محمد خاور صاحب (وقف زندگی) آف فرینکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو جڑواں بچوں سے نوازا ہے۔ جن کے نام حضور اقدس نے واصف جہانگیر اور سلیم تجویز فرمائے ہیں۔ مکرم خاور صاحب نے حضور اقدس کے ارشاد پر پہلا بچہ **واصف جہانگیر** کو تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف کر دیا ہے۔

(۳) مکرم نعیم الدین صاحب پرویز آف آفن باخ کو اللہ تعالیٰ نے بچے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام فواد احمد تجویز فرمایا ہے۔

(۴) مکرم محمد افتخار احمد صاحب ساہی آف من ہائم کو مورخہ ۲۷ فروری ۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ ازراہ شفقت حضور اقدس نے بچے کا نام محمد سرفراز تجویز فرمایا ہے۔ نومولود حضور اقدس کی تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۵) مکرم منصور احمد صاحب ملک آف نیوزن برگ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱ اپریل ۸۹ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور اقدس نے نبیلہ احمد ملک تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۶) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب آف ہینی برگ کے بڑے بھائی مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب مورخہ ۲۸ فروری کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور اقدس نے بچے کا نام وجاہت احمد طارق تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے مکرم نصیر احمد صاحب نجم قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہائیڈل برگ کو مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام ندرت بشریٰ تجویز ہوا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بچوں کو نیک اور خادم دین بنائے درازئ عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

سالانہ اجتماع

گذشتہ سال یہ طے پایا تھا کہ نیشنل اجتماع سے قبل تمام تنظیمات اپنی اپنی برانچز میں مقامی اجتماعات منعقد کروائیں گی جن میں مختلف مقابلہ جات میں اول، دوم اور سوم آنے والی ممبرات ہی نیشنل اجتماع کے مقابلہ جات میں حصہ لے سکیں گی۔ نیز جو ممبرات گذشتہ تین سالوں سے مقابلہ جات میں اول، دوم، سوم آتی رہی ہیں اس سال وہ حصہ نہ لے سکیں گی۔ آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ جلد از جلد مقابلہ جات یا اجتماعات منعقد کروا کر جولائی کے آخر تک نتائج سکرٹری تعلیم کو بھجوا دیں۔ نیشنل اجتماع میں شامل ہونے والی لجنات وناصرات اور بچوں کی تعداد بھی فوری ارسال فرمائیں۔

صدران جماعت

ایسے تمام صدر صاحبان سے، جہاں ابھی لجنہ کی تنظیم قائم نہیں ہوئی اور وہاں لجنہ یا ناصرات کی تعداد تین یا تین سے زائد ہے، درخواست ہے کہ براہ کرم ان کے مکمل کوائف یعنی نام، پتہ، فون نمبر۔ لکھ کر نیشنل سکرٹری تجنید لجنہ اور نیشنل سکرٹری ناصرات کے پتہ پر ارسال فرماویں۔

(نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ)

• **شوریٰ** کیلئے اپنی تجاویز فوری طور پر مکرمہ مسز بشریٰ داؤد صاحبہ کے پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

• اس سے قبل مضمون نگاری کا اعلان ہو چکا ہے۔ مقالہ کم از کم چار سو الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ عناوین درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم نسواں پر احسانات

(۲) سیرت حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) صد سالہ تاریخ میں احمدی خواتین کے کارہائے نمایاں

• • •

ناصرات الاحمدیہ کا

سالانہ اجتماع

ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع انشاءاللہ ستمبر میں منعقد ہوگا۔ تمام ناصرات ابھی سے اجتماع میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اجتماع کی مختصر تفصیل یوں ہے:

کھیلوں کے مقابلہ جات: سیدھی دوڑ گروپ اول، دوم اور گروپ سوم (الف) ب۔ مشاہدہ معائنہ تینوں گروپس۔ مینڈک دوڑ گروپ سوم (الف، ب)۔ بیت بازی، گروپ اول و دوم۔ ناصرات کے لئے بیت بازی کے مقابلہ میں یہ سہولت دی جا رہی ہے، وہ شعر کے بدلہ میں شعر کہیں گی۔ مقابلہ بیڈمنٹن گروپ اول۔

تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ۔ پیغام حضرت چھوٹی آپا جان صاحبہ۔ عہد نامہ ناصرات الاحمدیہ و ترانہ جات تمام ریجنز۔ اختتامی تقریر نیشنل صدر صاحبہ۔ دعا۔ رپورٹس تمام ریجنز۔

علمی مقابلہ جات: مقابلہ حسن قرأت گروپ اول سورۃ بقرہ کی آخری آیت، سورۃ الجمعہ۔ بسم اللہ سمیت پہلی تین آیات دونوں میں سے ایک۔ گروپ دوم۔ سورۃ بقرہ کی ابتدائی چار آیات بسم اللہ سمیت۔ سورۃ آل عمران آیت ۹، ۱۰ گروپ سوم (ب) سورۃ الفیل بسم اللہ سمیت پہلی چار آیات۔ سورۃ عصر بسم اللہ سمیت پہلی ۴ آیات گروپ سوم (الف) سورۃ قریش بسم اللہ سمیت پہلی تین آیات۔ سورۃ الکافرون بسم اللہ سمیت ابتدائی تین آیات۔

اردو تقریری مقابلہ جات: وقت تین سے چار منٹ۔ عناوین (۱) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) بیعت کیا ہے، بک جانے کا نام (۳) کیا ہمارا لباس صحیح اسلامی پردہ کا نمونہ پیش کرتا ہے؟۔ گروپ دوم: (۱) خلافت سے وابستگی میں برکت ہے۔ (۲) تبلیغ کے لیئے دعا اور عملی نمونہ کی زیادہ ضرورت ہے (۳) داعی الی اللہ کی تحریک میں میرا حصہ۔

(نوٹ: جرمن تقریری مقابلہ کے عناوین بھی یہی ہیں)

خواتین کیلئے خوشخبری

فرینکفرٹ سٹی سنٹر میں KONSTABLERWACHE پر C&A کے ساتھ

پکاڈلی موڈے

ALI - HUSSAIN OHG
PORZELLANHOF STR. 6
6000 FRANKFURT / M

TELEFON (069) 281015
TELEX : 414999 STYMO D
FAX : 06103/33166

جہاں سے خواتین بہترین جاپانی کپڑا ، دلفریب ڈیزائنوں اور رنگوں میں ساڑھیاں اور سوئیٹر نہایت ارزاں نرخوں پر خرید سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ماڈرن دلکش ڈیزائنوں میں یورپین ، پاکستانی اور انڈین ریڈی میڈ ملبوسات بھی دستیاب ہیں۔ چونکہ ہم کپڑا DIRECT IMPORT کرتے ہیں اس لئے ہم کپڑے کی کوالٹی کے ساتھ ساتھ سستا ہونے کی گارنٹی دیتے ہیں۔

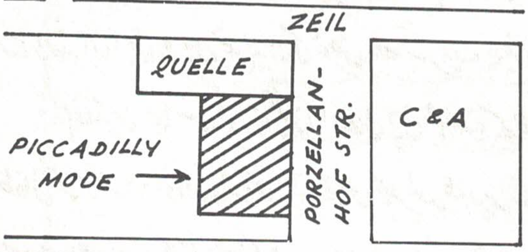

REMEMBER!
WE SET THE STANDARD OF
COMPARISON

پاکستان کا کرنل باسمتی چاول استعمال کیجئے

فرانکفرٹ میں

ایک دفعہ آزمائیے	نیا ادارہ	بار بار آئیے

پاکستان سے عمدہ اور اعلیٰ کوالٹی کا "کرنل باسمتی" چاول درآمد کر رہا ہے۔ خوب صورت پیکنگ میں دستیاب ہے

مندرجہ ذیل فون نمبر اور پتہ پر رابطہ قائم کریں

M. SALIM
NIDDAGAU STR. 15
6-FF /MAIN RÖDELHEIM
TEL. 069 786779

F.A. TARIQ
WILHELM STR. 10
6233 - KELKHEIM
TEL. 06195 73625

چھٹا سالانہ یورپین اجتماع

امسال مجالس ہائے خدام الاحمدیہ یورپ کا سالانہ یورپین اجتماع انشاءاللہ العزیز مورخہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ناصر باغ (گروس گیراؤ) میں منعقد ہوگا۔

یاد رہے کہ یہ اجتماع صد سالہ جشن تشکر کے سال کے دوران منعقد ہونے کی وجہ سے ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے جس میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری بھی متوقع ہے۔

اسی طرح صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم محمود احمد صاحب بھی انشاءاللہ اس اجتماع میں شمولیت کی غرض سے تشریف لائیں گے۔

تمام قائدین مجالس اور ناظمین اطفال اپنی مجلس کے جملہ خدام و اطفال کو اس روحانی اور تربیتی اجتماع میں بھرپور طور پر شامل کرنے کی غرض سے ابھی سے تیاری کا آغاز کر دیں۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات کیلئے تیاری کے ساتھ ساتھ اجتماع کی کامیابی کیلئے دعا کی بھی درخواست ہے۔

(نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی)

رسالہ مشکوٰۃ کے خریدار متوجہ ہوں

قادیان سے شائع ہونے والے خدام الاحمدیہ کے رسالہ مشکوٰۃ کے متعلق اعلان ہے کہ مشکوٰۃ کا صد سالہ جوبلی نمبر نیشنل قیادت کو موصول ہوگیا ہے۔ ایسے خدام جو رسالہ مشکوٰۃ کے خریدار بننا چاہتے ہوں ۲۰ مارک سالانہ چندہ ادا کرکے یہ رسالہ نیشنل قیادت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو خدام سال بھر کا چندہ ادا کریں گے انہیں آئندہ باقاعدگی سے یہ رسالہ بھجوایا جائے گا۔

خدام الاحمدیہ جرمنی کے

ریجنل اجتماعات

امسال مغربی جرمنی کے تمام ریجنز میں خدام الاحمدیہ کے ریجنل اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ خدام و اطفال کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ان اجتماعات کے ذریعہ آگے آنے والے خدام و اطفال اور ٹیمیں ہی یورپین اجتماع میں حصہ لے سکیں گی۔ لہٰذا تمام خدام و اطفال اپنے ریجنل اجتماعات میں پوری تیاری کے ساتھ حصہ لیں۔ اگر آپ یورپین اجتماع میں کسی مقابلہ میں حصہ لینا چاہتے ہیں لیکن مجبوری کی بنا پر ریجنل اجتماع میں شامل نہیں ہو سکتے تو براہ کرم اپنے ریجنل قائد صاحب کو تحریری طور پر قبل از وقت مطلع کریں۔ بعد میں کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

جو اجتماع اب تک منعقد ہو چکے ہیں نیز جو ہونا باقی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے

ریجنل اجتماع کولون ریجن مورخہ ۱۱ جون
ریجنل اجتماع سٹٹ گارٹ ریجن مورخہ ۱۱ جون
ریجنل اجتماع ھمبرگ ریجن مورخہ ۲۵ جون
ریجنل اجتماع میونخ ریجن مورخہ ۱۵ جولائی
ریجنل اجتماع فرانکفرٹ ریجن مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۸۹ء (ناصر باغ)
ریجنل اجتماع برلن ریجن مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء۔

ناظمین مال متوجہ ہوں

مجالس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کے تمام ناظمین مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ نئے طریق کے مطابق خدام الاحمدیہ کا چندہ وصول کرکے مقامی سیکرٹری صاحب مال کے پاس جمع کروا کر رسید حاصل کریں اور سٹیٹمنٹ فارم نیشنل قیادت کو ارسال کریں۔

ماہانہ رپورٹ کارگزاری

تمام قائدین مجالس نوٹ فرمالیں کہ ماہانہ رپورٹ کارگزاری اگلے ماہ کی دس تاریخ سے قبل نیشنل قیادت اور متعلقہ ریجنل قیادت کو ارسال کرنی ضروری ہے۔

15 مئی 1989 کو احمدی بچوں
اور جرمن بچوں کی فٹ بال ٹیم
کے درمیان میچ سے قبل
جرمن ٹیم کے کوچ حضور
اقدس سے مصافحہ کرتے
ہوئے ٹیم کے جھنڈوں
کا تبادلہ کر رہے ہیں

SIERRA LEONE

Le3

صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر محکمۂ ڈاک سیرالیون کی طرف سے جاری کئے جانے والا ایک ڈاک ٹکٹ

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی ۱۹۸۹ء
کے
سامعین کا ایک منظر

احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے اور

جماعت احمدیہ جرمنی کے چودھویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب انعقاد

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی ۱۹۸۹ء کا ایک فضائی منظر

Herausgeber: Ismail Noori · Verlag: DER ISLAM · Nuur Moschee · Babenhäuser Landstraße 25
D-6000 Frankfurt/M. · Tel. 0 69/68 14 85 · Telex 41 61 87 islam d · Telegr.-Adr.: »ISLAM« Frankfurt/M.